کذاب یمامہ سے کذاب قادیان تک

بائیس (۲۲) جھوٹے نبی

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ رسالت سے لیکر آج تک کے بائیس خود ساختہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کے دلچسپ اور عبرتناک واقعات مستند تاریخی حوالوں سے۔

تالیف: نثار احمد خاں فتحی

پیش لفظ

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

بائیس (۲۲) جھوٹے نبی

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ رسالت
سے لیکر آج تک کے بائیس خود ساختہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں
کے دلچسپ اور عبرتناک واقعات مستند تاریخی حوالوں سے۔

تالیف: نثار احمد خاں فتحی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان
☎ 40978

نام کتاب	کذاب یمامہ سے کذاب قادیان تک
مولف	نثار احمد خاں فتحی
تعداد	ایک ہزار
ناشر	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان
تاریخ اشاعت	محرم الحرام ۱۴۱۸ھ مطابق مئی ۱۹۹۷ء
تعارف	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، پاکستان

ملنے کے پتے:

۱۔ ادارۃ القرآن لسبیلہ چوک کراچی

۲۔ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی

۳۔ مکتبہ الشیخ۔ ۳/۴۴۵ بہادر آباد کراچی

۴۔ مکتبہ برھان اردو بازار کراچی

۵۔ ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور

۶۔ فیصل بک ڈپو اسلام آباد

دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی. امابعد !

قرآن کریم اور احادیث متواترہ کی بنا پر امت مسلمہ کا قطعی عقیدہ چلا آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین (آخری نبی) ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی شخص کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص نبوت کا دعوی کرے گا۔ وہ آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق دجال وکذاب ہے۔ نبی آخرالزمان حضرت محمد ﷺ کے دور حیات کے آخری حصے میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی نے عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے جھوٹا دعوی نبوت کیا۔ اس دوران آپ ﷺ پر مرض الموت طاری ہوئی جس میں آپ ﷺ دنیائے رفتنی وگزشتنی کو الوداع کہہ کر رفیق اعلیٰ سے جاملے تھے۔ اس بیماری کے اثنا میں آپ ﷺ نے خواب دیکھا تھا۔ کہ آپ ﷺ کے دونوں ہاتھوں میں دو کنگن ہیں۔ جس سے آپ ﷺ کو نفرت محسوس ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے ان پر پھونک ماردی' جس سے دونوں کنگن معدوم ہوگئے۔ آپ ﷺ نے اس کی تعبیر یہ فرمائی کہ اس سے مراد یہ دونوں دجال ہیں اور یہ کہ میرے جانثاروں کے ہاتھوں انجام بد کو پہنچیں گے۔ آپ ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق اسود عنسی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں اور مسیلمہ کذاب' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سپاہی "وحشی رضی اللہ عنہ" کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے۔

جھوٹ مدعیان نبوت کے دجل وکذب کا جو سلسلہ اس وقت شروع ہوا تھا آج مرزا غلام احمد قادیانی تک اس کا تسلسل جاری ہے۔ غرض یہ کہ بہت سے جھوٹے مدعیان نبوت نے امت کو گمراہ کرنے کو شش کی۔

ان جھوٹے مدعیان نبوت کے حالات کو ہمارے مختلف علماء نے ایک جگہ جمع کیا۔ محترم جناب حاجی نثار احمد خاں فتحی (خلیفہ مجاز حضرت قاری فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ) نے ان جھوٹے مدعیان نبوت کے حالات کو اس کتاب میں جمع کیا ہے اگرچہ آپ سے قبل "آئمہ تلبیس" کے نام سے حضرت مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان تمام کذابوں کے حالات جمع فرمائے تھے۔ ہمارے ممدوح محترم نے ان کے طرز نگارش کو نہایت آسان اور سلیس زبان میں "تلخیص" فرماکر امت کے لئے ایک بہترین ذخیرہ پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔ آمین ثم آمین

وصلی اللہ علی خیر خلقہ وصحبہ اجمعین

والسلام

(مولانا) محمد یوسف لدھیانوی
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
(صدر دفتر ملتان۔ پاکستان)

فہرست مضامین

"مقصد کتاب"

"بسم اللہ والصلوۃ والسلام علٰی سیدنا
محمد خاتم النبیین وعلٰی آلہ اجمعین"

بخاری اور مسلم شریف کی ایک متفقہ حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کی وفات شریف سے قیامت تک تقریباً تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے اور ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اگر مجرد دعوائے نبوت کے لحاظ سے دیکھا جائے تو جھوٹے نبوت کے دعویداروں کی تعداد آج تک شاید تیس ہزار سے بھی زیادہ ہو گی کیونکہ ہر تھوڑے عرصے کے بعد کسی نہ کسی جھوٹے نبی کی خبر کہیں نہ کہیں سے آتی رہتی ہیں (ابھی اس مسودے کی تیاری کے درمیان ایک یوسف نامی شخص کا دعویٰ نبوت اخباروں میں آیا ہے اس کی کچھ تفصیل ہم نے اس کتاب کے آخر میں دی ہے) لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تیس یا کم و بیش دجالوں کی خبر دی ہے وہ ان جھوٹے دعویداروں کے متعلق ہے جن کا فتنہ کافی عرصے قائم رہا اور جن کی شہرت اطراف عالم میں پہنچی۔ ایسا نہیں ہے کہ جس بے وقوف نے یہ کہہ دیا کہ میں نبی ہوں وہ بھی حضور کی پیشن گوئیوں کا مصداق بن جائے۔ ایسا دعویدار اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا جس کو اپنے وطن سے باہر کوئی جانتا تک نہ ہو بلکہ ان تیس جھوٹے نبیوں میں وہی لوگ داخل ہیں جن کے فتنہ کو عالمگیر شہرت حاصل ہو چکی ہو۔

اب رہا یہ سوال کہ آج تک ایسے مشہور جھوٹے نبوت کے دعویدار کتنے گزرے ہیں تو تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے کذاب جن کے فتنے نے عالمگیر شہرت

حاصل کی اور جن کا نام اقصائے عالم تک پہنچا ان کی تعداد بیس بائیس تک پہنچی ہے۔

کچھ عرصہ قبل خاکسار نے ایک کتاب "آئمہ تلبیس" کا مطالعہ کیا تھا جس میں مشہور تاریخ نگار مولانا ابوالقاسم رفیق دلاوری مرحوم نے گزشتہ چودہ سو سال کے ان مشہور جعلی خداؤں خانہ ساز نبیوں 'خود ساختہ مسیحوں اور جھوٹے مہدویت کے دعویداروں کے بڑے دلچسپ اور بہت تفصیلی حالات تحریر کیے ہیں جنہوں نے عہد رسالت سے لے کر آج تک الوہیت نبوت 'مسیحیت 'مہدویت اور اس قسم کے دوسرے جھوٹے دعوے کر کے ملت اسلامیہ میں انتشار اور فساد پھیلایا اور اللہ کی بے شمار مخلوق کو اپنے مکروفریب سے گمراہ کیا۔ یہ کتاب اس سلسلہ کی معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے جو مولف مرحوم نے تاریخ کی مستند کتابوں مثلاً "البدایہ النہایہ تاریخ ابن کثیر۔ تاریخ ابن کامل ۔طبقات ابن سعد ۔ تاریخ طبری ۔دبستان مذاہب ۔لسان المیزان ۔اور دوسری بہت سی مشہور کتابوں کے حوالوں سے مرتب کیا ہے مگر اس کتاب کا حجم بہت زیادہ ہے اور اس کی دو جلدیں تقریباً ایک ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں آج کل لوگ زیادہ طویل تحریر کو پسند نہیں کرتے اور زیادہ قیمت بھی ان پر بار ہوتی ہے۔

فقیر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں اس کتاب میں سے صرف نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے حالات کو اختصار کے ساتھ مرتب کر کے کتاب کی شکل دے دوں تو ایک تو قیمت بہت کم ہو جائے گی دوسرے مختصر ہونے کے سبب لوگوں کو مطالعے میں بھی آسانی ہو گی۔

لیکن اصل محرک جس نے سمند شوق پر تازیانہ لگایا وہ یہ امید ہے کہ شاید میری یہ حقیر خدمت دربار رسالت میں قبول ہو جائے اور آخرت میں آپ کی شفاعت کا ذریعہ بن جائے اور اس طرح دنیا میں بھی میں اس فوج کا ایک سپاہی بن جاؤں جو ختم نبوت کے محاذ پر ناموس رسالت کے ڈاکوؤں سے نبرد آزما ہے۔

الحمدللہ حضرت حق کی استعانت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات سے بہت قلیل عرصے میں ایک مسودہ تیار ہو گیا جو کتاب کی شکل میں اب آپ کے سامنے ہے۔

ہر طرح کامل و اکمل ہیں رسول مقبولؐ

چند اشعار جو لکھے ہیں پئے نذر رسولؐ
عاقبت میری سنور جائے جو ہوجائیں قبول

کیا قصیدہ پڑھوں انکا وہ ہیں نبیوں کے نبی
ان کی توصیف کروں کیا وہ رسولوں کے رسول

لائے جبرئیل فرشتوں کی حفاظت میں کتاب
نفس وشیطاں کا نہیں جس میں ہوا کوئی دخول

کرسکا کوہ گراں بھی نہ تحمل جس کا
آپ کے قلب مبارک پہ ہوا اس کا نزول

آپ سے پہلے کے ادیان کی حالت یہ ہے
ہیں کتابیں جو محرف تو شریعت مجہول

آپ کا دین ہی وہ دین مبیں ہے جس میں
سب ہے محفوظ کتاب ہو کہ شریعت کے اصول

اب نبی کوئی نہ آئے گا ہدایت کے لئے
بس اسی ذات سے اب ہوگا ہدایت کا حصول

ہوگئی ختم نبوت یہ یقیں ہے میرا
ہر طرح کامل واکمل ہیں رسول مقبولؐ

مشغلہ میرا ہے ناموس رسالتؐ کا دفاع
اے نبیؐ آپ کی توصیف ہے میرا معمول

ہوسکا مجھ سے تو میں وقت نزاع بھی ہردم
آپ کی مدح سرائی میں رہوں گا مشغول

آپ کی نظرعنایت کا ہے محتاج نثارؔ
اس گنہگار پہ رکھیے گا توجہ مبذول

(۱)
"مسیلمہ کذاب یمامہ"

یہ شخص کذاب یمامہ کے لقب سے بھی مشہور ہے اس کی خودساختہ نبوت کا فتنہ کافی عرصے تک رہا جس کو بڑے بڑے صحابہ نے اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر جڑ سے اکھاڑ دیا جس وقت اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی عمر سو سال سے بھی زیادہ ہو چکی تھی۔

مسیلمہ کی دربار نبویؐ میں حاضری

مسیلمہ نے اور وفود کی طرح وفد بنی حنیفہ کے ساتھ آستانہ نبوی پر حاضر ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی مگر ساتھ ہی یہ درخواست بھی دی کہ حضورؐ اسے اپنا جانشین مقرر فرما دیں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجور کی ایک ٹہنی رکھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا اے مسیلمہ اگر تم امر خلافت میں مجھ سے یہ شاخ خرما بھی طلب کرو تو میں دینے کو تیار نہیں۔ مگر بعض صحیح روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضورؐ سے بیعت نہیں کی تھی اور کہا تھا کہ اگر آپ مجھے اپنا جانشین متعین فرمائیں یا اپنی نبوت میں شریک کریں تو میں بھی بیعت کرتا ہوں۔ لیکن حضور علیہ السلام کے جواب سے وہ مایوس ہو کر چلا گیا۔

دعوائے نبوت کا آغاز

مسیلمہ حضورؐ کا جواب سن کر یمامہ واپس آیا اور اہل یمامہ کو یقین دلایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی نبوت میں شریک کر لیا ہے۔ اور اس نے اپنی من گھڑت وحی اور الہام کے افسانے سنا سنا کر لوگوں کو اپنا ہم

نوااور معتقد بنانا شروع کر دیا اس پر مستزاد یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام نے مسیلمہ کے دعوائے نبوت اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی خبر سن کر اس کے ہی قبیلے کے ایک ممتاز رکن کو جو نہار کے نام سے مشہور تھا یمامہ روانہ فرمایا کہ مسیلمہ کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائے مگر اس شخص نے یمامہ پہنچ کر الٹا مسیلمہ کا اثر قبول کر لیا اورلوگوں کے سامنے بیان کیا کہ خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ مسیلمہ میری نبوت میں شریک ہے۔ نہار کے اس بیان سے لوگوں کی عقیدت مستحکم ہو گئی اور کثرت سے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لانے لگے نہار نے مسیلمہ کی جھوٹی نبوت کو مقبول بنانے اور مشتہر کرنے میں وہی کردار ادا کیا جو حکیم نورالدین نے قادیانی غلام احمد کذاب کی خود ساختہ نبوت کو عوام میں پھیلانے کے لئے کیا۔

حضرت سیدالمرسلین کے نام مسیلمہ کا مکتوب اور اس کا جواب

ہر طرف سے اپنے ہم نواؤں کی کثرت اور عقیدت دیکھ کر مسیلمہ کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی کہ وہ واقعی حضور علیہ السلام کی نبوت میں شریک ہے چنانچہ اس نے کمال جسارت سے حضورؐ کی خدمت میں ایک خط لکھا۔

"مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام معلوم ہو کہ میں امر نبوت میں آپ کا شریک کار ہوں۔ عرب کی سرزمین نصف آپ کی ہے اور نصف میری لیکن قریش کی قوم زیادتی اور ناانصافی کر رہی ہے"۔

یہ خط دو قاصدوں کے ہاتھ حضورؐ کی خدمت میں بھیجا حضورؐ نے اس قاصد سے پوچھا تمہارا مسیلمہ کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہم بھی وہی کہتے ہیں جو ہمارا سچا نبی کہتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "اگر قاصد کا قتل جائز ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کرا دیتا" اس دن سے دنیا بھر میں یہ اصول مسلم اور زبان زد خاص و عام ہو گیا کہ قاصد کا قتل

جائز نہیں۔ حضرت صادق و مصدوق علیہ السلام نے مسیلمہ کو جواب میں لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔منجانب محمد رسول اللہ بنام مسیلمہ کذاب ۔
سلام اس شخص پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔ اس کے بعد معلوم
ہو کہ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس
کا مالک بنا دیتا ہے اور عاقبت کی کامیابی متقیوں کے لئے ہے"

مسیلمہ کی خود ساختہ شریعت ور معجزات

لوگوں کو اپنے دین اور جھوٹی نبوت کی طرف راغب کرنے کے لئے ضروری تھا کہ محمدی شریعت کے مقابل ایسی شریعت گھڑی جائے جو لوگوں کے نفسانی خواہشات کے مطابق ہو تاکہ عوام کی اکثریت اس کی نبوت پر ایمان لے آئے چنانچہ اس نے ایک ایسے عامیانہ اور رندانہ مسلک کی بنیاد ڈالی جو عین انسان کے نفس امارہ کی خواہشات کے مطابق تھی چنانچہ اس نے :

(۱) شراب حلال کر دی ۔
(۲) زنا کو مباح کر دیا۔
(۳) نکاح بغیر گواہوں کے جائز کر دیا۔
(۴) ختنہ کرنا حرام قرار پایا۔
(۵) ماہ رمضان کے روزے اڑا دیئے۔
(۶) فجر اور عشاء کی نماز معاف کر دی۔
(۷) قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری نہیں۔
(۸) سنتیں ختم صرف فرض نماز پڑھی جائے۔

اس کے علاوہ اور بہت سی خرافات اس نے اپنی خودساختہ شریعت میں جاری کیں چونکہ یہ سب باتیں انسانی نفس امارہ کے عین مطابق تھیں اس لئے عوام الناس جوق درجوق اس پر ایمان لانے لگے اور اباحت پسند اور عیاش طبیعت لوگوں کو ہوس راتیوں اور نشاط فرمائیوں کا اچھا موقع مل گیا۔ اس کا اثر یہ ہوا

کہ ہر طرف فواحشات اور عیش کوشی کے شرارے بلند ہونے لگے اور پورا علاقہ فسق و فجور کا گہوارہ بن گیا۔

نبوت کے جھوٹے دعویداروں کو دنیاوی حیثیت سے کتنا ہی عروج کیوں نہ حاصل ہو جائے مگر دینی عزت و عظمت ان کو کبھی حاصل نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو مسیلمہ کے لئے اس طرح ظاہر کیا تھا کہ جس کام کا وہ اپنی عظمت دکھانے کے لئے ارادہ کرتا یا دعا کرتا معاملہ بالکل اس کے برعکس ہو جاتا چنانچہ

- ایک مرتبہ ایک شخص کے باغات کی شادابی کی دعا کی تو درخت بالکل سوکھ گئے۔
- کنوؤں کا پانی بڑھنے کے لئے حضور علیہ التحیتہ والسلام کی طرح مسیلمہ نے اپنا آب دہن ڈالا تو کنوؤں کا پانی اور نیچے چلا گیا اور کنویں سوکھ گئے۔
- بچوں کے سر پر برکت کے لئے ہاتھ پھیرا تو بچے گنجے ہو گئے۔
- ایک آشوب چشم پر اپنا لعاب دہن لگایا تو وہ بالکل اندھا ہو گیا۔
- شیردار بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا تو اس کا سارا دودھ خشک ہو گیا اور تھن سکڑ گئے۔اور اسی قسم کے بہت سے واقعات مسیلمہ کی ذات سے پیش آئے۔

مسیلمہ کذاب سے مسلمانوں کی جنگ اور اس کی فتح

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو گیارہ لشکر ترتیب دیے تھے اس میں ایک دستہ حضرت عکرمہؓ بن ابو جہل کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے یمامہ روزانہ فرمایا تھا۔ اور ان کی مدد کے لئے حضرت شرجیلؓ بن حسنہ کو کچھ فوج کے ساتھ ان کے پیچھے روانہ کر دیا تھا اور عکرمہؓ کو حکم تھا کہ جب تک شرجیل تم سے نہ آملیں حملہ نہ کرنا مگر حضرت عکرمہؓ نے جوش جہاد میں حالات کا جائزہ لیے بغیر اور حضرت شرجیل کی آمد سے پہلے ہی مسیلمہ پر حملہ کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عکرمہ کو شکست ہوئی اور مسیلمہ کا لشکر فتح کے

شادیانے بجاتا ہوا واپس ہو گیا۔

حضرت شرجیلؓ کو جب اس شکست کی خبر ملی تو وہ جہاں تھے وہیں ٹھہر گئے اور امیرالمومنین کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ ادھر امیرالمومنین نے حضرت خالد بن ولید کو مسیلمہ کے خلاف معرکہ آراء ہونے کا حکم دیا اور ایک لشکر ان کے لئے ترتیب دیا جس میں مہاجرین پر حضرت ابوحذیفہؓ اور حضرت زید بن خطابؓ اور انصار پر حضرت ثابت بن قیسؓ اور حضرت براء بن عازبؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ حضرت شرجیل کو حکم دیا کہ وہ حضرت خالد کے لشکر سے آ کر مل جائیں۔

حضرت خالدؓ نہایت سرعت سے مدینہ سے نکل کر یمامہ کی طرف بڑھے جہاں مسیلمہ کا چالیس ہزار آدمیوں کا لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے پڑا تھا۔ اور مسلمان سب ملا کر تیرہ ہزار کی تعداد میں تھے جن میں بہت سے اصحاب بدر بھی شریک تھے جب مسیلمہ کو معلوم ہوا کہ حضرت خالد اس کی سرکوبی کے لئے مدینہ سے چل پڑے ہیں تو وہ خود بھی اپنا لشکر لے کر نکلا اور عقربا کے مقام پر پڑاؤ ڈال دیا۔

مسیلمہ کے سردار مجاعہ کی گرفتاری

مسیلمہ کی طرف سے مجاعہ بن مرارہ ایک الگ لشکر جمع کر کے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے نکلا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مسیلمہ کے لشکر سے ملے حضرت شرجیلؓ بن حسنہ سے جو حضرت خالد کے لشکر کے مقدمتہ الجیش پر مقرر تھے مڈبھیڑ ہو گئی۔ حضرت شرجیلؓ نے اس کے سارے لشکر کو گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا اور مجاعہ کو زندہ گرفتار کر کے حضرت خالد کے سامنے پیش کیا جس کو انہوں نے اپنے خیمہ میں قید کر دیا۔

(۱۲) حق و باطل کا ٹکراؤ

اس واقعہ کے بعد حضرت خالد نے بھی عقربا کے مقام پر پہنچ کر مسیلمہ

کے لشکر کے سامنے ڈیرے ڈال دیئے اور جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

دوسرے دن دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہوئے۔ مسیلمہ کے لشکر میں چالیس ہزار اور مسلمان لشکر تیرہ ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔

حضرت خالد نے اتمام حجت کے لئے مسیلمہ اور اس کے لشکر کو دین حق کی دعوت دی دوسرے صحابہ کرام نے بھی وعظ و نصیحت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی مگر مسیلمہ اور اس کے لشکر پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا سب سے پہلے مسیلمہ کے سردار نہار نے لشکر سے نکل کر مبازرت طلب کی اس کے مقابلے کے لئے حضرت زیدؓ بن خطاب حضرت عمرؓ کے بھائی نکلے اور بڑی پامردی سے مقابلہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اب گھمسان کا رن پڑ گیا اور دونوں لشکر ایک دوسرے سے ٹکرا گئے اور ایسا قتال ہوا کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

حضرت خالد کے حکم سے مسلمانوں نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کی فوج حضرت خالد کے خیمہ میں داخل ہو گئی جہاں مجاعہ کو حضرت خالد قید کر کے اپنی بیوی کی نگرانی میں دے گئے تھے ۔فوجیوں نے حضرت خالد کی بیوی کو قتل کرنا چاہا مگر مجاعہ نے ان کو منع کیا اور کہا اگر مسلمانوں کو فتح ہو گئی تو پھر تمہاری عورتوں اور بچوں کی بھی خیر نہیں ہو گی۔ اس پر فوجی انہیں چھوڑ کر چلے گئے اب مسیلمہ کے لشکریوں کے دل بڑھ چکے تھے اور وہ اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے مسلمانوں پر بھاری نظر آتے تھے یہ صورت حال دیکھ کر حضرت ابوحذیفہؓ، حضرت ثابت بن قیس اور حضرت زید بن خطاب نے زبردست قتال کیا اور کشتوں کے پشتے لگا دیئے ثابت بن قیس دشمن کے قلب لشکر میں جا گھسے اور داد شجاعت دے کر جام شہادت نوش کیا۔

حضرت زید بن خطاب نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا "اے ارباب ایمان میں نے مسیلمہ کے سردار نہار کو جہنم واصل کیا ہے اب یا تو اس جھوٹے

نبی کو قتل کروں یا خود اپنی جان دے دوں گا یہ کہہ کر دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور بہت سوں کو موت سے ہم کنار کر کے خود بھی دین محمدیؐ پر نثار ہو گئے۔

حضرت خالد نے جب یہ دیکھا کہ مسیلمہ کی فوج پر اپنی عددی کثرت کی بناء پر کسی تھکاوٹ کے آثار ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ہیں اور مسلمانوں کا پلہ کبھی ہلکا ہوتا ہے کبھی بھاری تو انہوں نے مسیلمہ کے بڑے بڑے سرداروں اور بہادروں کو للکارا اور اپنے مقابلے کے لئے انہیں طیش دلایا چنانچہ بڑے بڑے سورما فوج سے نکل کر حضرت خالد سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے نکلے مگر جو مقابلے کے لئے آتا وہ زندہ بچ کر نہیں جاتا۔ حضرت خالد بن ولید نے تن تنہا مسیلمی لشکر کے بہت سے نامی گرامی بہادروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ دیکھ کر مسیلمی فوج میں ہل چل سی مچ گئی ۔اب حضرت خالد نے مسیلمہ کو پکارا اور دوبارہ اسلام لانے کی دعوت دی۔ اس نے پھر یہ مطالبہ نامنظور کر دیا حضرت خالد گھوڑے کو ایڑ لگا کر اس کی طرف لپکے مگر وہ طرح دے کر دور نکل گیا اور ایک قلعہ نما باغ میں پناہ لی جہاں اس کا لشکر بھی آ کر اس سے مل گیا۔

مسیلمی لشکر باغ میں قلعہ بند اور براءؓ بن مالک کی جانبازی

یہ ایک وسیع و عریض قلعہ نما باغ تھا جس کے بڑے بڑے دروازے تھے۔ مسیلمہ اس باغ میں اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ بند ہو گیا اور دروازہ مضبوطی سے بند کر لیا اس باغ میں جانے کا اور کوئی راستہ نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت براءؓ بن مالک نے حضرت خالدؓ سے کہا کہ یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ہیں ان کو ستانے کا موقع دیے بغیر ان پر حملہ جاری رکھنا چاہئے اس کی ایک ہی ترکیب ہے کہ آپ مجھے دروازے کے قریب لے جا کر باغ کے اندر پھینک دیں میں اندر جا کر دروازہ کھول دوں گا حضرت خالد نے کہا ہم تمہیں دشمن کے ہاتھوں میں نہیں دے سکتے۔ جب براءؓ بن مالک نے بہت اصرار کیا تو ان کو دیوار پر کسی طرح چڑھا دیا گیا وہ فوراً اندر کود گئے اور باغ کے دروازے پر کھڑے ہوئے

سینکڑوں پہرے دار فوجیوں پر ٹوٹ پڑے اور نہایت بہادری کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھنے لگے اور سب کو مارتے کاٹتے آخر کار دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔

حضرت خالد لشکر لئے ہوئے دروازہ کھلنے کے منتظر تھے فوراً دشمنوں پر ٹوٹ پڑے اور پھر تو اس قدر گھمسان کا رن پڑا کہ کسی کو کسی کی خبر نہ رہی اور مسلمان بھیڑ بکری کی طرح مرتدین کو ذبح کرنے لگے۔

لشکر اسلام کے فتح اور مسیلمہ کذاب کا خاتمہ

جب مسیلمہ نے مسلمانوں کا جوش و خروش اور اپنی فوجوں میں کچھ شکست کے آثار دیکھے تو اپنے خاص دستے کو لے کر میدان جنگ میں کود پڑا۔ حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی نے جو اب مسلمان ہو چکے تھے اور مسلمانوں کے لشکر کے سپاہی تھے اس کو دیکھ لیا اور اپنا مشہور نیزہ پوری قوت سے مسیلمہ پر پھینکا جس کی ضرب کاری لگی اور مسیلمہ زمین پر گر گیا قریب ہی ایک انصاری نے اس کو تلوار ماری اور سر کاٹ کر نیزے پر چڑھا دیا۔ مسیلمہ کے مرتے ہی اس کی پوری فوج میں ابتری پھیل گئی اور مسلمانوں نے بھی بے دریغ ان کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ مسیلمہ کے چالیس ہزار کے لشکر میں سے تقریباً اکیس ہزار موت کے گھاٹ اتارے گئے مسلمانوں کے صرف چھ سو ساٹھ آدمی شہید ہوئے جس میں بڑے بڑے صحابہ بھی تھے۔

مسیلمہ کی موت کے بعد اس کا قبیلہ بنی حنیفہ صدق دل سے دوبارہ اسلام میں داخل ہو گیا اور ان کا ایک وفد امیرالمومنین حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں گیا جہاں ان کی تکریم کی گئی۔

حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹے عبداللہ پر عتاب

اس معرکہ میں حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر بھی شریک تھے

جب وہ واپس مدینے آئے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا "یہ کیا بات ہے کہ تمہارا چچا زید بن خطاب تو جنگ میں شہید ہو جائیں اور تم زندہ رہو؟ تم زید سے پہلے کیوں نہ شہید ہوئے۔ کیا تمہیں شہادت کا شوق نہیں؟ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے عرض کیا"اے والد محترم چچا صاحب اور میں دونوں نے حق تعالیٰ سے شہادت کی درخواست کی تھی ان کی دعا قبول ہو گئی لیکن میں اس سعادت سے محروم رہا حالانکہ میں نے چچا کی طرح جان کی پرواہ کئے بغیر مرتدین سے جنگ کی تھی"۔

(۲)
"اسود عنسی"

یہ شخص یمن کا باشندہ تھا۔ شعبدہ بازی اور کہانت میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا اور اس زمانے میں یہی دو چیزیں کسی کے باکمال ہونے کی دلیل سمجھی جاتی تھیں۔ اس کا لقب ذوالحمار بھی بتایا جاتا ہے اس کے پاس ایک سدھایا ہوا گدھا تھا یہ جب اس کو کہتا خدا کو سجدہ کرو تو وہ فوراً سر بسجود ہو جاتا اسی طرح جب بیٹھنے کو کہتا تو بیٹھ جاتا اور جب کھڑا ہونے کے لئے کہتا تو سروقد کھڑا ہو جاتا تھا۔ نجران کے لوگوں نے جب اسود کے دعوائے نبوت کو سنا تو امتحان کی غرض سے اس کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ یہ لوگ اس کی چکنی چپڑی باتوں اور مختلف شعبدوں سے متاثر ہو کر اس کے ہم نوا ہو گئے۔

اصحاب رسولؐ جو اس وقت یمن کے صوبوں پر حکمران تھے

اہل یمن اپنے حاکم باذان کے ساتھ جب اسلام میں داخل ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان ہی کو یمن کا حاکم برقرار رکھا۔ باذان کے مرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے مختلف علاقوں پر اپنے صحابہ کو مقرر فرمایا چنانچہ۔

نجران پر — عمرو بن حزمؓ

نجران اور زبید کے درمیانی علاقے پر ------ خالد بن سعیدؓ

ہمدان پر — عامر بن شہرؓ

صنعا پر — شہر بن باذان

عک پر — طاہر بن ابوہالہ

مارب پر — ابوموسیٰ اشعری

مراد پر — فردہ بن مسیکؓ

جند پر — یعلی بن امیہؓ

حضرت موت پر زیاد بن لبید انصاریؓ

سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن ثورؓ

کو انتظامی امور اور حکومت فرائض تفویض فرمائے۔

اسود عنی کا پورے یمن پر قبضہ اور صحابہ کی پریشانی

اسود نے دعوائے نبوت کے بعد آہستہ آہستہ اپنی طاقت بڑھانا شروع کی اور سب سے پہلے اہل نجران کو اپنا معتقد بنا کر نجران پر فوج کشی کر کے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید بن عاص کو وہاں سے بیدخل کر دیا پھر بتدریج دوسرے علاقوں کو فتح کرتا ہوا تھوڑے ہی عرصے میں پورے ملک یمن کا بلا شرکت غیرے مالک بن بیٹھا اسود کی ان فتوحات سے متاثر ہو کر اکثر اہل یمن اسلام سے منحرف ہو کر اسود کی جھوٹی اور خودساختہ نبوت پر ایمان لے آئے۔

عمرو بن حزم اور خالد بن سعید نے مدینہ منورہ پہنچ کر سارے واقعات اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے بعض سرداروں کو اور اہل نجران کو اسود کے خلاف جہاد کے لئے لکھا چنانچہ یہ لوگ آپس میں رابطہ قائم کر کے اسود کے خلاف متحد ہو گئے۔

اسود عنسی کا قتل

اسود عنسی نے یمن کے شہر صنعا پر فتح پانے کے بعد اس کے مسلمان حاکم شیر بن باذان کی بیوی آزاد کو جبراً اپنے گھر میں ڈال لیا تھا اس لئے وہ عورت اس سے سخت نفرت کرنے لگی تھی۔ ادھر اس عورت کا عم زاد بھائی فیروز دیلمی جو شاہ حبشہ کا بھانجہ تھا آزاد کو اسود کے پنجۂ استبداد سے نجات دلانے اور اس سے اس کا انتقام لینے کے لئے موقع کا منتظر تھا۔ اسی دوران رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیغام اہل یمن کے نام آیا جس میں حکم تھا کہ اسود کی سرکوبی کی جائے۔ اس پیغام سے مسلمان بہت خوش ہوئے اور اسود کے خلاف لشکر کشی کے بجائے اس کے محل میں گھس کر اس کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے

جانے لگے۔

فیروز دیلمی اپنی عم زاد بہن آزاد سے ملا اور اس سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ اسود تمہارے والد اور شوہر کا قاتل ہے اور اس نے تمہیں جبرا اپنے گھر میں ڈال رکھا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح اسے ٹھکانے لگا دیا جائے اس میں تم ہماری مدد کرو۔ آزاد نے یقین دلایا کہ وہ ہر طرح اسود کے قتل میں فیروز کی مدد کرے گی۔ چنانچہ کچھ روز کے بعد آزاد نے فیروز اور اس کے ساتھیوں کو بتایا کہ اسود کے محل میں ہر جگہ چوکی اور پہرہ ہے۔ اور وہ سخت محتاط ہو گیا ہے اور ہر شخص کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ البتہ اگر تم محل کے عقب سے نقب لگا سکو تو وہاں تمہیں کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ میں ایک چراغ روشن کر دوں گی اور اسلحہ بھی تم کو وہیں مل جائے گا۔

شام ہوتے ہی اس منصوبے پر عمل شروع ہوا اور فیروز اپنے ساتھیوں کے ساتھ نقب لگا کر اسود کے کمرہ تک پہنچ گیا دیکھا کہ اسود زور زور سے خراٹے لے رہا ہے اور آزاد اس کے قریب بیٹھی ہوئی ہے ابھی فیروز دو قدم اندر آیا ہو گا کہ اسود کے موکل شیطانی نے فوراً اس کو جگا دیا وہ فیروز کو دیکھ کر بولا کیا کام ہے جو تو اس وقت یہاں آیا ہے۔ فیروز نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ایک جست لگائی اور اسود کی گردن پکڑ کر اس زور سے مروڑی جیسے دھوبی کپڑے نچوڑتے وقت کپڑے کو بل دیتا ہے۔ اسود کے منہ سے اس طرح خرخر کی آواز آنے لگی جیسے کوئی بیل ڈکارتا ہو۔ محل کے پہرے دار یہ آواز سن کر اس کے کمرے کی طرف دوڑے تو آزاد نے آگے بڑھ کر انہیں روک دیا اور کہنے لگی خاموش رہو تمہارے پیغمبر پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ اس پر سب لوگ خاموش ہو کر چلے گئے۔

فیروز نے باہر نکل کر اسود کے قتل کی خبر سنائی اور فجر کی اذان میں موذن نے اشھدان محمد رسول اللہ کے بعد یہ الفاظ بھی کہے ۔اشھدان عیھلہ کذاب۔

یمن کی فضا پر دوبارہ اسلامی پرچم

اسود کے قتل کے بعد جب مسلمانوں کا قرار واقعی تسلط ہو گیا تو اسود کے لوگ صنعا اور نجران کے درمیان صحرا نوردی اور بادیہ پیمائی کی نذر ہو گئے اور صنعا اور نجران اہل

ارتداد کے وجود سے پاک ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکام دوبارہ اپنے اپنے علاقوں میں بحال کر دیئے گئے۔ صنعا کی امارت پر حضرت معاذ بن جبلؓ کا تقرر کیا گیا۔

اس قضیہ سے فارغ ہو کر ایک قاصد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا حالانکہ حضور علیہ السلام کو یہ واقعہ بذریعہ وحی معلوم ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے علی الصبح صحابہ سے فرمایا آج رات اسود مارا گیا۔ صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسود کس کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔ آپؐ نے فرمایا ایک مسلمان کے ہاتھ سے جو ایک بابرکت خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اس کا نام کیا ہے۔ فرمایا "فیروز" چند دن کے بعد جب یمن کا قاصد اسود کے مارے جانے کی خبر لے کر مدینہ منورہ پہنچا تو آنحضور علیہ التحیتہ والسلام رحمت الٰہی کی آغوش میں استراحت فرما چکے تھے۔

○ ○○

(۳)
"طلیحہ اسدی"

طلیحہ بن خویلد اسدی قبیلہ بنی اسد کی طرف منسوب ہے جو خیبر کے آس پاس آباد تھا اس شخص نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے عہد سعادت میں مرتد ہو کر میرا میں اقامت اختیار کی اور وہیں نبوت کا دعویٰ کر کے خلق کو گمراہ کرنے میں مشغول ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں لوگ اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

طلیحہ کی خود ساختہ شریعت

اس خود ساختہ نبی نے اپنی خود ساختہ شریعت لوگوں کے سامنے اس شکل میں پیش کی کہ نماز میں صرف قیام کو باقی رکھا اور رکوع سجود وغیرہ کو حذف کر دیا اور دلیل یہ دی کہ خدائے بے نیاز اس سے مستغنی ہے کہ لوگوں کے منہ خاک پر رگڑے جائیں اور وہ لوگوں کے کمر رکوع میں جھکانے سے بھی بے نیاز ہے اس معبود برحق کو صرف کھڑے ہو کر یاد کر لینا کافی ہے اسی طرح اسلام کے دوسرے احکام اور عبادات کے متعلق بھی بہت سی باتیں اختراع کی تھیں۔ وہ کہا کرتا تھا کہ جبرئیل امین ہر وقت میری صحبت میں رہتے ہیں اور وزیر کی حیثیت سے تمام اہم معاملات میں میری مدد کرتے ہیں اور مجھے مشورہ دیتے ہیں۔

طلیحہ نے اللہ کے رسولؐ کو بھی اپنی خود ساختہ نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی

طلیحہ نے اپنے عم زاد بھائی حبال کو دنیا کے ہادی اعظم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس اپنی نبوت کی دعوت کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا۔ اس نے مدینہ آکر حضور علیہ السلام کو (نعوذباللہ) طلیحہ پر ایمان لانے کی دعوت دی اور کہا اس کے پاس روح الامین آتے ہیں اور لاکھوں لوگ اس کو اپنا ہادی اور نجات دہندہ مانتے ہیں وہ کیسے جھوٹا ہو سکتا ہے۔ حضور علیہ

السلام اس پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا "خدا تمہیں ہلاک کرے اور تمہارا خاتمہ بخیر نہ ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حبال حالت ارتداد ہی میں قتل ہو کر جہنم واصل ہوا۔

طلیحہ سے پہلی جنگ اور اس کا فرار

حبال کے جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضرار بن ازورؓ کو ان سرداران قبائل کی طرف تحریک جہاد کی غرض سے روزانہ کیا جو طلیحہ کے آس پاس رہتے تھے ان سب نے آپ کے ارشاد پر لبیک کہا اور حضرت ضرارؓ کے ماتحت ایک بڑی جماعت کو جہاد کیلئے بھیج دیا جس نے نہایت بے جگری اور بہادری سے طلیحہ کی فوج کا مقابلہ کیا اور جو سامنے آیا اس کو گاجر، مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ ہزار کوشش کے باوجود طلیحہ کی فوج مسلمانوں پر غالب آنے میں ناکام رہی اور سخت بدحواسی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی۔ حضرت ضرارؓ اس فتح کی خوش خبری دینے ابھی مدینہ بھی نہیں پہنچے تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ اتفاق رائے سے مسلمانوں کے امیر منتخب ہوئے

منکرین زکوٰۃ بھی طلیحہ سے مل گئے مدینہ پر حملہ

طلیحہ نے اپنے بھائی حبال کو اپنا نائب مقرر کیا اور تمام اہم امور اس کو سونپ دیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اور حبال کے ساتھ مل کر مدینہ شریف پر حملہ کا منصوبہ بنانے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے اپنا ایک قاصد حبالکے قاصد کے ساتھ مدینہ بھیجا اور حضرت ابوبکر صدیق سے کہا ہم نماز تو ضرور پڑھیں گے مگر زکوۃ آئندہ سے بیت المال میں نہیں بھیجیں گے حضرت ابوبکرؓ نے صاف الفاظ میں کہا کہ تم اگر زکوۃ کے اونٹ کی ادنیٰ رسی بھی دینے سے انکار کرو گے تو میں تم سے قتال کروں گا۔

یہ صاف بات سن کر دونوں قاصد واپس چلے گئے اور تین ہی دن کے بعد حبال نے رات کے وقت مدینہ شریف پر حملہ کر دیا حضرت اسامہؓ کے لشکر کی روانگی کے بعد بہت

تھوڑی سے لوگ مدینہ میں رہ گئے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ بذات خود ان کو لے کر مقابلہ کے لئے نکلے اور حبال کے لشکر کو مدینے سے نکال دیا لیکن واپسی میں حبال کے امدادی لشکر سے ٹکراؤ ہو گیا۔ اس لشکر نے مسلمانوں کے سامنے خالی مشکیں جن میں ہوا بھر کر انکے منہ رسیوں سے باندھ دیئے تھے زمین پر بچھاویں جس سے مسلمانوں کے اونٹ جن پر وہ سوار تھے بھڑک گئے اور اپنے سواروں کو لے کر ایسے بھاگے کہ مدینہ ہی آ کر دم لیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ آتے ہی دوبارہ حملے کا منصوبہ بنایا اور تازہ دم مسلمانوں کے ساتھ پیادہ پا دشمن کے سر پر جا پہنچے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر مرتدین کو تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ اس اچانک حملہ سے دشمن گھبرا گئے جب کہ مجاہدین نے ان کو اپنی شمشیر زنی کا خوب تختۂ مشق بنایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دشمن طلوع سے قبل ہی بھاگ کھڑا ہوا اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔

حضرت ابوبکرؓ کی دوسری فاتحانہ یلغار

طلیحہ کے لوگوں نے اس شکست پر جوش انتقام میں بہت سے مسلمانوں کو اپنے اپنے قبائل میں شہید کر دیا۔ یہ خبر جب حضرت ابوبکرؓ کو ملی تو آپ کو بہت رنج ہوا اور قسم کھائی کہ اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔

دو مہینے کے بعد حضرت اسامہ بن زید کا لشکر بھی فتح کے پھریرے اڑاتا ہوا مدینہ واپس آ گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت اسامہ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود مسلمانوں کے ساتھ طلیحہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے۔

مسلمانوں نے آپ کو بہت روکا اور قسمیں دیں کہ آپ خود جہاد کی مشقت گوارا نہ فرمائیں مگر آپ نے ایک نہ سنی اور یہ فرمایا میں اس لڑائی میں بہ نفس نفیس اس لئے جانا چاہتا ہوں کہ مجھے دیکھ کر تمہارے دل میں جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ پیدا ہو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے مسلمانوں نے میدان جنگ میں خوب اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے اور ارتداد کے حلقوں میں قیامت مچا دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مرتدین کے ایک مشہور سردار حطیہ کو قید کر کے بنی ذبیان کے سارے علاقے پر قبضہ جما لیا دوسرے

قبائل نے میدان جنگ سے فرار ہو کر اپنی جان بچائی۔ اس کے بعد امیر المومنین معہ اپنے لشکر کے فوراً مدینہ کی طرف اس خیال سے لوٹ گئے کہ کہیں مرتدین مل کر مدینہ میں کوئی تازہ فتنہ نہ کھڑا کر دیں۔

اسلامی لشکر کی گیارہ دستوں میں تقسیم

حضرت ابوبکرؓ نے مدینہ واپس آکر تمام اسلامی لشکر کو گیارہ دستوں میں تقسیم کر دیا اور ہر ایک دستے کے لئے الگ الگ جھنڈے اور امیر مقرر فرمائے چنانچہ۔ ○ حضرت خالد بن ولید کو امیر بنا کر طلیحہ کی سرکوبی پر مامور فرمایا۔

○ حضرت عکرمہ بن ابو جہل کو امیر بنا کر مسلیمہ کذاب کی طرف روانہ کیا۔

○ حضرت عدیؓ بن حاتم کو امیر بنا کر قبیلہ طے کی طرف بھیجا۔ کیونکہ اس قبیلہ نے بھی طلیحہ کی مدد کی تھی اس لئے اس کی گوشمالی بھی لازمی تھی۔ حضرت عدیؓ نے اپنے قبیلہ میں جا کر اسلام کی دعوت دی اور انحراف و سرکشی کے نتائج سے آگاہ کیا چنانچہ قبیلہ طے نے سر تسلیم خم کر دیا اور دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اس طرح حضرت عدیؓ کی دعوت اور تبلیغ سے دوسرے قبائل جو طلیحہ کے مددگار تھے دوبارہ مسلمان ہو گئے اور طلیحہ سے تعلق منقطع کر لیا۔

طلیحہ سے معرکہ اور حبال کی ہلاکت

اب حضرت خالد بن ولید نے عکاشہ بن محض اور ثابتؓ بن ارقم کو تھوڑی سی فوج دے کر طلیحہ کے خبر لینے کے لئے روانہ کیا اور اس کا سامنا حبال کی فوج سے ہو گیا اس جھڑپ میں عکاشہ نے حبال کو قتل کر دیا اس کی خبر جب طلیحہ کو ملی تو وہ خود اپنی فوج لے کر تیزی سے آیا اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا اس معرکے میں طلیحہ نے حضرت عکاشہ اور ثابت بن ارقم دونوں کو شہید کر دیا۔ یہ خبر جب حضرت خالد بن ولید کے لشکر کو ملی تو مسلمانوں کو بہت افسوس ہوا۔ حضرت خالد نے اب بغیر وقت ضائع کئے طلیحہ سے فیصلہ کن جنگ کرنے کا ارادہ کر لیا اور فوج کو آراستہ کر کے طلیحہ کی لشکر گاہ کا رخ کیا۔

براخہ کے مقام پر دونوں فوجوں کا ٹکراؤ ہوا۔ بنی مزارہ کا سردار عینیہ بن حصن اپنی قوم کے سات سو آدمیوں کے ساتھ طلیحہ کا مددگار بنا ہوا تھا۔

میدان جنگ میں طلیحہ کی فیصلہ کن شکست اور اس کا فرار

حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس شدت سے حملہ کیا کہ مرتدین کے منہ پھر گئے طلیحہ کا مددگار عینیہ بن حصین اپنے سات سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں سے جنگ کر رہا تھا مگر اس کو احساس ہو گیا کہ مسلمانوں کا پلہ بھاری ہے اور طلیحہ کو شکست ہو جائے گی وہ فوراً طلیحہ کے پاس گیا اور پوچھا آپ پر کیا وحی آئی۔ جبر ئل نے کوئی فتح کی خوشخبری سنائی یا نہیں۔ طلیحہ جو چادر اوڑھے بیٹھا ہوا تھا بولا جبریل ابھی تک نہیں آئے ہیں انہیں کا انتظار کر رہا ہوں عینیہ واپس میدان جنگ میں جا کر جاں بازی سے لڑنے لگا۔ پھر دوسری اور تیسری مرتبہ جا کر طلیحہ سے وحی کے متعلق پوچھا تو طلیحہ نے کہا کہ ہاں جبریل آئے تھے اور رب جلیل کا یہ پیغام دے گئے ہیں۔

"ان لک رحی کرحاہ وحدیثا لا تنساہ"

"تیرے لئے بھی شدت جنگ ایسی ہو گی جیسے خالد کے لئے اور ایک معاملہ ایسا گزرے گا کہ تو اسے کبھی فراموش نہیں کر سکے گا۔"

عینیہ کو یہ سن کر اس بات کا یقین ہو گیا کہ طلیحہ جھوٹا اور خودساختہ نبی ہے چنانچہ اس نے میدان جنگ سے اپنے تمام ساتھیوں سمیت فرار اختیار کیا اس کا اثر دوسرے لشکریوں پر بھی ہوا اور انہوں نے بھی فرار کو جنگ پر ترجیح دی۔ اس طرح طلیحہ کو فیصلہ کن شکست سے دوچار ہونا پڑا اور اس کی تمام امیدیں خاک میں مل گئیں اور اس کی بساط نبوت ہمیشہ کے لئے الٹ گئی۔

طلیحہ نے صورت حال کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے فرار ہونے میں اپنی عافیت سمجھی اور ایک تیز رفتار گھوڑی پر سوار ہو کر ملک شام کی طرف بھاگ گیا اور اس کے تمام بقایا لشکر نے دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

طلیحہ کا قبول اسلام

کچھ عرصے کے بعد طلیحہ کو بھی حق تعالیٰ نے توبہ کی توفیق عطا فرمائی اور وہ مشرف بہ اسلام ہو کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں شام سے حج کے لئے آیا اور مدینے جا کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور عراق کی جنگوں میں مسلمانوں کے ساتھ مل کر بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے خصوصاً جنگ قادسیہ میں طلیحہ نے بڑی بہادری اور جوانمردی سے لشکر اسلام کا دفاع کیا۔

○ ○○

(۴)

سجاح بنت حارث

یہ عورت اپنے زمانے کی مشہور کاہنہ تھی اس کے ساتھ ہی نہایت فصیحہ و بلیغہ اور بلند حوصلہ عورت تھی مذہباً عیسائی تھی اور تقریر و گویائی میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتی تھی۔

جب سجاح نے اپنی ہونہار فطرت اور باکمال خوبیوں پر نظر کی اور دیکھا کہ مسیلمہ جیسا سوسالہ بوڑھا نبوت کا دعویٰ کر کے اتنا باا قتدار بن گیا تو اسے بھی اپنے جوہر خدا داد سے فائدہ اٹھا کر کچھ کرنا چاہئے۔ جیسے ہی اس نے سیدالعرب و عجم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر سنی۔ اپنی نبوت اور وحی الٰہی کی دعویدار بن بیٹھی سب سے پہلے بنی تغلب نے اس کی نبوت کو تسلیم کیا جس سے سجاح کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی۔ اب اس نے نہایت فصیح و بلیغ مسجع اور مقفیٰ عبارتوں میں خطوط لکھ کر تمام قبائل عرب کو اپنی نبوت کی دعوت دی۔

بنی تمیم کا رئیس مالک بن ہبیرہ اس کے خط کی فصاحت و بلاغت سے اتنا متاثر ہوا کہ اسلام ترک کر کے اس کی نبوت پر ایمان لے آیا۔ دوسرے قبائل بھی جن میں احنف بن قیس اور حارث بن بدر جیسے معزز اور شریف لوگ تھے اس کی سحربیانی سے مرعوب ہو کر اس کے عقیدت مند ہو گئے۔

سجاح کی مدینے اور یمامہ پر فوج کشی

جب سجاح کو کافی قوت حاصل ہو گئی تو اس کے دماغ میں مدینہ شریف پر حملہ کرنے کی سمائی۔ مالک بن نویرہ نے سجاح کو اس ارادہ سے باز رکھا اور بنی تمیم پر حملہ کرنے کی رائے دی۔ سجاح کا لشکر بنی تمیم پر ٹوٹ پڑا اور دونوں طرف کافی نقصان ہوا۔

ایک رات اس نے ایک نہایت فصیح و بلیغ عبارت تیاری کی اور صبح سرداران فوج کو جمع کر کے کہنے لگی کہ اب میں وحی الٰہی کی ہدایت کے مطابق یمامہ پر حملہ کرنا چاہتی ہوں۔ یمامہ میں مسیلمہ کذاب اپنی نبوت کی دوکان لگائے بیٹھا تھا ادھر سجاح یمامہ پر حملہ

کرنے کے لئے نکلی ادھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک لشکر حضرت خالد کی سرداری میں سجاح کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ حضرت خالد آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ اسلام کے دو مشترکہ دشمنوں میں تصادم ہونے والا ہے تو حضرت خالد وہیں رک گئے۔

ادھر مسیلمہ کو جب سجاح کے حملہ کی خبر ملی تو اس کو کافی تشویش لاحق ہو گئی کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کا ایک لشکر بھی اس کے مقابلے پر آ رہا ہے۔ اس لئے اس نے سجاح سے مقابلہ کرنے کے بجائے عیاری و مکاری سے کام لینا چاہا۔ چنانچہ بہت سے نفیس تحائف کے ساتھ سجاح سے ملاقات کی۔ اس کی سیرت 'صورت' صباحت و ملاحت کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا اور گردوپیش کے حالات سے اس کو اندازہ ہو گیا کہ سجاح پر جنگ و جدل کے ذریعے فتح پانا دشوار ہے۔ عورت ذات عشق و محبت کے جال میں پھنسا کر ہی رام کی جا سکے گی۔ چنانچہ چلتے وقت اس نے سجاح سے درخواست کی کہ آپ میرے خیمہ تک تشریف لا کر مجھے سرفراز فرمائیں وہیں ہم اپنی اپنی نبوت کے متعلق گفتگو کریں گے۔ سجاح جو دور اندیشی سے عاری تھی راضی ہو گئی اور یہ بھی وعدہ کر لیا کہ دونوں کے آدمی خیمہ سے دور رہیں گے تاکہ بات چیت راز میں رہے۔ اس وعدے پر اس پیر فرتوت کی توباچھیں کھل گئیں۔

مسیلمہ نے آتے ہی حکم دیا کہ ایک نہایت خوش نما اور پر تکلف خیمہ نصب کیا جائے اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی۔ مسیلمہ نے اسے اعلیٰ قسم کے اسباب عیش اور سامان زینت سے آراستہ کرایا۔ انواع و اقسام کے عطریات اور مسحور کن خوشبوؤں سے اسے معطر کر کے حجلہ عروسی کی طرح سجا دیا۔

وقت موعود پر سجاح ملاقات کے لئے آئی دونوں خیمہ میں داخل ہوئے۔ مسیلمہ نے سجاح کو نرم نرم ریشمی گدگدے گدیلے پر بیٹھایا اور اس سے میٹھی میٹھی باتیں بنانا شروع کیں خوشبو کی لپٹوں نے سجاح کو مسحور کر دیا تھا اور مسیلمہ اس کے چہرے اور جذبات کا بغور مطالعہ کرتا رہا۔ مسیلمہ بولا اگر جناب پر کوئی تازہ وحی نازل ہوئی ہو تو مجھے سنائیے سجاح بولی نہیں پہلے آپ اپنی وحی کے الفاظ سنائیے کیونکہ میں پھر بھی عورت ذات ہوں مسیلمہ

بھانپ گیا کہ سجاح کی نبوت بھی اس کے دعویٰ کی طرح جھوٹی اور خانہ ساز ہے۔

اب مسیلمہ نے سجاح پر عشق و محبت کا جال پھینکا اور عورت کی فطری کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ بولا مجھ پر یہ وحی اتری ہے۔

الم تراکیف فعل ربک بالحیلی اخرج منھا نسمتہ نسعی بین صفاق وحشی

ترجمہ :"کیا تم اپنے پروردگار کو نہیں دیکھتے کہ وہ حاملہ عورتوں سے کیا سلوک کرتا ہے۔ ان سے چلتے پھرتے جاندار نکالتا ہے جو نکلتے وقت پردوں اور جھلیوں کے درمیان لپٹے رہتے ہیں۔

یہ عبارت چونکہ بہ تقاضائے جوانی سجاح کی نفسانی خواہش سے مطابقت رکھتی تھی بولی اچھا کچھ اور سنایئے۔ مسیلمہ نے جب دیکھا سجاح برا ماننے کے بجائے خوش ہوئی تو اس کا حوصلہ اور بڑھا اور کہنے لگا کہ مجھ پر یہ آیتیں بھی نازل ہوئی ہیں۔

"ان للہ خلق الناء افراجا وجعل الرجال لھن ازواجا فتولج فیھن ایلاجا ثم نخرجنا اذا انشاءاخراجا فیتجن لنا سخالا انتساجا

ترجمہ :"اس عبارت کا مضمون چونکہ انتہائی فحش ہے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔

اس شرمناک اور شہوت انگیز ابلیسی وحی نے سجاح پر پورا پورا اثر کیا۔ مسیلمہ کی منہ مانگی مراد پوری ہوئی فورا بولا سنو سجاح خدئے برتر نے عرب کی نصف زمین مجھے دی تھی اور نصف قریش کو مگر قریش نے ناانصافی کی اس لئے رب العزت نے قریش سے ان کا نصف حصہ چھین کر تمہیں عطا کر دیا۔ کیا اب یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم دونوں اس وقت نکاح کر لیں اور پھر ہم دونوں کے لشکر مل کر سارے عرب پر قبضہ کر لیں۔

سجاح پر مسیلمہ کا جادو چل چکا تھا بولی مجھے منظور ہے۔ یہ حوصلہ افزاء جواب سن کر مسیلمہ نے انتہائی فحش اشعار اس کو سنانے شروع کیے اور آخر میں منہ کالا کرنے

کے بعد کہنے لگا مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم ملا تھا۔

تین شب و روز سجاح اور مسیلمہ خیمہ کے اندر داد و عیش دیتے رہے اور باہر ان کے اندھے مرید چشم براہ اور گوش بر آواز بنے ہوئے تھے۔ خوش اعتقاد امتی یہ گمان کر رہے تھے کہ ہر مسئلہ پر بہت کچھ ردوقدح ہو رہی ہو گی اور بحث و اختلاف کے لئے وحی ربانی کا انتظار کیا جا رہا ہو گا مگر وہاں دونوں پر شوق دولہا دلہن بساط نشاط پر بیٹھے بہار کامرانی کے مزے لوٹ رہے تھے۔

سجاح کے مہر میں فجر اور عشاء کی نماز معاف

تین روز کے بعد سجاح اپنی عصمت و نبوت کو خاک میں ملا کر اپنے لشکر واپس آئی اور سب کو بلا کر کہا کہ مسیلمہ بھی نبی برحق ہے میں نے اس کی نبوت تسلیم کر کے اس سے نکاح کر لیا ہے کیونکہ تمہاری مرسلہ کو ایک مرسل کی اشد ضرورت ہے۔ سب نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا مہر کیا قرار پایا۔ سجاح نہایت سادگی سے بولی یہ بات تو میں اس سے پوچھنا ہی بھول گئی ۔ سرداران لشکر نے کہا کہ حضور بہتر ہو گا کہ ابھی واپس جا کر مہر کا تصفیہ کر لیجئے کیونکہ کوئی عورت بغیر مہر اپنے آپ کو کسی کی زوجیت میں نہیں دیتی۔ سجاح فوراً واپس مسیلمہ کیپاس گئی ادھر مسیلمہ واپس اپنے قلعہ میں جا کر دروازہ بند کر کے سہما ہوا بیٹھا تھا کہ کہیں سجاح کے سرداران لشکر اس عقد کو اپنی توہین سمجھ کر مجھ پر حملہ نہ کریں سجاح جب قلعہ پر پہنچی اور اپنے آنے کی اطلاع کرائی تو مسیلمہ بہت خوفزدہ ہوا دروازہ بھی نہیں کھولا۔ چھت پر آ کر اس نے پوچھا اب کیسے آنا ہوا سجاح بولی تم نے مجھ سے نکاح تو کر لیا لیکن میرا مہر تو بتاؤ۔ مسیلمہ نے کہا کہ تم جا کر اعلان کر دو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا سے پانچ نمازیں لائے تھے۔ رب العزت نے فجر اور عشاء کی دو نمازیں مومنوں کو سجاح کے مہر میں معاف کر دیں۔

سجاح کا قبول اسلام

سجاح کے بہت سے سرداران لشکر اور سمجھ دار امتی نکاح کے واقعے سے بہت دل برداشتہ ہوئے اور آہستہ آہستہ اس سے بد اعتقاد ہو کر الگ ہوتے گئے اور اس کی فوج میں بجائے ترقی کے انحطاط ہوتا چلا گیا۔ سجاح نے بھی یہ محسوس کر لیا کہ اس کی خود ساختہ نبوت اور فصاحت و بلاغت اب مزید کام نہیں آسکے گی چنانچہ وہ قبیلہ بنی تغلب میں جس سے وہ ننھیالی رشتہ رکھتی تھی رہ کر خموشی کی زندگی بسر کرنے لگے۔

جب حضرت امیر معاویہؓ کا زمانہ آیا تو ایک بہال سخت قحط پڑا تو انہوں نے بنی تغلب کو بصرہ میں آباد کر دیا لہٰذا سجاح بھی ان کے ساتھ بصرہ آگئی اور یہاں آکر اپنی پوری قوم کے ساتھ مسلمان ہو گئی اور پھر بڑی دینداری اور پرہیزکاری کی زندگی گزاری اور اسی ایمانی کی حالت میں اس کی وفات ہوئی۔ بصرہ کے حاکم اور صحابہ رسول حضرت سمرہ بن جندبؓ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

○ ○○

(۵)

حارث کذاب دمشقی

شیطان کا معمول ہے کہ وہ طرح طرح کی نورانی شکلیں اختیار کر کے بے مرشد ریاضت کشوں کے پاس آتا ہے اور طرح طرح کے سبز باغ دکھا کے کسی سے کہتا ہے کہ تو ہی میری موعود ہے۔ کسی کے کان میں یہ پھونکتا ہے کہ آنے والا مسیح تو ہی ہے۔ کسی کو حلال و حرام کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیتا ہے۔ کسی کے دل میں یہ ڈالتا ہے کہ تو اللہ کا نبی ہے اور وہ بدنصیب عابد اسے یقین بھی کر لیتا ہے اور شیطان کی اس نورانی شکل اور آواز کو سمجھتا ہے کہ خود خداوند قدوس کا جمال دیکھ رہا ہے اور اسی سے ہم کلام ہے اور اس نے اس کو نبوت یا مہدویت کا نصب جلیل عطا کیا ہے۔

بڑے بڑے اولیاء کرام شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اور ابو محمد خفاف جیسے بزرگوں پر بھی شیطان نے ایسا ہی شعبدہ دکھایا تھا مگر وہ لوگ گمراہ ہونے سے محفوظ رہے کیونکہ ان کا مجاہدہ اور ریاضت اپنے مرشد کے سائے میں طے ہوا تھا۔ لیکن جو بے مرشد عابد و زاہد ریاضتیں اور مجاہدے کرتے ہیں وہ اکثر اس شیطانی اغواء کا شکار ہو جاتے ہیں جیسے حارث دمشقی اور ہمارے زمانے میں غلام احمد قادیانی۔

حارث کے شعبدے (استدراج)

جو شخص بھوکا رہے۔ کم سوئے۔ کم بولے اور نفس کشی اختیار کر لے اس سے بعض دفعہ ایسے افعال صادر ہو جاتے ہیں تو دوسروں سے نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگ اگر اہل اللہ میں سے ہوں تو ان کے ایسے فعل کو کرامت کہتے ہیں اور اگر اہل کفر یا گمراہ بدعتی لوگ ہوں تو ان کے ایسے فعل کو استدراج کہتے ہیں۔ یہ تصرفات محض ریاضت اور نفس کشی کا ثمرہ ہوتے ہیں تعلق باللہ اور قرب حق سے ان کو کوئی واسطہ نہیں الا یہ کہ کسی متبع شریعت بزرگ سے ایسے افعال صادر ہوں۔ چنانچہ حارث اپنی ریاضت و مجاہدات اور نفس کشی کی بدولت ایسے تصرفات کرتا تھا مثلاً کہتا کہ آؤ میں تمہیں دمشق سے فرشتوں کو جاتے

ہوئے دکھاؤں چنانچہ حاضرین محسوس کرتے کہ نہایت حسین و جمیل فرشتے بصورت انسان گھوڑوں پر سوار جا رہے ہیں۔ موسم سرما میں گرمیوں کے اور گرمیوں میں جاڑوں کے پھل لوگوں کو کھلاتا۔ [1]

③ حارث کا بیت المقدس کو فرار

جب حارث کے استدراج اور شعبدوں نے شہرت اختیار کر لی اور خلق خدا زیادہ گمراہ ہونے لگی ایک دمشقی رئیس قاسم بن بخیرہ اس کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تم کس چیز کے دعویدار ہو اور کیا چاہتے ہو۔ حارث بولا میں اللہ کا نبی ہوں قاسم نے کہا اے دشمن خدا تو بالکل جھوٹا ہے۔ حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو چکا ہے۔ قاسم وہاں سے اٹھ کر سیدھا خلیفہ وقت عبدالملک بن مروان کے پاس گیا اور ملاقات کر کے حارث کے دعوائے نبوت اور لوگوں کی بداعتقادی کا تذکرہ کیا۔

عبدالمالک نے حکم دیا کہ حارث کو گرفتار کر کے دربار میں پیش کیا جائے لیکن جب پولیس پہنچی تو وہ بیت المقدس فرار ہو چکا تھا۔ حارث نے وہاں باقاعدہ اپنی نبوت کی دوکان کھولی اور لوگوں کو گمراہ کرنے لگا۔

بصرہ کے ایک سمجھدار شخص نے حارث سے ملاقات کی اور بعد دیر تک اس سے تبادلہ خیالات کیا جس سے اس کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص جھوٹا ہے اور خلق خدا کو گمراہ کر رہا ہے۔ یہ شخص بہت عرصہ تک حارث کے ساتھ رہا اور جب اس کا اعتماد حاصل کر لیا تو حارث سے یہ کہہ کر میں اب اپنے وطن بصرہ جا رہا ہوں اور وہاں آپ کی نبوت کی طرف لوگوں کو دعوت دوں گا سیدھا خلیفہ عبدالملک کی خدمت میں پہنچا اور حارث کی شرانگیزیوں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ اگر کچھ آدمی میرے ساتھ آپ کر دیں تو حارث کو میں خود گرفتار کر کے آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ خلیفہ نے چالیس سپاہی اس کے ساتھ کر دیئے۔

بصری رات کے وقت حارث کی قیام گاہ پر پہنچا اپنے ساتھیوں کو قریب ہی کہیں چھپا دیا اور کہا جب آواز دوں تو سب اندر آ جانا۔

حارث نے کہا کہ اطلاع ہے اپنے باپ کو [illegible] اور [illegible]
[illegible] جس سے [illegible]

بصری چونکہ حارث کا معتمد تھا اس لئے کسی نے نہیں روکا۔ اندر جاتے ہی ساتھیوں کو آواز دی اور اس طرح حارث کو پابہ زنجیر کر کے دمشق کے لئے روانہ ہوئے راستے میں دوسری مرتبہ حارث نے اپنا شعبدہ دکھایا اور زنجیر ہاتھ سے ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی ایسا دو مرتبہ ہوا مگر بصری بالکل متاثر نہیں ہوا اور اس کو لے جا کر خلیفہ عبدالمالک کے سامنے پیش کر دیا۔

حارث کا قتل۔ خود ساختہ نبوت کا اختتام

خلیفہ نے حارث سے پوچھا کیا واقعی تم نبی ہو؟ حارث بولا بے شک لیکن یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ جو کچھ میں کہتا ہوں وحی الٰہی کے مطابق کہتا ہوں۔ خلیفہ نے ایک قوی ہیکل محافظ کو اشارہ کیا کہ اس کو نیزہ مار کے ہلاک کر دے۔ اس نے ایک نیزہ مارا لیکن حارث پر کوئی اثر نہیں ہوا حارث کے مریدوں نے کہا کہ اللہ کے نبیوں کے اجسام پر ہتھیار اثر نہیں کرتے۔ عبدالمالک نے محافظ سے کہا شاید تو نے بسم اللہ پڑھ کر نیزہ نہیں مارا۔ محافظ نے بسم اللہ پڑھ کر دوبارہ نیزہ مارا جو حارث کے جسم کے پار ہو گیا وہ بری طرح چیخ مار کر گر پڑا اور گرتے ہی ہلاک ہو گیا اور اس طرح خانہ ساز نبی اور اس کی نبوت اپنے انجام کو پہنچی۔

حارث کے بدن سے زنجیر ٹوٹ کر گرنے کے متعلق علامہ ابن تیمیہ نے اپنی کتاب الفرقان بین اولیاالرحمن و اولیاء الشیطان میں لکھا ہے کہ حارث کی ہتھکڑیاں اتارنے والا اس کا کوئی موکل یا شیطان تھا اور اس نے فرشتوں کو جو گھوڑوں پر سوار دکھایا تھا وہ فرشتے نہیں جنات تھے۔

---

(۶)
”مغیرہ بن سعید“

یہ شخص خالد بن عبداللہ قسری والی کوفہ کا آزاد کردہ غلام تھا حضرت امام محمد باقرؒ کی رحلت کے بعد پہلے امامت اور پھر نبوت کا دعویٰ کرنے لگا۔

یہ کہتا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اور اس کی مدد سے مردوں کو زندہ اور فوجوں کو شکست دے سکتا ہوں۔ اگر میں قوم عاد و ثمود کے درمیانی عہد کے لوگوں کو بھی چاہوں تو زندہ کر سکتا ہوں۔

اس کو جادو اور سحر میں بھی کامل دستگاہ حاصل تھی اور دوسرے طلسمات مثلاً نیرنجات وغیرہ بھی جانتا تھا جس سے کام لے کر لوگوں پر اپنی بزرگی اور عقیدت کا سکہ جماتا تھا۔

مرزا قادیانی کی طرح مغیرہ کی جھوٹی پیشن گوئی

مغیرہ نے پیشین گوئی کی تھی کہ محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن امام حسن (نفس ذکیہ) ہی مہدی آخرالزماں ہوں گے اور اس طرح پوری روئے زمین پر ان کی حکمرانی ہو گی۔ مگر مغیرہ کے مرنے کے ۲۶ سال کے بعد جب حضرت نفس ذکیہ نے خلیفہ ابو جعفر منصور کے خلاف خروج کر کے حجاز مقدس پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلیفہ نے ان کے خلاف ایک لشکر عیسیٰ بن موسیٰ کی کمان میں بھیجا تھا جس میں حضرت نفس ذکیہ شہید ہو گئے تھے تو اس پیشنگوئی کے جھوٹ ہو جانے پر اس کے مریدین کی ایک جماعت اس پر لعنت کرنے لگی اور دوسرے یہ کہہ کر اپنی خوش اعتقادی پر قائم رہے کہ حضرت نفس ذکیہ شہید نہیں ہوئے بلکہ وہ مستور ہو گئے ہیں اور جب حکم ہو گا تو آ کر رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے بیعت لیں گے جب ان لوگوں سے سوال کیا جاتا کہ پھر وہ کون شخص تھا جو خلیفہ

ابو جعفر منصور کے لشکر کے ہاتھوں ہلاک ہوا تو اس کا وہ مضحکہ خیز جواب دیتے کہ وہ ایک شیطان تھا جس نے محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ کی شکل و صورت اختیار کر لی تھی۔

مغیرہ کا انجام زندہ آگ میں جلا دیا گیا

جب خالد بن عبداللہ قسری کو جو خلیفہ ہشام بن عبدالملک کی طرف سے عراق کا حاکم تھا یہ معلوم ہوا کہ مغیرہ اپنے آپ کو نبی کہتا ہے اور اس نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ تو اس نے ۱۱۹ ہجری میں اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ مغیرہ اپنے چھ مریدوں کے ساتھ گرفتار ہو کے خالد کے سامنے پیش کیا گیا۔ خالد نے اس سے پوچھا تو کس چیز کا دعویدار ہے۔ اس نے کہا میں اللہ کا نبی ہوں۔ خالد نے پھر اس کے مریدوں سے پوچھا تم اس کو اللہ کا نبی مانتے ہو سب نے اثبات میں جواب دیا۔

خالد نے مغیرہ کو سرکنڈے کی گھٹے کے ساتھ باندھا اور تیل جھڑک کر اس کو زندہ جلا دیا۔

خالد نے جوش میں اس کو آگ کی سزا دی ورنہ حدیث شریف میں آگ سے عذاب دینے کی ممانعت کی گئی ہے۔

---

(۷)

بیان بن سمعان

یہ شخص نبوت کا دعویدار تھا اور اہل ہنود کی طرح تناسخ اور حلول کا قائل تھا اس کا دعویٰ تھا کہ میرے جسم میں خدائے کردگار کی روح حلول کر گئی ہے۔ یہ بھی کہتا تھا کہ میں اسم اعظم جانتا ہوں اور اس کے ذریعہ زہرہ کو بلا لیتا ہوں اس کے پیرواسکو اسی طرح خدا کا اوتار مانتے تھے جس طرح اہل ہنود رام چندر جی اور کرشن جی کو۔

یہ خانہ ساز نبی بھی قرآن پاک کی ایسی تاویلات کرتا تھا جیسے ہمارے زمانے میں قادیان کے خود ساختہ نبی نے کی ہیں۔ اس کے ماننے والے کہتے تھے کہ قرآن کی یہ آیت بیان ہی کی شان میں اتری ہے۔

"ھٰذا بیان للناس وھدی وموعظه للمتقین"

اور خود بیان نے بھی اپنے متعلق لکھا ہے۔

"انا البیان وانا الھدٰی والموعظة"

یعنی میں ہی بیان ہوں اور میں ہی ہدایت والموعظۃ ہوں

بیان نے اپنی خانہ ساز نبوت کی دعوت حضرت امام محمد باقرؒ جیسی جلیل القدر ہستی کو بھی دی تھی اور اپنے ایک خط میں جو اپنے قاصد عمر بن عفیف کے ہاتھ امام موصوف کے پاس بھیجا اس نے لکھا۔

"اسلم تسلم و ترتقی من سلم فانک لا تدری حیث یجعل للہ النبوۃ

ترجمہ : تم میری نبوت پر ایمان لے آؤ گے تو سلامتی میں رہو گے اور ترقی کرو گے۔ تم نہیں جانتے کہ اللہ کس کو نبی بناتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؒ یہ خط پڑھ کر بہت غضبناک ہو گئے اور قاصد سے فرمایا اس خط کو نگل جاؤ قاصد بے تامل نگل گیا اور اس کے فوراً بعد ہی گر کر مر گیا اس کے

بعد حضرت امام محمد باقرؑ نے بیان کے حق میں بھی بددعا فرمائی بیان قرآن کی آیت:
"وھوالذی فی السماء الہ وفی الارض الہ" کی یہ تاویل کرتا تھا کہ
آسمان کا الہ اور ہے اور زمین کا اور مگر آسمان کا الہ زمین کے الہ سے افضل ہے۔

بیان کی ہلاکت

خالد بن عبداللہ قسری حاکم کوفہ نے مغیرہ بن سعید کے ساتھ ہی بیان کو بھی گرفتار کر کے دربار میں بلایا تھا جب مغیرہ ہلاک ہو چکا تو خالد نے بیان سے کہا اب تیری باری ہے۔ تیرا دعویٰ ہے کہ تو اسم اعظم جانتا ہے اور اس کے ذریعے فوجوں کو شکست دیتا ہے اب یہ کر کہ مجھے اور میرے عملہ کو جو تیری ہلاکت کے درپے ہیں اسم اعظم کے ذریعے ہلاک کر۔ مگر چونکہ وہ جھوٹا تھا اس لئے کچھ نہ بولا اور خالد نے مغیرہ کی طرح اس کو بھی زندہ جلا دیا۔

---

(۸)

صالح بن طریف

اصل میں یہ شخص یہودی تھا۔ اندلس میں اس کی نشوونما ہوئی۔ وہاں سے مغرب الاقصیٰ کے بربری قبائل میں آکر بودوباش اختیار کی۔ یہ قبائل بالکل جاہل اور وحشی تھے صالح نے اپنے سحر و نیرنجات کے شعبدے دکھا کر ان سب کو اپنا مطیع کر لیا اور ان پر حکومت کرنے لگا۔

۷ھ میں جب ہشام بن عبدالملک خلافت پر متمکن تھا صالح نے نبوت کا دعویٰ کیا شمالی افریقہ میں اس کی حکومت مستحکم ہو گئی اور اس کو وہ عروج ہوا کہ اس کے کسی ہم عصر حاکم کو اس کا مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔ اس شخص کے کئی نام تھے عربی میں مصالح ۔فارسی میں عالم ۔ سریانی میں مالک ۔ عبرانی میں روبیل اور بربری زبان میں اس کو واریا یعنی خاتم النبین کہتے تھے۔

صالح کا قرآن اور اس کی مضحکہ خیز شریعت

یہ جھوٹا نبی کہتا تھا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح مجھ پر بھی قرآن نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی قوم کے سامنے جو قرآن پیش کیا اس میں اسّی سورتیں تھیں اور حلال و حرام کے احکام بھی اس میں مذکور تھے۔ اس کے جھوٹے قرآن میں ایک سورت غرائب الدنیا کے نام سے تھی جس کو اس کے امتی نماز میں پڑھنے کے مامور تھے اس کی جھوٹی شریعت کی خاص خاص باتیں یہ تھیں۔

(۱) روزے رمضان کے بجائے رجب میں رکھے جاتے تھے۔

(۲) نمازیں دس وقت کی فرض تھیں۔

(۳) ۲۱ محرم کے دن ہر شخص پر قربانی واجب تھی۔

(۴) منکوحہ عورت مرد پر غسل جنابت معاف۔

(۵) نماز صرف اشاروں سے پڑھتے تھے البتہ آخری رکعت کے بعد پانچ سجدے کیے جاتے تھے۔

(۶) شادیاں جتنی عورتوں سے چاہیں کریں تعداد کی کوئی قید نہیں تھی۔

(۷) ہر حلال جانور کی سری کھانا حرام تھا۔

اس کے علاوہ اور بہت سی غیر فطری باتیں اس نے اپنی شریعت میں رائج کر رکھی تھیں صالح سینتالیس سال تک دعوائے نبوت کے ساتھ اپنی قوم کے سیاہ و سفید کا مالک رہا اور ۱۷۴ھ میں تخت و تاراج سے دستبردار ہو کر پایہ تخت سے کہیں مشرق کی طرف جا کر گوشہ نشین ہو گیا۔ جاتے وقت اپنے بیٹے الیاس کو نصیحت کی کہ میرے دین پر رہنا چنانچہ نہ صرف الیاس بلکہ صالح کے تمام جانشین پانچویں صدی ہجری کے وسط تک نہ صرف اس کے تخت و تاج بلکہ اس کی ضلالت اور خانہ ساز نبوت کے بھی وارث رہے۔ تاریخ کی کتابوں کے مطابق:

○ الیاس بن صالح باپ کی وصیت کے مطابق اس کی تمام کفریات پر عامل رہا اور پچاس برس تک حکومت کرنے اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کے بعد ۲۲۴ھ میں مر گیا۔

○ الیاس کا بیٹا یونس مسند حکومت پر بیٹھا یہ نہ صرف اس گمراہی پر قائم رہا بلکہ اس نے دوسروں پر زبردستی اس گمراہی کو تھوپنے کی کوششیں کیں اور جو اس کا دین اختیار نہیں کرتے ان کو ہلاک کر دیتا تھا۔ چوالیس سال ظالمانہ حکومت کرنے کے بعد ۲۶۸ھ میں ہلاک ہو گیا۔

○ یونس کے بعد ابو غفیر محمد بن معاذ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی اور انتیس سال حکومت کر کے اپنی موت مر گیا۔

○ اس کے بعد ابو غفیر کا بیٹا ابو الانصار چوالیس سال حکومت کر کے دنیا سے کوچ کر گیا۔

○ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو منصور عیسیٰ بائیس سال کی عمر میں باپ کا جانشین ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور اس کو بڑا عروج نصیب ہوا یہاں تک کہ مغرب میں کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس نے اس کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا ہو۔ اٹھائیس سال تک دعویٰ نبوت

کے ساتھ حکومت کر کے ۳۶۹ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا اور اس کی حکومت ختم ہوتے ہی صالح اور اس کے جانشینوں کی جھوٹی اور خانہ ساز نبوت کا شیرازہ بکھر گیا یہاں تک کہ مرابطون نے ۴۵۱ھ میں ان کی حکومت کو جڑ سے اکھاڑ کر اہلسنّت والجماعت کی حکومت قائم کر دی۔

○ ○○

(۹)

"اسحاق اخرس"

شمالی افریقہ کا رہنا والا تھا۔ ۱۳۵ھ میں جب ممالک اسلامیہ پر عباسی خلیفہ سفاح کا پرچم اقبال بلند تھا اسحاق اصفہان میں ظاہر ہوا۔ علامہ سیر نے اس کی خانہ ساز نبوت کی دوکان آرائی کی کیفیت اس طرح لکھی ہے کہ اس نے پہلے تمام آسمانی کتابوں توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن کی تعلیم حاصل کی پھر تمام موجہ علوم رسمیہ کی تکمیل کی۔ مختلف زبانیں سیکھیں اور مختلف قسم کی صنائیوں اور شعبدہ بازیوں میں مہارت حاصل کی اور ہر طرح سے مخلوق کو گمراہ کرنے کے سلان سے لیس ہو کر اصفہان آیا۔

پورے دس برس تک گونگا بنا رہا

اصفہان آکر اس نے ایک عربی مدرسہ میں قیام کیا اور اپنے رہنے کے لئے ایک تنگ و تاریک حجرہ اختیار کیا اور اس میں دس برس تک خلوت نشین رہا اور اپنی زبان پر ایسی مہر سکوت لگائی کہ ہر شخص اسے گونگا یقین کرتا رہا اس نے اپنی عدم گویائی اور جھوٹے گونگے پن کو دس سال کی طویل مدت تک اس خوبصورتی اور مہارت سے نبھایا کہ کسی کو یہ گمان بھی نہیں ہوا کہ یہ شخص جھوٹا اور بنا ہوا گونگا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا لقب ہی اخرس یعنی گونگا پڑ گیا۔ ہمیشہ اشاروں سے اظہار مدعا کیا کرتا تھا۔

"دس برس کے بعد بولنے لگا اور مشہور کیا کہ خدا نے گویائی کے ساتھ نبوت بھی عطا کی ہے"

دس برس کی صبر آزما مدت گزارنے کے بعد اخرس اب اپنے منصوبے یعنی دعوئی نبوت کے اعلان کی تدبیریں سوچنے لگا۔

آخر کار اس نے نہایت رازداری کے ساتھ ایک نفیس قسم کا روغن تیار کیا اس

روغن کی خاصیت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص اسے اپنے چہرے پر مل لے تو اس درجہ حسن اور نورانیت پیدا ہو کہ شدت انوار سے کوئی اس کو دیکھنے کی بھی تاب نہ لا سکے۔

اس کے ساتھ اس نے دو رنگ دار شمعیں بھی تیار کیں اور پھر ایک رات جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں سو رہے تھے اس نے کمال احتیاط سے وہ روغن اپنے چہرے پر ملا اور وہ شمعیں جلا کر اپنے سامنے رکھ دیں ان کی روشنی میں اس کے منصوبے کے مطابق اس کے چہرے میں ایسی رعنائی اور چمک دمک پیدا ہوئی کہ آنکھیں خیرہ ہوتی تھیں۔ یعنی وہ لوگوں کو یہ دھوکہ دینا چاہتا تھا کہ دس سال کی مسلسل ریاضت اور مجاہدے کو اللہ تعالیٰ نے قبول کیا اور اس کے انوار و کیفیات اب اس کے چہرے سے نمایاں ہیں۔ چنانچہ اس نے یہ سب ڈھونگ رچا کر اس زور سے چیخنا شروع کیا کہ مدرسے کے تمام مکین جاگ اٹھے جب لوگ اس کے پاس دوڑ کے آنے لگے تو یہ اٹھ کر نماز میں مشغول ہو گیا اور ایسی پر سوز اور خوش گلو آواز سے قرآن کی تلاوت کرنے لگا کہ بڑے بڑے قاری جو وہاں موجود تھے عش عش کر اٹھے۔

مدرسے کے اساتذہ۔ قاضی شہر۔ وزیر اعظم سب پر اسحاق کا جادو چل گیا

جب مدرسے کے معلمین اور طلبہ نے دیکھا کہ ایک اور زگو گونگا باتیں کر رہا ہے اور قوت گویائی کے ساتھ ہی اسے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور فن قرات اور تجوید کا کمال بھی بخشا گیا ہے اور چہرے سے ایسی نورانیت اور جلال ظاہر ہو رہا ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی تو لوگ سخت حیرت زدہ ہوئے اور یہی سمجھے کہ اس شخص کو خدا کی طرف سے بزرگی اور ولایت عطا ہو گئی ہے۔

صدر مدرس جو نہایت متقی مگر زمانے کی عیاریوں سے ناآشنا تھے بڑی خوش اعتقادی سے طلبہ سے مخاطب ہو کر بولے "کیا اچھا ہو اگر عمائد شہر بھی خداوند قدوس کے اس کرشمہ قدرت کا مشاہدہ کر سکیں۔ چنانچہ سب اہل مدرسہ نے صدر مدرس صاحب کی قیادت میں اس غرض سے شہر کا رخ کیا کہ شہر کے لوگوں کو بھی خدا کی اس قدرت کا جلوہ دکھائیں

تاکہ ان کے ایمان تازہ ہوں۔

سب سے پہلے قاضی شہر کے مکانپر پہنچے ۔قاضی صاحب شوروپکار سن کر گھبرائے ہوئے گھر سے نکلے اور ماجرا دریافت کیا اور حیرت زدہ ہو کر سب مجمع کو لے کر وزیر اعظم کے دردولت پر جا کر دستک دینے لگے۔ وزیر باتدبیر نے سب حالات سن کر کہا ابھی رات کا وقت ہے آپ لوگ جا کر آرام کریں صبح دیکھاجائے گا۔ کہ ایسی بزرگ ہستی کے شایان شان کیا طریقہ مناسب ہوگا۔

غرض شہر میں ایک اودھم مچ گئی۔ باوجود ظلمت شب لوگ جوق درجوق مدرسے کی طرف رواں دواں تھے اور خوش اعتقادوں نے ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ قاضی صاحب شہر کے چند روٴسا کو لے کر اس بزرگ ہستی کا جمال مبارک دیکھنے کے لئے مدرسے میں آئے مگر دروازہ پر قفل لگا ہوا تھا۔

قاضی صاحب نے نیچے سے پکار کر کہا "یا حضرت آپ کو اس خدائے ذوالجلال کی قسم جس نے آپ کو اس کرامت اور منصب جلیل پر فائز کیا۔ دروازہ کھولئے اور مشتاقان جمال کو اپنے شرف دیدار سے مشرف فرمایئے۔ یہ سن کر اسحاق بولا اے قفل انھیں اندر آنے دے اور ساتھ ہی کسی حکمت عملی سے بغیر کنجی کے قفل کھل کر نیچے گر گیا اور اس کرامت کو دیکھ کر لوگوں کی خوش اعتقادی دو آتشہ ہو گئی۔

سب لوگ اسحاق کے سامنے سر جھکا کر موؤب بیٹھ گئے۔ قاضی صاحب نے نہایت نیاز مندانہ لہجے میں عرض کیا "حضور والا اس وقت سارا شہر آپ کا معتقد اور اس کرشمہ خداوندی پر حیران ہے اگر حقیقت حال سے کچھ پردہ اٹھادیا جائے تو بڑی نوازش ہو گی"۔

غلام احمد قادیانی کی طرح اسحاق کی ظلی اور بروزی نبوت

اسحاق جو اس وقت کا بہت پہلے سے منتظر تھا اور جس کے لئے اس نے دس سال سے یہ سب محنت برداشت کی تھی نہایت ریاکارانہ لہجے میں بولا کہ چالیس روز پہلے ہی سے فیضان کے کچھ آثار نظر آرہے تھے پھر دن بدن الہام اور القائے ربانی کا تانتا باندھ گیا حتیٰ

کے آج رات خداوند قدوس نے اپنے فضل مخصوص سے اس عاجز پر علم و عمل کے وہ اسرار منکشف فرمائے کہ مجھ سے پہلے لاکھوں رہروان منزل اس کے خیال اور تصور سے بھی محروم رہے۔ ان اسرار و رموز کا زبان پر لانا مذہب طریقت میں ممنوع ہے تاہم اتنا مختصر کہنے کا مجاز ہوں کہ آج رات دو فرشتے حوض کوثر کا پانی لے کر میرے پاس آئے اور مجھے غسل دے کر کہنے لگے "السلام علیک یا نبی اللہ" مجھے جواب میں تامل ہوا اور میں گھبرایا کہ خدا جانے یہ کیا ابتلا اور آزمائش ہے تو ایک فرشتہ یوں گویا ہوا "یا نبی اللہ افتح فاک بسم اللہ ازلی" (اے اللہ کے نبی بسم اللہ کہہ کر منہ کھولو" میں نے منہ کھولا تو فرشتے نے ایک سفید سی چیز میرے منہ میں رکھ دی جو شہد سے زیادہ شیریں۔ برف سے زیادہ ٹھنڈی اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔ اس نعمت خداوندی کا حلق سے اترنا تھا کہ میری زبان کھل گئی اور پہلا کلمہ جو میرے منہ سے نکل وہ تھا اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمد عبدہ و رسولہ یہ سن کر فرشتوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تم بھی اللہ کے رسول ہو۔ میں نے کہا میرے دوستو تم یہ کیسی بات کہہ رہے ہو میں شرم و ندامت سے ڈوبا جاتا ہوں۔ جناب باری تعالیٰ نے تو سیدنا محمد علیہ السلام کو خاتم الانبیاء قرار دیا ہے اب میری نبوت کیا معنی رکھتی ہے۔ فرشتوں نے کہا کہ یہ درست ہے مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت مستقل حیثیت رکھتی ہے اور تمہاری بالتبع ظلی و بروزی ہے (مرزا قادیانی نے بھی یہی دعویٰ کیا تھا)

بغیر معجزات میں نے نبوت منظور نہیں کی تو مجھے معجزات بھی دئے گئے

اس کے بعد اسحاق نے حاضرین سے کہا کہ جب ملا ئکہ نے مجھے ظلی اور بروزی نبوت کا منصب تفویض کیا تو میں نے انکار کیا اور اپنی معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے نبوت کا دعویٰ بہت سی مشکلات سے لبریز ہے کیونکہ معجزہ نہ رکھنے کی وجہ سے کوئی بھی میری تصدیق نہیں کرے گا۔

فرشتوں نے کہا کہ وہ قادر مطلق جس نے تمہیں گونگا پیدا کر کے بھر بولتا کر دیا اور

پھر فصاحت و بلاغت عطا فرمائی وہ خود لوگوں کے دلوں میں تمہاری تصدیق کا جذبہ پیدا کر دے گا یہاں تک کہ زمین آسمان تمہاری تصدیق کے لئے کھڑے ہو جائیں گے لیکن میں نے ایسی خشک نبوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

جب میرا اصرار حد سے زیادہ بڑھ گیا تو فرشتے کہنے لگے اچھا معجزات بھی لیجئے جتنی آسمانی کتابیں انبیاء پر نازل ہوئی ہیں تمہیں ان سب کا علم دیا گیا اس کے علاوہ کئی قسم کی زبانیں اور رسم الخط بھی تمہیں دیے گئے (یاد رہے کہ یہ ساری زبانیں اور آسمانی کتابیں اسحاق اپنے منصوبے کے مطابق پہلے ہی پڑھ چکا تھا)

معجزے دے کر فرشتوں نے امتحان بھی لیا

اس کے بعد فرشتے کہنے لگے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ میں نے جس ترتیب سے قرآن کا نزول ہوا تھا پڑھ کر سنا دیا۔ انجیل پڑھوائی وہ بھی سنا دی پھر تورات زبور اور دوسرے آسمانی صحیفے بھی پڑھوائے جو میں نے ان کے نزول کی ترتیب کے مطابق سنا دیئے تمام کتب سماویہ کی قرات سے سن کر فرشتوں نے اس کی تصدیق کی اور مجھ سے کہا "قم فانذر الناس" (اٹھو اور لوگوں کو غضب الٰہی سے ڈراؤ) یہ کہہ کر فرشتے غائب ہو گئے اور میں فوراً ذکر الٰہی میں مشغول ہو گیا۔

اسحاق مزید بولا آج رات سے جن انوار و تجلیات کا میرے دل پر ہجوم ہے زبان اس کی شرح سے قاصر ہے۔ یہ میری سرگذشت تھی۔ اب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو شخص خدا پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میری ظلی و بروزی نبوت پر ایمان لایا اس نے نجات پائی اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا اسنے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو بیکار کر دیا ایسا منکر ابد الاباد تک جہنم میں رہے گا۔ (مرزا قادیانی کذاب کا بھی اپنے نبوت کے متعلق یہی قول ہے)

اسحاق کا عروج و زوال ۔ آخر کار ہلاکت

دنیا ہر قسم کے لوگوں سے بھری پڑی ہے اور عوام کا تو یہ معمول ہے کہ جونہی نفس امارہ کے کسی پجاری نے اپنے جھوٹے تقدس اور پاکبازی کی صدا لگائی غول کا غول انسانوں کا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ اور مریدان خوش اعتقاد اپنی سادہ لوحی سے ایسے ایسے افسانے اور کرامتیں اپنے پیروں سے منسوب کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

اسحاق کی تقریر سن کر بھی بڑو بڑوں کا پایہ ایمان ڈگمگا گیا اور ہزارہا مخلوق اس کی نبوت پر ایمان لے آئی۔ جن لوگوں کا دل نور ایمان سے منور تھا اور جن کو ہر عمل شریعت کی کسوٹی پر پرکھنا آتا تھا انہوں نے لوگوں کو بہت سمجھایا کہ اسحاق اخرس کوئی نبی یا ولی نہیں بلکہ جھوٹا۔ کذاب ۔شعبدہ باز اور رہزن دین و ایمان ہے لیکن عقیدتمندوں کی خوش اعتقادی میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ جوں جوں علمائے حق انہیں راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ان کا جنون عقیدت اور زیادہ بڑھتا جاتا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اسحٰق اخرس کے پاس اتنی قوت اور لوگوں کی تعداد ہو گئی کہ اس کے دل میں ملک گیری کی ہوس پیدا ہونے لگی۔ چنانچہ اس نے ایک بڑی تعداد اپنے عقیدت مندوں کی لے کر بصرہ ۔عمان اور اس کے قرب و جوار کے علاقوں پر دھاوا بول دیا اور عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کے حاکموں کو بصرہ اور عمان وغیرہ سے بے دخل کر کے خود قابض ہو گیا۔

خلیفہ جعفر منصور کے لشکر سے اسحاق کے بڑے بڑے معرکے ہوئے آخر کار عساکر خلافت فتح یاب ہوئے اور اسحاق مارا گیا اور یوں وہ خود اور اس کی جھوٹی ظلی بروزی نبوت خاک میں مل گئی۔

○ ○○

(۱۰)

استاد سیس خراسانی

اس شخص نے خراسان کے اطراف ہرات سجستان وغیرہ میں اپنی نبوت کے بلند بانگ دعوے کئے اور عوام اس کثرت سے اس کے معتقد ہوئے کہ چند ہی برس میں استاد کے پاس تقریباً تین لاکھ آدمیوں کی جماعت ہو گئی جو اس کو خدا کا فرستادہ نبی سمجھتے تھے اس زمانے میں خلیفہ ابو جعفر منصور مسلمانوں کا خلیفہ تھا۔

استاد سیس کے دل میں اپنی اتنی بڑی جماعت دیکھ کر ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی اور خراسان کے اکثر علاقے اپنے قبضے میں کر لئے۔ خلیفہ منصور نے یہ حالت دیکھ کر اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا جسے استاد نے شکست دے دی۔ خلیفہ منصور نے یکے بعد دیگرے کئی لشکر اس کے بعد بھیجے مگر سب ناکام رہے اور استاد سے شکست کھا گئے۔

آخر کار منصور نے ایک نہایت تجربہ کار سپہ سالار خازم بن خزیمہ کو چالیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ استاد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جس نے نہایت ہوشیاری اور پامردی سے استاد سیس کے لشکر کو شکست فاش دی اور اس کے سترہ ہزار آدمی قتل کر دیے اور چودہ ہزار کو قیدی بنا لیا۔

استاد سیس اپنی بقیہ تیس ہزار فوج کو لے کر پہاڑوں میں جا چھپا۔ خازم نے بھی تعاقب کر کے پہاڑ کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار استاد نے محاصرے سے تنگ آ کر اپنے آپ کو خادم کے سپرد کر دیا۔ تاریخ اس باب میں خاموش ہے کہ اس کی موت کس طرح واقع ہوئی غالب قیاس یہی ہے کہ ابو جعفر منصور نے دوسرے جھوٹے نبیوں کی طرح اس کو بھی قتل کر دیا ہو۔

○ ○○

(۱۱)

"علی بن محمد خارجی"

رے کے شہر کے مضافات میں پیدا ہوا۔ خوارج کے فرقہ ازراقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ ابتدائی ذریعہ معاش اس کا یہ تھا کہ خلیفہ جعفر عباس کے بعض حاشیہ نشینوں کی مدح و توصیف میں قصائد لکھ کر کچھ انعام حاصل کر لیا کرتا تھا۔ جب امراء و رؤسا کی مجلسوں میں آمد و رفت سے کچھ رسوخ حاصل ہوا تو اس کے دل میں سرواری اور ریاست کے خیالات پیدا ہونے لگے۔

۲۴۹ھ میں علی بغداد سے بحرین چلا گیا اور وہاں حالات سازگار دیکھ کر اپنی نبوت کااعلانکر دیا اور اپنے اتباع کی دعوت دینی شروع کر دی۔ یہ کہتا تھا کہ مجھ پر بھی کلام الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اس نے اپنا ایک آسمانی صحیفہ بھی بنا رکھا تھا۔ جس کی بعض صورتوں کے نام سبحان 'کنف اور ص تھے۔ اور کہتا تھا کہ خدا نے میر-نبوت کی بہت سی نشانیاں ظاہر فرمائی ہیں۔

بحرین کے اکثر قبائل نے علی کی نبوت کو تسلیم کر لیا اور وہاں اس نے ایک بڑی جماعت اور قوت حاصل کر لی۔ بحرین کے بعض عمائدین اس کی فوج کے افسر مقرر ہوئے اور بہبود زنگی کو امیرالبحر کا عہدہ سونپا گیا۔

پانچ سال بحرین میں قیام کرنے کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے کہ یہاں سے بصرہ جاؤں اور وہاں کے لوگوں کو اللہ کا راستہ دکھاؤں۔ چنانچہ یہ ۲۵۴ھ میں بصرہ میں اپنے چند مریدوں کے ساتھ چلا آیا اور بصرہ کے حاکم محمد بن رجا کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف ہوا۔ محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری کے لئے آدمی بھیجے مگر یہ بھاگ گیا تاہم اس کی بیوی ۔بیٹا اور کچھ ساتھی گرفتار کر لئے گئے علی بھاگ کر بغداد آیا اور ایک برس تک مقیم رہ کر اپنی نبوت کی دعوت دیتا رہا۔ اس درمیان میں بصرہ میں ایک بغاوت ہوئی اور لوگوں نے عامل بصرہ محمد بن رجاء کو بصرہ سے نکال دیا اور

بصرہ کے قید خانے کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔ جب ان واقعات کی خبر علی کو پہنچی تو اس نے موقع غنیمت جان کر رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کا رخ کیا۔

حبشی (زنگی) غلاموں کو اپنے تابع کرنے کی ترکیب

بصرہ پہنچ کر علی بن محمد نے اعلان کر دیا کہ جو زنگی غلام میری پناہ میں آجائیں گے میں ان کو آزاد کر دوں گا۔ یہ اعلان سنتے ہی حبشی غلام ملک کے اطراف و اکناف سے بھاگ بھاگ کر علی کے پاس آنے شروع ہو گئے اور کچھ ہی عرصے میں غلامون کی ایک بھاری جماعت علی کے پاس جمع ہو گئی۔

علی نے ان سب کو جمع کر کے ایک بڑی پرجوش تقریر کی اور ان سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ مال و دولت دینے کا یقین دلایا اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کی قسم کھائی اور ایک جھنڈا ریشمی کپڑے پر یہ آیت لکھ کر ایک بلند مقام پر نصب کر دیا:

"ان اللہ شترای من المؤمنین انفسہم وا موالہم بان لہم جنتہ"

اب حالت یہ ہوئی کہ جس جس غلام کو یہ خبر ملتی تھی وہ اپنے آقا کو چھوڑ کر علی کے پاس آکر پناہ حاصل کرنے لگا۔ زنگی غلاموں کے آقاؤں کا رنگ پیلا پڑ گیا اور وہ علی کے پاس اپنے غلامون کی شکایت لیکر آئے۔ علی نے اشارہ کر دیا اور غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ بصرہ کے شریف لوگ یہ رنگ دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔

اس طرح علی نے زنگی غلاموں کا بڑا لشکر تیار کر لیا جو اس کے اشارے پر مرنے مارنے پر تیار رہتا تھا۔ علی نے اس لشکر کو لے کر اس پاس کے علاقوں، دجلہ، ایلہ اور قادسیہ وغیرہ پر لوٹ مار شروع کر دی۔ حکومت نے جب بھی اس کے مقابلے پر کوئی فوج بھیجی اس نے ہر دفعہ علی کے لشکر سے شکست کھائی ان فتوحات سے علی کا حوصلہ اور بڑھ گیا۔

اہل بصرہ چار مرتبہ علی کے مقابلے کے لئے نکلے مگر ہر مرتبہ زنگی غلاموں کے ہاتھ

میدان رہا اور کافی سامان جنگ اور اسلحہ ان کے ہاتھ آیا۔ دربار خلافت سے بھی دو مرتبہ فوجیں بھیجی گئیں مگر ان کو بھی کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اہل بصرہ کے ایک وفد نے اس صورتحال کو خلیفہ کے سامنے پیش کیا چنانچہ خلیفہ نے ایک فوج گراں ایک ترک افسر جعلان کی نگرانی میں علی کے مقابلے کے لئے اہل بصرہ کے ساتھ روانہ کیا۔ چھ مہینے تک جنگ جاری رہی آخر ترک افسر جنگ سے دستبردار ہو کر واپس بصرہ آگیا اور زنگیوں نے خوب اس کی لشکرگاہ میں لوٹ مچائی۔

علی خارجی کی مزید فتوحات

۲۵۴ھ میں علی خارجی نے ایلہ میں گھس کر وہاں کے گورنر عبداللہ اور اس کی مختصر سی فوج کو تہ تیغ کیا اور پورے شہر کو آگ لگادی اور یہ شہر پورا کا پورا جل کر خاکستر ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے شہر رہواز کی باری آئی اور وہاں کے عامل ابراہیم کو گرفتار کر کے شہر میں خوب لوٹ مار مچائی۔

اب خلیفہ نے سعید بن صالح ایک مشہور سپہ سالار کو زنگیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور سعید نے کچھ کامیابی حاصل کی مگر انجام کار زنگیوں کا پلہ بھاری رہا اور سعید بن صالح نامراد و ناکام واپس بغداد آگیا۔

خلیفہ معتمد اس ناکامی پر بہت غضبناک ہوا اور ایک دوسرے سردار جعفر بن منصور خیاط کو جو بڑے بڑے معرکے سر کر چکا تھا اس مہم پر مامور کیا مگر اس سردار کی بھی ایک نہ چلی اور یہ زنگیوں سے شکست کھا کر بحرین واپس چلا گیا اس دوران زنگیوں نے بصرے پر چڑھائی کر دی اور نصف شوال ۲۵۷ھ میں بصرہ کو بزور شمشیر فتح کر لیا اور وہاں کے باشندوں کو نہایت سفاکی اور بے دردی سے گاجر مولی کی طرح کاٹ چھانٹ کر علی بن ریان زنگیوں کا سردار واپس ہوا اور پھر کچھ عرصے کے بعد دوبارہ بغرض قتل و غارت گری بصرہ آیا۔ اہل بصرہ نے اس سے امان طلب کی چنانچہ اس نے سب کو امان دے کر ایک جگہ جمع ہونے کا حکم دیا اور جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سب کو ہلاک کر کے جامع مسجد اور بصرہ

کے اکثر محلات میں آگ لگا دی۔

بصرہ کے بربادی اور تباہی کی خبر سن کر خلیفہ معتمد نے پھر ایک سپہ سالار محمد معروف بہ مولد کو ایک لشکر جرار کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا وہ بصرہ پہنچا تو لوگوں نے رو رو کر زنگیوں کے ظلم و تشدد کی شکایت کی۔ علی خارجی نے اپنے افسر یحییٰ کو مولد کے مقابلے میں بھیجا۔ دس دن تک جنگ جاری رہی مگر کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ آخر کار زنگیوں نے مولد کے لشکر پر شبخون مارا پوری رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی اور مغرب کے وقت مولد کے لشکر نے شکست کھائی اور زنگیوں نے مولد کے لشکر گاہ کو خوب لوٹا اور کافی دور تک مولد کا تعاقب کیا۔

شہزادہ ابوالعباس (آئندہ کا خلیفہ معتمد باللہ) زنگیوں کے مقابلے پر

اس کے بعد مسلسل نو برس تک دارالخلافہ سے زنگیوں کو زیر کرنے کے لئے لشکر آتے رہے جنگیں ہوتی رہیں مگر علی خارجی کی قوت نہیں ٹوٹ سکی۔ آخر کار خلیہ نے تنگ آکر ایک فیصلہ کن جنگ کا منصوبہ بنایا اور اپنے بھتیجے ابوالعباس کو زنگیوں کے مقابلہ پر ایک عظیم لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ ابوالعباس وہ شخص ہے جو آئندہ چل کر خلیفہ معتمد کے تخت خلافت کا وارث ہوا اور معتمد باللہ لقب اختیار کیا۔ ابوالعباس ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کے ساتھ زنگیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

علی خارجی نے بھی اس کے مقابلے کے لئے بے شمار فوج تیار کی ہوئی تھی۔ اس نے سن رکھا تھا کہ ابوالعباس ایک نوجواہ شہزادہ ہے جسے میدان جنگ کا کوئی تجربہ نہیں ہے اس کا خیال تھا کہ اول تو اور سرداروں کی طرح ابوالعباس بھی ہماری فوجی کثرت سے خائف ہو کر پسپا ہو جائے گا اور اگر مقابلہ پر ڈٹا بھی رہا تو دس پانچ دن کے بعد بھاگ کھڑا ہو گا۔

ابوالعباس کا جاسوسی نظام بہت اچھا تھا پل پل کی خبریں، غنیم کی حرکات لشکر کی تعداد سب خبریں اس کو صحیح اور بروقت مل رہی تھیں چنانچہ سب سے پہلے ابوالعباس کی مڈبھیڑ

علی خارجی کے مقدمتہ الجیش سے ہوئی اس میں ابوالعباس کو فتح ہوئی۔ زنگی دریا کی طرف بھاگے ابوالعباس کی فوجی کشتیاں پہلے ہی راستہ روکے ہوئے کھڑی تھیں انہوں نے بھی زنگیوں کو اپنی تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا اور چھ کوس تک زنگیوں کا تعاقب کر کے قتل کرتے رہے کافی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ یہ پہلی فتح تھی جو خلیفہ کی فوج کو بارہ تیرہ سال کی مسلسل شکستوں کے بعد نصیب ہوئی تھی۔

شہزادہ ابوالعباس کی مزید فتوحات

ایک ہفتہ کے بعد زنگیوں کا ایک سردار سلیمان بن جامع اپنے لشکر کو تین حصوں میں بانٹ کر خشکی اور دریا کے راستے سے ابوالعباس کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ دوپہر تک شدت کی جنگ جاری رہی۔ ظہر کے قریب زنگی ہمت ہار بیٹھے اور نہایت افراتفری اور بے ترتیبی کے ساتھ جان بچا کر بھاگنے لگے۔ ہزاروں قتل ہوئے اور سینکڑوں اپنی کشتیوں سمیت گرفتار کر لئے گئے۔ ابوالعباس فتح کے شادیانے بجاتا ہوا اپنے لشکر گاہ میں واپس ہوا۔

زنگیوں کی مزید ناکامیاں

اس شکست کے بعد زنگیوں نے خلیفہ کے لشکر کے راستوں میں بڑے بڑے کنویں اور گڑھے کھود کر انہیں گھاس پھونس سے پاٹ دیا۔ ابوالعباس کی فوج اپنی فتح کا جشن مناتی ہوئی اس راستے سے گزری تو اس کے کچھ سپاہی ان کنوؤں میں گرے۔ عباس نے فورا راستہ تبدیل کر دیا۔ اور اس طرح زنگی اپنی اس ایذا رسانی میں ناکام ہو گئے۔

علی خارجی کو جب اپنی ناکامی کا علم ہوا تو اس نے اپنے سپہ سالاروں کو حکم دیا سب اپنی فوجیں یکجا کر لیں اور متحد ہو کر پوری قوت سے ابوالعباس پر ضرب لگائیں ابوالعباس کے باپ موفق کو معلوم ہوا کہ علی خارجی کی ساری فوجی قوت اس کی بیٹے ابوالعباس کے خلاف صف آراء ہو رہی ہے تو وہ خود بھی بہ نفس نفیس خلیفہ سے اجازت لے کر ۲۶۷ھ میں ایک بھاری فوج کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالعباس سے آکر مل گیا۔

اب دونوں باپ بیٹوں نے دو طرف سے زنگی فوج پر حملہ کر دیا= گھمسان کی لڑائی ہوئی اور زنگیوں کو راہ فرار اختیار کرنا پڑی۔ زنگیوں کا سردار شعرانی اپنی بچی کھچی فوج لے کر جنگل میں جا چھپا۔ موفق اس فتح کے بعد اپنے کیمپ برواپس آیا۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار مسلم خواتین جن کو زنگیوں نے قید کر رکھا تھا۔ رہا کر دی گئیں۔

زنگیوں کے شہر منصورہ پر مسلمانوں کا قبضہ

موفق کے جاسوسوں نے آکر اطلاع دی کہ علی بن خارجی کا سپہ سالار سلیمان بن جامع اس وقت منصورہ شہر میں اپنی افواج کے ساتھ زبردست تیاریوں میں مصروف ہے موفق نے فوراً لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور ابوالعباس کو دریا کی راہ سے بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی کی راہ سے چل پڑا راستے میں زنگیوں کے ایک دستے سے مڈبھیڑ ہو گئی جس میں زنگیوں کو شکست ہوئی اور ان کا ایک بڑا سردار موفق سے امان طلب کر کے اس کے لشکر میں آگیا موفق نے منصوبرہ کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلے پر مورچہ بندی کر لی اور دوسرے دن زنگیوں سے مقابلہ ہوا۔ شام تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار دونوں لشکر اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس آ گئے۔

دوسرے دن معرکہ کارزار پھر گرم ہوا اور سخت لڑائی کے بعد جس میں ابوالعباس نے جنگی کشتوں کے ذریعہ اور موفق نے خشکی کی راہ سے زنگیوں پر بھرپور حملہ کیا جس کی وہ تاب نہ لا سکے اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور پورے منصورہ شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا دس ہزار مسلمان عورتوں اور بچوں کو جن میں زیادہ تر سادات کے زن و فرزند تھے خارجیوں کی غلامی سے نجات دلائی گئی۔ خارجی سردار سلیمان بن جامع بھاگنے میں کامیاب ہو گیا مگر اس کے بیوی بچے گرفتار کر لیے گئے۔

زنگیوں کے دوسرے شہر مختارہ کا محاصرہ اور بہبود زنگی امیر البحر کی ہلاکت

ابوالعباس اور موفق نے اب زنگیوں کے شہر مختارہ کے گرد ڈیرے ڈال دئے اس شہر

کی فصیلیں بہت مستحکم تھیں اس کے چاروں طرف گہری اور چوڑی خندقیں پورے شہر کی حفاظت کے لئے بنائی گئیں تھیں۔ موفق نے رات بھر جائے وقوع کا معائنہ کیااور اس رات کی صبح خشکی کی راہ سے اور ابوالعباس نے جنگی کشتیوں کی مدد سے دریا کی طرف سے مختارہ پر حملہ کر دیا لیکن زنگیوں نے اس قدر تیز پتھروں کی بارش کی کہ مسلمانوں کا شہر کی فصیل تک پہنچنا مشکل ہو گیا۔

اب علی خارجی نے اپنے امیرالبحر بہبود زنگی کو دریا کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کا حکم دیا ابوالعباس مقابلہ پر آیا نہایت خونریز جنگ کے بعد بہبود کو شکست ہوئی اور یہ ایک کشتی میں بیٹھ کر بھاگ رہا تھا کہ موفق کے ایک غلام نے اس کے پیٹ میں نیزہ مار کر اس کو ہلاک کر دیا۔ بہبود زنگی کے مارے جانے سے علی خارجی کی ہمت ٹوٹ گئی۔

پچاس ہزار زنگیوں کا حلف اطاعت

۱۵شعبان ۲۶۷ھ کو موفق نے بعد نماز فجر ابوالعباس کی فوج کے ساتھ ایک زبردست حملہ کیا اور زنگیوں کو مارتے کاٹتے شہرپناہ کے قریب پہنچ گیا اس معرکے میں زنگیوں کی تعداد تین لاکھ تھی اور ان کے مقابلے میں مسلمان صرف پچاس ہزار تھے۔ باوجود اس قلت کے موفق نے اس خوبی سے شہر کو حصار میں لیا کہ زنگیوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اب موفق نے اعلان کرایا کہ جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ آکر ہم سے امن کا طلبگار ہو ہم اس کو امن دے کر اس کی حفاظت کریں گے اور یہ رعایت فوجی اور شہری سردار اور سپاہی سب کے لئے ہے اور اس مضمون کے پرچے لکھ لکھ کر تیروں سے باندھ کر شہر کے اندر پھینکے چنانچہ بہت سے سپاہی اور اس کے بعد سردار موفق کے پاس آکر امان طلب کرنے لگے یہ دیکھ کر شہر کے عمائدین بھی آنے شروع ہو گئے اور موفق نے سب کا بڑا احترام کیا اور خلعت و انعامات سے نوازا۔ ان نوازشات کا نتیجہ یہ ہوا کہ روزانہ سینکڑوں لوگ فوجی اور شہری امان طلب کرنے آنے لگے اور رمضان کے آخر تک تقریباً پچاس ہزار زنگی فوجیوں نے عباسی علم کے سایہ میں حلف اطاعت اٹھایا۔

لشکر اسلام پر زنگیوں کا شب خون اور شکست

یہ صورت حال دیکھ کر علی بن محمد خارجی نے اپنے سردار علی بن ابان کو حکم دیا کہ رات کی تاریکی میں دریا عبور کرو اور چار پانچ کوس کا چکر کاٹ کر علی الصبح جب موفق کا لشکر نماز فجر میں مشغول ہو حملہ کر دو میں بھی تم سے آکر مل جاؤں گا۔

جاسوس نے یہ خبر موفق تک پہنچا دی۔ موفق نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوالعباس کو علی بن ابان کے مقابلے کے لئے روانہ کیا۔ ابوالعباس اس راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا جس راستے سے علی بن ابان کو موفق پر حملہ کرنا تھا اور جیسے ہی اس کا لشکر نمودار ہوا ابوالعباس نے زبردست حملہ کر دیا۔ اس غیر متوقع حملہ سے زنگی گھبرا گئے اور راہ فرار اختیار کی عباس کے لشکر نے خوب قتل عام کیا۔ بے شمار قیدی اور مال غنیمت ہاتھ آیا۔ علی خارجی کو ابھی تک اس شکست کی اطلاع نہیں ملی تھی اور وہ نکلنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اتنے میں موفق زنگیوں کے کٹے ہوئے سروں کو گوپھن کے ذریعے شہر میں پھینکنے لگا یہ دیکھ کر تو شہر کے لوگوں میں ایک قیامت سی مچ گئی اور علی خارجی بھی کٹے ہوئے سروں کی بارش کو دیکھ کر رونے لگا۔

علی خارجی کا موفق کو چیلنج

علی خارجی اور ابوالعباس کی فوجوں میں کئی مرتبہ بحری لڑائی بھی ہوئی مگر ابوالعباس نے ہر مرتبہ زنگیوں کو شکست دی۔ ادھر موفق نے شہر کا محاصرہ اور تنگ کر دیا یہاں تک کہ شہر کا غلہ ختم ہونے کے قریب آگیا اور زنگیوں کے بڑے بڑے سردار اور نامی گرامی سورما فاقہ کشی اور محاصرے کی شدت سے تنگ آکر شہر سے نکلے اور موفق سے امان کی درخواست کی۔ موفق نے نہ صرف انہیں امان دی بلکہ انعام و اکرام سے نواز کر اپنے خاص مصاحبین میں شامل کر لیا۔ علی خارجی نے بھی محاصرے کی سختیوں سے تنگ آکر اپنے دو افسروں کو حکم دیا کہ موفق کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ محاصرے کو طول دینے سے کوئی

فائدہ نہیں ہوگا آؤ ہم تم کھلے میدان میں نکل کر اپنی قسمت کا فیصلہ کرلیں۔

محصورین کی فاقہ کشی انسان انسانوں کو کھانے لگے

موفق نے اس درخواست کا کوئی جواب نہیں دیا۔ مگر اس نے سمجھ لیا کہ اگر محاصرہ کچھ دن اور جاری رکھا جائے اور رسد کے راستوں کی کڑی نگرانی رکھی جائے تو فاقہ کشی سے زنگیوں کا لشکر خود ہی تہس نہس ہو جائے گا۔

محرم ۲۶۸ھ میں زنگیوں کے ایک بہت بڑے اور نامور سپہ سالار جعفر بن ابراہیم المعروف بہ سجان نے موفق کیخدمت میں حاضر ہو کر سر تسلیم خم کیا۔ موفق نے اسے امان دے کر خلعت فاخرہ سے نوازا۔ دوسرے دن سجان کو ایک جنگی کشتی پر سوار کرا کر علی خارجی کا محل کی طرف روانہ کیا۔ سجان نے محل کے پاس جا کر ایک بڑی دلچسپ اور معنی خیز تقریر کی جس میں علی خارجی کے عیوب اور خلیفہ کے محاسن بیان کیے۔ علی خارجی اور اس کے افسران اس صورتحال سے بہت رنجیدہ اور مایوس ہوئے۔ سجان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ زنگیوں کی فوج سے سپاہی اور افسران جوق در جوق موفق کے ساتھ آکر وابستہ ہونے لگے یہاں تک کہ علی خارجی کا سیکریٹری محمد بن شمعان بھی موفق سے آکر مل گیا۔

علی خارجی اس محاصرے سے اور اپنے فوجیوں کی بے وفائی سے خاصا پریشان تھا رسد کی امد بالکل بند ہو چکی تھی۔ شہر کے تمام غلے کے ذخائر ختم ہو چکے تھے محصورین نے پہلے تو گھوڑوں اور گدھوں کو ذبح کر کے کھالیا پھر یہ ہوا کہ انسان انسان کو کھانے لگے۔

شہر پر مسلمانوں کا قبضہ اور علی خارجی کا قتل

موفق نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھایا اور شہر پر اپنی پوری فوج سے ایک فیصلہ کن حملہ کیا اور شہر کے سب سے بڑے بازار پر آتشگیر مادہ پھینک کر جلا دیا جس سے پورے شہر کے اندر بھگدڑ مچ گئی۔

آخر کار ۲۷ محرم ۲۷۰ھ کو موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا۔ بڑے بڑے سردار گرفتار کر

لیے گئے مگر علی خارجی چند افسران کو لے کر شہر سفیانی کی طرف بھاگ گیا اسلامی فوج تعاقب کرتی ہوئی اس کے سر پر پہنچ گئی اور معمولی سی جھڑپ کے بعد علی خارجی کو قتل کر کے اس کا سر نیزے پر چڑھالیا۔ موفق نے سجدہ شکر ادا کیا اور پورے بلاد اسلامیہ میں زنگی غلاموں کی واپسی اور امن دینے کا گشتی فرمان جاری کر دیا اور اس طرح زنگیوں کا یہ خانہ سازبنی چودہ برس چار مہینے برسرپیکار رہ کر یکم صفر ۲۷۰ھ کو اپنے انجام کو پہنچا۔

○ ○○

(۱۲)

"مختار بن ابو عبید ثقفی"

حضرت ابو عبید ابن مسعود ثقفی جلیل القدر اصحاب رسول میں سے تھے۔ مختار انہیں کا ناخلف بیٹا تھا گو یہ اہل علم میں سے تھا مگر اس کا ظاہر باطن سے متغائر اور اس کے افعال و اعمال تقویٰ سے عاری تھے اس کا اندازہ اس تحریک سے ہو سکتا ہے جو اس نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے خلاف اپنے چچا کے سامنے پیش کی تھی۔

حضرت امام حسنؓ کو گرفتار کر کے امیر معاویہ کے حوالے کرنے کی ترغیب

مختار کے چچا سعد بن مسعود ثقفی شہر مدائن کے حاکم تھے۔ حضرت امام حسنؓ کو جب ان کے اکثر ساتھیوں نے لوٹا اور حضرت معاویہ کے مقابلے میں تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے تو مختار امام عالی مقام کی بے کسی کو دیکھ کر اپنے چچا حاکم مدائن سے کہنے لگا کہ اے چچا جان اگر آپ کو ترقی جاہ اور ریاستی اقتدار کی خواہش ہو تو میں ایک بہت آسان ترکیب بتاؤں۔ جناب سعد بولے وہ کیا ترکیب ہے۔ مختار بولا کہ اس وقت حسن بن علیؓ کے پاس بہت تھوڑے مددگار ہیں آپ ان کو گرفتار کر کے معاویہؓ کے حوالے کر دیجئے حضرت سعدؓ نے غصہ سے کہا خدا تجھ پر لعنت کرے کیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند پر حملہ کروں اور ان کو گرفتار کروں۔ واللہ تو تو بہت ہی برا آدمی ہے (شیعہ حضرات کی یہی حرکتیں دیکھ کر حضرت امام حسنؓ نے مجبوراً حضرت امیر معاویہؓ سے مصالحت کر لی تھی)

ہر تاریخ کی کتاب میں مختار کے حالات بہت تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں

ابتداء میں مختار خارجی مذہب رکھتا تھا اور اہل بیت نبوت سے سخت عناد رکھتا تھا لیکن امام حسنؓ کی شہادت کے بعد جب اس نے دیکھا کہ مسلمان کربلا کے قیامت خیز

واقعات سے نہایت رنجیدہ اور غم و غصہ میں ہیں اور اس وقت اگر ان کی حمایت اور نصرت کی جائے تو ہر طرف سے اس کو تحسین کی نظروں سے دیکھا جائے گا اور ان لوگوں کی مدد سے وہ ریاستی اقتدار حاصل کر سکتا ہے۔

یہ منصوبہ بندی کر کے مختار نے اہل بیت کی محبت کا دم بھرنا شروع کیا اور یہ کہہ کر کہ میرا مشن قاتلان حسین سے انتقام لینا ہے۔ آہستہ آہستہ لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کرنے لگا اور کچھ ہی عرصہ کے بعد اس کی تحریک کو اتنا فروغ ہوا کہ ایک بہت بڑا لشکر اس کے گرد جمع ہو گیا اور پے در پے اس نے سوائے بصرہ اور حجاز مقدس ان تمام ممالک پر قبضہ کر لیا جو حضرت ابن زبیرؓ کے زیر نگیں تھے۔ اس نے آرمینا کی حکومت پر عبداللہ ابن حارث موصل پر عبدالرحمٰن بن سعید اور مدائن پر اسحاق ابن مسعود کو حاکم بنا کر روانہ کیا۔

شہدائے کربلا کا انتقام

کوفہ اور دوسرے شہروں پر اپنی عملداری کو مستحکم کرنے کے بعد مختار نے اپنے مشن کے مطابق ان لوگوں کو قتل کرنا شروع کیا جو امام حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کے قتل و غارت گری میں شریک تھے چنانچہ اس نے جن لوگوں کو قتل کیا ان کے نام یہ ہیں۔

۱۔عبیداللہ ابن زیاد
۲۔ عمر ابن سعد
۳۔ شمر ابن ذی الجوش
۴۔خولی ابن یزید
۵۔ حصین ابن نمیر
۶۔ مرہ بن منقذ
۷۔زید بن رقاد
۸۔ عمرو ابن حجاج زبیدی
۹۔عبدالرحمٰن بجلی
۱۰۔مالک ابن نسیبدلی
۱۱۔ حکیم ابن طفیل طائی
۱۲۔ عثمان بن خالد جہنی
۱۳۔ عمرو ابن صبیح

یہ تمام لوگ حضرت امام حسینؓ حضرت مسلم بن عقیل اور حسینی لشکر کے قتل میں براہ راست شریک تھے ہر ایک کے قتل کے تفصیلی واقعات تاریخ کی کتابوں میں لکھے ہوئے

ہیں مگر ہمارا چونکہ یہ موضوع نہیں اس لئے ہم نے بہت ہی اختصار کے ساتھ ان واقعات کا خلاصہ بیان کر دیا ہے اب ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

مختار کا دعویٰ نبوت و وحی

جیسے ہم نے ابتداء میں لکھا ہے کہ پہلے مختار کو اہل بیت نبوت سے کوئی محبت اور ہمدردی نہیں تھی بلکہ خارجی مذہب رکھنے کے باعث یہ شخص اہل بیت سے بغض و عناد رکھتا تھا لیکن اس کے بعد اپنے آپ کو شیعان علی اور محب اہل بیت ظاہر کر کے قاتلان شہدائے کربلا کے انتقام کی آڑ میں اپنے اقتدار اور ریاست کی راہ ہموار کی۔

چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے اس سے کہا کہ اے ابو اسحاق تم کس طرح اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے لگے تمہیں تو ان مقدس لوگوں سے دور کا واسطہ بھی نہیں تھا تو مختار بولا جب میں نے دیکھا کہ مروان نے شام پر تسلط جما لیا ہے۔ عبداللہ ابن زبیر نے مکہ معظمہ میں حکومت قائم کر لی ہے۔ یمامہ پر نجدہ قابض ہو گیا ہے اور خراسان ابن حازم نے دبا لیا ہے تو میں بھی کسی عرب سے ہیٹا نہیں تھا کہ چپ چاپ بیٹھا رہتا میں نے جدوجہد کی اور پھر میں بھی ان کا ہم پایہ ہو گیا۔

دعوائے نبوت کی بنا

جس زمانے میں مختار نے قاتلین امام حسینؓ کو تہس نہس کرنے اور ان کی ہلاکت اور قتل کا بازار گرم کر رکھا تھا اور ہر طرف اس بات پر خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور مختار کو بڑی عزت کی نظروں سے دیکھا جا رہا تھا کہ اس نے دشمنان اہل بیت اور قاتلان شہدائے کربلا کے گلے کاٹ کر محبان اہل بیت کے زخمی دلوں پر تسکین کا مرہم رکھا ہے اور اس بناء پر ہر طرف سے اس کو داد و تحسین مل رہی تھی اسی دوران پیروان ابن سبا اور غالی شیعان علی ملک کے اطراف سے سمٹ کر کوفہ آنے لگے اور مختار کی حاشیہ نشینی اور قربت حاصل کر کے تملق اور چاپلوسی کے انبار باندھنے شروع کر دیئے۔ بات بات میں مدح و

ستائش کے پھول برسائے جاتے اور مختار کو آسمان عظمت پر چڑھایا جاتا۔
بعض خوشامد پسندوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ اتنا بڑا کار عظیم و خطیر جو اعلیٰ حضرت مختار کی ذات قدسی صفات سے ظہور میں آیا ہے۔ نبی یا وحی کے بغیر کسی بشر سے ممکن نہیں۔ اس تملق شعاری کا لازمی نتیجہ جو ہو سکتا تھا وہی ہوا۔ مختار کے دل و دماغ میں انانیت و پندار اور اپنی عظمت و بزرگی کے جراثیم پیدا ہونے لگے جو دن بدن بڑھتے گئے اور آخر کار اس نے بسلط جرات پر قدم رکھ کر نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

خطوط میں مختار نے رسول اللہ لکھنا شروع کر دیا' جبریل میرے پاس آتے ہیں

دعویٰ نبوت کے بعد اپنے تمام مکاتیب اور خطوط پر مختار نے اپنے نام کے آگے رسول اللہ بھی لکھنا شروع کر دیا وہ یہ بھی کہتا تھا کہ جبریل امین ہر وقت میرے پاس آتے ہیں اور یہ کہ خدائے برتر کی ذات نے میرے جسم میں حلول کیا ہے۔
بصرہ کے ایک رئیس مالک ابن مسمع کو مختار نے خط میں لکھا:

"تم میری دعوت قبول کرو اور میرے حلقہ اطاعت میں آ جاؤ دنیا میں جو کچھ تم چاہو گے دیا جائے گا اور آخرت میں تمہارے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں"

مختار نے اسی طرح احنف بن قیس کو خط میں لکھا:

" بنی مضر اور بنی ربیعہ کا برا ہو۔ احنف اپنی قوم کو اس طرح دوزخ میں لے جا رہا ہے کہ وہاں سے واپسی بھی ممکن نہیں۔ ہاں تقدیر کو میں بدل نہیں سکتا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مجھے کذاب کہتے ہو۔ مجھ سے پہلے انبیاء اور رسولوں کو بھی اسی طرح جھٹلایا گیا تھا اس لئے اگر مجھے کذاب سمجھا گیا تو کیا ہوا"

ایک مرتبہ کسی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا کہ مختار کہتا ہے کہ مجھ پر وحی

آتی ہے ۔انہوں نے فرمایا سچ کہتا ہے ایسی وحی کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے قران پاک کی اس آیت میں دی ہے :

"وان الشیاطین لیوحون الی اولیاہم"
شیاطین اپنے مددگاروں پر وحی نازل کیا کرتے ہیں"

جھوٹے نبوت کے دعویدار نصرت الٰہی کی اور غیبی امداد کی دولت سے ہمیشہ محروم رہتے ہیں اس لئے ان کو اپنی جودت طبع اور حیلہ سازیوں سے کام لے کر نقل کو اصل کی طرح ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ مختار بھی اسی اصول کے تحت اپنی من گھڑت وحی ۔ معجزات اور پیشنگوئیوں کو سچا ثابت کرنے کے لئے عجیب و غریب چالاکیاں کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ بڑا لمبا چوڑا عربی الہام تالیف کیا جس کے آخری الفاظ یہ تھے۔

"رب السماء لینزلن نارمن السماء فلیحرقن دارلاسماء"

"آسمانکے رب کی قسم ضرور آسمان سے آگ نازل ہوگی اور اسماء کا گھر جلادے گی"

دوسرے کا گھر جلوا کر پیشنگوئی پوری کرلی

جب اسماء بن خارجہ کو مختار کے اس الہام کی خبر ہوئی تو وہ اپنا تمام مال و اسباب نکال کر وہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو گیا۔لوگوں نے نقل مکانی کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ مختار نے ایک الہام اپنے دل سے گھڑا ہے اس میں میرا گھر جلنے کی پیشن گوئی کی ہے اب وہ اپنے خود ساختہ الہام کو سچا ثابت کرنے کے لئے میرا مکان ضروری جلوا دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ رات کی تاریکی میں اپنے ایک کارندے کو بھیج کر اسماء کے گھر میں آگ لگوا دی اور اپنے حلقہ مریدین میں شیخی مارنے لگا کہ دیکھا کس طرح میرے الہام کے مطابق آسمان سے آگ نازل ہوئی اور اسماء کا گھر جلادیا۔

فرشتوں کی مدد کا ڈھونگ

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ یہ بھی تھا کہ بدر و حنین کی لڑائیوں میں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آپ کی مدد فرمائی جن کو لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا قران پاک میں حق تعالیٰ نے اس کا ذکر بھی کیا ہے۔ ایک دفعہ مختار نے بھی بڑی چالاکی اور ہنرمندی سے ایسا ہی شعبدہ اپنے فوجیوں کو دکھایا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب مختار نے ابراہیم بن اشتر کو ابن زیاد سے لڑنے کے لئے فوج دے کر موصل روانہ کیا تو رخصت کرتے وقت لشکر کو مخاطب کر کے کہنے لگا:

"خدائے قدوس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں کبوتروں کی شکل میں اپنے فرشتے بھیج کر تمہارے لشکر کی مدد کروں گا"

جب لشکر روانہ ہو گیا تو اس نے اپنے خاص مقرب رازدار غلاموں کو بہت سے کبوتر دے کر حکم دیا کہ تم لوگ لشکر کے پیچھے لگ جاؤ اور جب لڑائی شروع ہو جائے تو کبوتروں کو پیچھے سے لشکر کے اوپر اڑا دینا چنانچہ غلاموں نے ایسا ہی کیا۔ فوج میں ایک دم شور مچ گیا کہ نصرت الٰہی فرشتوں کے ساتھ کبوتروں کی شکل میں آ پہنچی ہے۔ یہ دیکھ کر مختار کے لشکر کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے اپنی فتح کا یقین کر کے اس بے جگری سے دشمن پر حملہ کیا کہ اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔

ایک خارجی فرشتوں کا عینی گواہ بن کر قتل ہونے سے بچ گیا

جس طرح مختار نے اپنی فوج کو کبوتر دکھا کر دھوکہ دیا اسی طرح ایک خارجی قیدی مختار کو چکمہ دے کر قتل سے بچ گیا۔ واقعہ یہ ہوا کہ اس واقعہ کے بعد مختار کی خارجیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی جس میں مختار کو فتح ہوئی اور بہت سے لوگ قیدی بنا لیے گئے ان میں ایک شخص سراقہ بن مرداس بھی تھا اس شخص کو یقین تھا کہ مختار اس کو قتل کر دے گا چنانچہ اس نے ایک ترکیب سوچی اور جیسے ہی پہرے دار اس کو مختار کے سامنے پیش کرنے لگے تو وہ ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا سنو نہ تو تم لوگوں نے ہمیں شکست دی اور نہ قید کیا۔

شکست اور قید کرنے والے دراصل وہ فرشتے تھے جو ابلق گھوڑوں پر سوار ہو کر تمہاری حمایت میں ہم سے لڑ رہے تھے۔ یہ بات سن کر مختار کی تو باچھیں کھل گئیں اور فرط مسرت سے جھوم اٹھا۔ فوراً حکم دیا کہ سراقہ کو رہا کر کے انعام و اکرام سے نواز جائے اور پھر سراقہ سے کہا کہ تم ممبر پر چڑھ کر تمام لشکر کے سامنے اپنا مشاہدہ اور فرشتوں کے نزول کی کیفیت بیان کرو چنانچہ اس شخص نے جان بچانے کے لئے ایسا ہی کیا بعد میں یہ شخص بصرہ جا کر حضرت مصعب بن زبیر کے لشکر میں شامل ہو کر مختار کے خلاف نبرد آزما ہوا۔

مختار کا ایک اور شعبدہ۔ تابوت سکینہ

بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا جسے تابوت سکینہ کہتے تھے اس تابوت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کے دوسرے پارے کے آخر میں بیان کیا ہے اس صندوق میں بعض انبیاء سلف کے تبرکات محفوظ تھے۔ جب کبھی بنی اسرائیل کو کسی دشمن کا مقابلہ درپیش ہوتا تو اس صندوق کو اپنے لشکر کے ساتھ لے جاتے حق تعالیٰ اس کی برکت سے کامیابی عطا فرماتا تھا۔

مختار نے بھی تابوت سکینہ کی حیثیت سے ایک کرسی اپنے پاس رکھی تھی جسے وہ لڑائی کے موقع پر لشکر کے ساتھ بھیجا کرتا تھا۔ اس کے فوجیوں کو یہ یقین تھا کہ یہ حضرت علیؓ کی کرسی ہے اور اس کی برکت سے دشمن مغلوب ہو جاتا ہے۔

اب اس کرسی کا قصہ سن لیجئے۔ امیرالمومنین حضرت علیؓ کی حقیقی بہن کا نام حضرت ام ہانی تھا جو صحابیات میں داخل ہیں ان کے پوتے طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ گردش روزگار سے میں ایسی مفلسی میں مبتلا ہوا کہ کسی تدبیر سے بھی کوئی صورت کشادگی اور فراخی کی نہ بن سکی آخر صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں عالم اضطرار میں اس بات پر غور کرنے لگا کہ کوئی حیلہ بنا کر کسی مالدار سے رقم اینٹھی جائے۔ اس اوھیڑبن میں تھا کہ مجھے میرے ہمسایہ تیلی کے یہاں ایک بہت پرانی وضع کی کرسی دکھائی دی میں نے دل میں خیال کہ کہ اسی کرسی سے کچھ شعبدہ دکھلایا جائے۔ چنانچہ وہ

کرسی میں نے اس تیلی سے خریدی اور مختار کے پاس جا کر کہا کہ ایک راز میرے دل میں پنہاں تھا جس کو میں کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اب میں نے یہی مناسب خیال کیا کہ آپ کے روبرو بیان کردوں مختار نے کہا ہاں ضرور اور فوراً بیان کرو میں نے کہا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی ایک کرسی ہمارے گھرانے میں بطور تبرک چلی آئی ہے اور اس کرسی میں ایک خاص تصرف اور اثر ہے۔ مختار نے کہا سبحان اللہ تم نے آج تک اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا۔ اب جاؤ اور فوراً میرے پاس لے کر آؤ۔ میں نے گھر جا کر اس کرسی کا معائنہ کیا اس کا جما ہوا تیل کھرچ کر اتارا اور خوب گرم پانی سے دھو کر صاف کیا تو وہ بہت خوبصورت دکھائی دینے لگی۔ کیونکہ اس نے روغن زیتون خوب پیا تھا اس لئے چمکدار بھی ہو گئی۔

میں اس کرسی کو صاف کپڑے سے ڈھانپ کر مختار کے روبرو لایا۔ مختار نے مجھے اس کے عوض بارہ ہزار درہم انعام دیئے۔ جس سے میرے سارے ولدر دور ہو گئے اور مجھے خوشحال کر دیا۔

طفیل بن جعدہ مزید کہتے ہیں کہ مختار اس "نعمت غیر مترقبہ" ملنے پر پھولے نہیں سماتا تھا اس نے اعلان کرایا کہ سب لوگ جامع مسجد میں جمع ہو جائیں جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اس نے سب لوگوں کے سامنے ایک خطبہ دیا اور کہا کہ لوگوں سابقہ امتوں میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی جس کا نمونہ اور مثال اس امت محمدیہ میں موجود نہ ہو۔ بنی اسرائیل کے پاس ایک تابوت تھا جس میں آل موسیٰ اور آل ہارون کے تبرکات محفوظ تھے اسی طرح ہمارے پاس بھی ہمارے بزرگوں کا ایک تحفہ موجود ہے۔ یہ کہہ کر مختار نے کرسی سے کپڑا ہٹایا اور اشارہ کر کے کہا کہ یہ اہل بیت کے تبرکات میں سے ہے۔ کرسی کو سب کے سامنے لایا گیا۔ سبائی فرقے کے لوگ جوش مسرت میں کھڑے ہو کر نعرہ تکبیر بلند کرنے لگے۔

کرسی کی عظمت کا غلو حد کفر تک پہنچ گیا

جب مختار نے ابن زیاد کے مقابلے میں ابراہیم بن اشتر کو روانہ کیا تو شیعان علی نے

اس کرسی پر دیباج حریر لپیٹ کر اس کا جلوس نکلا۔ سات آدمی داہنی طرف اور سات بائیں جانب اس کو تھامے ہوئے تھے اور تابوت سکینہ کی طرح یہ کرسی لشکر کے ساتھ بھیجی گئی۔

قضائے الٰہی سے اس لڑائی میں ابن زیادہ کو ایسی زبردست شکست ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر شیعہ حضرات اس "تابوت سکینہ" کے حصول پر حد سے گزری ہوئی خوشیاں اور مجنونانہ حرکتوں کا اظہار کرنے لگے اور ان کی نظر میں اس کرسی کی عظمت و تقدس کائنات کی ہر چیز سے بڑھا ہوا تھا۔

طفیل کہتے ہیں کہ یہ افسوسناک صورت حال دیکھ کر مجھے اپنی حرکت پر سخت ندامت ہونے لگی کہ میری نالائقی سے عقیدے کا اتنا بڑا فتنہ پیدا ہو گیا۔

مورخین نے لکھا ہے کہ مختار ہی نے شیعوں میں رسم تعزیہ داری جاری کی تھی جس سے یہ یقین ہوتا ہے کہ یہی کرسی تعزیہ داری اور تابوت سازی کی اصل تھی۔

مختار کا الہامی کلام جو اس نے قرآن کے مقابل پیش کیا

مختار اپنے خودساختہ الہام کو بڑی مسجع اور مقفی عبارت میں لکھتا رہا یہاں تک کہ ایک پورا رسالہ تیار کر لیا پھر لوگوں کے سامنے اس کو پیش کیا۔ اور قرآن پاک کا مقابل ٹھہرایا۔ علامہ عبدالقاہر کی کتاب "الفرق بین الفرق" میں اس عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔

مختار کا زوال

کوفہ کا ایک بہادر شخص ابراہیم بن اشتر اس کا دست راست تھا۔ مختار کو جس قدر ترقی اور عروج نصیب ہوا وہ سب ابراہیم بن اشتر کی شجاعت اور حسن تدبیر کا رہین منت تھا۔ ابراہیم جس طرف گیا شجاعت و اقبال مندی کے پھریرے اڑاتا گیا اور جس میدان جنگ میں گیا کامیابی و کامرانی نے اس کے قدم چومے۔ ابراہیم ہر میدان میں مختار کے دشمنوں سے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اقبال کو اوج ثریا تک لے گیا۔

لیکن جب مصعب ابن زبیرؓ والی بصرہ نے کوفہ پر حملہ کیا جس میں مختار کے لشکر کو زبردست شکست اٹھانی پڑی تو اس موقع پر ابراہیم نے مختار کا ساتھ نہیں دیا بلکہ موصل شہر میں الگ بیٹھ کر مختار کی ذلت و بربادی کا تماشا دیکھتا رہا اور یہی وقت تھا جب سے مختار کا کوکب اقبال روبہ زوال ہونا شروع ہوا۔

مختار کے دعوائے نبوت نے ابراہیم کو بیزار کردیا

اور مورخین مثلاً ابن جریر طبری اور کامل ابن اثیر وغیرہ نے اس راز سے پردہ نہیں اٹھایا کہ ابراہیم جیسا رفیق مختار سے کیوں بیزار ہوا اور مصعب ابن زبیرؓ کے خلاف کیوں اس کا ساتھ نہیں دیا۔ لیکن علامہ عبدالقادر بغدادی نے حقیقت حال کہ چہرے کو بے نقاب کیا ہے وہ اپنی کتاب "الفرق بین الفرق" میں لکھتے ہیں کہ:

> "جب ابراہیم کو اس بات کا علم ہوا کہ مختار نے علی الاعلان نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ نہ صرف اس سے الگ ہو گیا بلکہ اپنی خودمختاری کا اعلان کر کے بلاد جزیرہ پر قبضہ بھی جمالیا۔"

مصعب ابن زبیرؓ کا کوفہ پر حملہ۔ محاصرہ اور مختار کا قتل

ابراہیم بن اشتر کی رفاقت سے محروم ہونے کے بعد مختار کی قوت مدافعت بہت کم ہو گئی اس بات سے مصعب بن زبیرؓ نے فائدہ اٹھایا اور کوفہ پر حملہ کی غرض سے بصرہ سے کوچ کیا۔ مختار بیس ہزار کا لشکر لے کر مصعب کے لشکر پر ٹوٹ پڑا۔ حرورا کے مقام پر سخت گھمسان کا رن پڑا۔ مصعب ابن زبیر نے کافی نقصان برداشت کرنے کے بعد آخر کار مختار کو شکست دی اور مختار بھاگ کر قصرامارت میں محصور ہو گیا بیس ہزار کے لشکر میں سے اب مختار کے پاس صرف آٹھ ہزار کی تعداد تھی جو سب قصرامارت میں اس کے ساتھ محصور تھے۔

مصعب ابن زبیر نے چار مہینے تک قصرامارت کا محاصرہ کیا اور غلہ پانی اور دوسری

ضروریات زندگی کی رسد بالکل کاٹ دی۔ جب محاصرہ کی سختی ناقابل برداشت ہوگئی تو مختار نے اپنے لشکر کو باہر نکل کر لڑنے کی ترغیب دی۔ مگر صرف اٹھارہ آدمیوں کے سوا کوئی باہر نکلنے پر تیار نہیں ہوا۔

آخر کار مختار اپنے اٹھارہ آدمیوں کے ساتھ قصر امارت سے نکل کر مصعب کے لشکر پر حملہ آور ہوا اور تھوڑے ہی دیر میں مع اپنے اٹھارہ ساتھیوں کے ہلاک ہوگیا یہ واقعہ ۱۴ رمضان ۶۷ھ کو پیش آیا۔

(۱۴)

"حمدان بن اشعث قرملی"

کوفہ کا باشندہ تھا کیونکہ بیل پر سوار ہوا کرتا تھا اس لئے اس کو کرمیط کہتے تھے جس کا معرب قرمط ہے۔ شروع میں زہد و تقویٰ کی طرف مائل تھا مگر ایک باطنی کے ہتے چڑھ کر سعادت ایمان سے محروم ہو گیا اور الحاد و زندقہ کے سرغنہ اور باطنی فرقہ کے منادی کی حیثیت سے کام کرنے لگا اور اس کے ماننے والے اسی نسبت سے قرملی یا قرامطہ کہلاتے ہیں۔

اس فرقے نے دین اسلام کے مقابلے میں ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی جو سراسر الحاد ارتداد اور زندقہ ہے۔

حمدان نے نیا مذہب ایجاد کیا

اس نے سب سے پہلے اپنے ماننے والوں پر پچاس نمازیں فرض کیں جب لوگوں نے شکایت کی کہ نمازوں کی کثرت نے ہمیں دنیا کے کاروبار اور کسب معاش سے روک دیا ہے تو بولا کہ اچھا میں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے رجوع کروں گا اور چند روز کے بعد لوگوں کو ایک نوشتہ دکھانے لگا جس میں حمدان کو مخاطب کر کے لکھا کہ تم ہی مسیح ہو تم ہی عیسیٰ ہو تم ہی کلمہ ہو تم ہی مہدی ہو اور تم ہی جبریل ہو۔ اس کے بعد کہنے لگا جناب مسیح ابن مریم میرے پاس انسان کی شکل میں آئے اور مجھ سے فرمایا تم ہی داعی ہو تم ہی حجتہ ہو تم ہی ناقہ ہو تم ہی دابہ ہو تم ہی روح القدس اور تم ہی یحییٰ بن ذکریا ہو اور عیسیٰ علیہ السلام یہ بھی فرما گئے ہیں کہ اب نماز صرف چار رکعتیں ہیں دو رکعت قبل از فجر اور دو رکعت قبل از غروب اور اذان اس طرح دی جائے گی اللہ اکبر چار مرتبہ پھر دو مرتبہ اشھدان لا الہ الا للہ پھر ایک مرتبہ یہ کلمات کہیں اشھدان آدم رسول للہ۔اشھدان

لوطا رسول للّٰہ ۔اشھدان ابراہیم رسول للّٰہ ۔اشھدان موسیٰ رسول للّٰہ ۔ اشھدان عیسیٰ رسول للّٰہ ۔اشھدان محمد رسول رسول اللّٰہ ۔اشھدان احمد بن محمد بن حنفیہ رسول اللّٰہ ۔روزے صرف دو فرض ہیں ایک مہرجان کا اور دوسرا نوروز کا۔ شراب حلال کردی اور غسل جنابت کو برطرف کردیا گیا۔ تمام درندوں اور پنجے والے جانور حلال کردیے اور قبلہ بجائے کعبہ کے بیت المقدس قرار دیا۔

نماز پڑھنے کا نیا طریقہ

جس طرح ہمارے یہاں قادیان کے جھوٹے نبی نے قرآن کی آیات اور اس کے بعض حصوں کا سرقہ کرکے اپنا کلام وحی بنالیا ہے (دیکھیے کتاب "حقیقتہ الوحی" مولفہ مرزا قادیانی) اسی طرح حمدان نے بھی آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے الفاظ میں قطع برید کر کے ایک سورت تیار کی تھی اور حکم دیا تھا کہ تکبیر تحریمہ کے بعد وہ عبارت پڑھیں جو اس کے زعم میں احمد بن محمد بن حنفیہؒ پر نازل ہوئی تھیں بعد میں وہ سورت جو اس نے تیار کی تھی (طوالت کے خوف سے ہم نے اس سورت کو نقل نہیں کیا ہے) پھر رکوع میں یہ تسبیح پڑھیں "سبحان ربی رب العزۃ و تعالیٰ عم الصفون پھر سجدے میں جا کر کہیں اللہ اعلیٰ اللہ اعظم

اس کے مذہب کا ایک اصول یہ تھا کہ جو شخص قرملی مذہب کا مخالف ہو اس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر مقابلے پر نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے۔

اسلام پر ابتدائی صدیوں میں جو جو آفتیں نازل ہوئیں اور جن جن فتنوں کا سامنا کرنا پڑا اس میں یہ ایک فتنہ قرامطہ کا بھی تھا۔ ابوسعید جنابی۔ ابوطاہر قرملی یحییٰ بن زکریا اور علی بن فضل یمنی جنھوں نے عرصہ دراز تک عالم اسلام کے خلاف ہلچل مچائے رکھی اور لاکھوں مسلمان بے گناہوں کا خون بہایا اس مذہب قرمطہ کے چیلے چانٹے اور ماننے والے تھے۔ ان لعنیوں کی قوت یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ خلفائے بنی عباس تک ان بھیڑیوں کا نام سن کر کانپ جاتے تھے۔ آخر میں تو یہ مصر کے سلاطین بنی عبید کی گرفت سے بھی آزاد

ہو گئے تھے۔ اور خراسان سے لے کر شام تک ہر شہر کے باشندے ان کے ظلم و ستم سے چیخ اٹھے تھے۔ یہ لوگ اس قدر باطن ملحد اور زندیق تھے کہ کعبہ شریف کو ڈھانے پر بھی آمادہ ہو گئے تھے اور ابوطاہر قرملی حجراسود کو اکھاڑ کر اپنے شہر عمان لے گیا تھا۔ تاریخ کی کتابوں میں بڑی تفصیل سے ان واقعات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حمدان کی گرفتاری' ایک کنیز کے ذریعہ فرار' لوگ اس فرار کو حمدان کا معجزہ سمجھے

جب ہیثم حاکم کوفہ کو معلوم ہوا کہ حمدان نے دین اسلام کے مقابلے میں ایک نیا دین جاری کیا ہے اور شریعت محمدیہ میں ترمیم و تنسیخ کر رہا ہے تو اس نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس خیال سے کہ کوئی حیلہ کر کے یہ بھاگ نہ جائے قید خانے کے بجائے اپنے ہی پاس قصرامارت کی ایک کوٹھری میں بند کر کے قفل کر دیا اور کنجی قفل کی اپنے تکیے کے نیچے رکھ دی اور قسم کھائی کہ اس کو قتل کیے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔

ہیثم کے گھر کی ایک کنیز بڑی رحمدل تھی جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ شخص قتل کیا جانے والا ہے تو اس کا دل بھر آیا اور رقت طاری ہو گئی جب ہیثم سو گیا تو اس کنیز نے کنجی اس کے تکیے کے نیچے سے نکالی اور حمدان کو آزاد کر کے پھر اسی جگہ رکھ دی صبح جب ہیثم نے اس غرض سے دروازہ کھولا کہ حمدان کو موت کی نیند سلا دیا جائے تو یہ دیکھ کر وہ بڑا حیران ہوا کہ حمدان غائب ہے۔

جب یہ خبر کوفہ میں مشہور ہوئی تو خوش عقیدہ لوگ فتنہ میں پڑ گئے اور یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ خدائے قدوس نے حمدان کو آسمانوں پر اٹھا لیا۔ اس کے بعد لوگوں میں حمدان آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ آپ حاکم کوفہ کے مقفل قید خانے سے کس طرح نکلے۔ حمدان بڑے ناز و غرور سے کہنے لگا کہ کوئی میری ایذارسانی میں کامیاب نہیں ہو سکتا یہ سن کر لوگوں کی عقیدت اور بڑھ گئی۔

حمدان کس طرح مرا۔ تاریخ اس باب میں خاموش ہے

حمدانکو اب ہروقت یہ خطرہ رہتا تھا کہ دوبارہ نہ گرفتار کر لیا جائے اس لئے ملک شام کی طرف بھاگ گیا۔ کہتے ہیں کہ اس نے علی بن محمد خارجی کے پاس جاکر کہا تھا کہ میں ایک مذہب کا بانی اور نہایت صاحب الرائے ہوں ایک لاکھ سپاہی اپنے لشکر میں رکھتا ہوں آؤ ہم اور تم مناظرہ کر کے کسی ایک مذہب پر متفق ہو جائیں تاکہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کے مددگار بن سکیں۔ علی خارجی نے اس رائے کو پسند کیا اور بہت دیر تک مذہبی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی لیکن آپس میں متفق نہ ہو سکے۔ اس کے بعد حمدان واپس آکر گوشہ نشین ہو گیا آگے کا حال کچھ معلوم نہ ہو سکا تاہم اس کے چیلوں نے عالم اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہزاروں بے گناہ مسلمانوں کو عین حج کے زمانے میں خانہ کعبہ کے اندر قتل کیا۔ حجراسود اکھاڑ کر لے گئے اور دس برس تک لوگ ان کے خوف سے حج ادا نہ کر سکے۔

(۱۴)

”علی بن فضل یمنی“

یمن کے علاقے صنعا کے مضافات سے ایک شخص علی بن فضل جو ابتداء میں اسماعیلی فرقے سے تھا اس دعوے کے ساتھ ظاہر ہوا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ بہت عرصے تک اپنی جھوٹی نبوت کی دعوت دینے کے بعد بھی جب کسی نے اس کی تصدیق نہیں کی تو اس نے سوچا کہ کسی حیلے یا شعبدے کے ذریعے لوگوں کو اپنا عقیدت مند بنانا چاہیے چنانچہ بہت غور و فکر کے بعد اس نے ایک سفوف تیار کیا اور ایک مرتبہ رات کو ایک بلند مقام پر چڑھ گیا اور نیچے کوئلے جمع کر کے دہکا دیے اوپر سے اس نے اپنا بنایا ہوا کیمیائی سفوف ڈال دیا۔

علی کا شعبدہ

اچانک آگ سے ایک سرخ رنگ کا دھواں اٹھنے لگا جو دیکھتے ہی دیکھتے آس پاس کی ساری فضا پر چھا گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ ساری فضا آگ سے بھری ہوئی ہے پھر اس نے کوئی ایسا عمل کیا یا منتر پڑھا کہ دھویں میں بے شمار ناری مخلوق دکھائی دینے لگی۔ یہ مخلوق گھوڑوں پر سوار تھی اور ان کے ہاتھوں میں آگ کے نیزے تھے اور یوں لگ رہا تھا جیسے یہ آپس میں جنگ کر رہے ہیں۔ یہ وحشتناک منظر دیکھ کر لوگ خوفزدہ ہو گئے اور ان پر یہ وہم سوار ہو گیا کہ انہوں نے ایک اللہ کے نبی کی دعوت کو ٹھکرا دیا تھا اس لئے خدا کی طرف سے نزولِ عذاب کا منظر دکھا کر ہمیں ڈرایا گیا ہے۔ اس خیال کے تحت ہزار ہا حماقت شعار تہی دستانِ قسمت نے اپنی متاعِ ایمان اس شعبدہ باز جھوٹے نبی کے سپرد کر دی۔ علماء امت نے بہت سمجھایا کہ اس شعبدہ باز کی باتوں میں نہ آؤ یہ کوئی نبی وبی نہیں ہے بلکہ ایک ملحد اور زندیق ہے جو تمہاری دولت ایمان پر ڈاکہ مار رہا ہے مگر ان پر اس عیار کا جادو چل چکا تھا۔ بجز تھوڑے سے لوگوں کے جن کو اللہ پاک نے ہر قول و عمل کو پرکھنے کے

لئے شریعت مطہرہ کی کسوٹی اور دین کی سمجھ عطا فرمائی ہے کوئی شخص راہ راست پر نہ آیا۔

علی بن فضل کی جب مجلس جمتی تھی تو ایک عقیدت مند پکار کر کہتا تھا کہ اشہدان علی بن فضل رسول اللہ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ دعویٰ نبوت کے ساتھ اسے کسی حد تک خدائی کا بھی دعویٰ تھا چنانچہ جب اپنے کسی اندھے عقیدت مند کے نام کوئی تحریر بھیجتا تو یوں لکھتا

من باسط الارض وداحیها وقزلزل الجبال وقرسها
علی ابن الفضل الی عهده فلان ابن فلان

ترجمہ : یہ تحریر زمین کے پھیلانے اور ہانکنے والے اور پہاڑوں کے ہلانے اور ٹھہرانے والے علی من فضل کی جانب سے اس کے بندے فلاں بن فلاں کے نام ہے۔

اس نے بھی اپنے مذہب میں تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا تھا حتیٰ کہ شراب اور سگی بیٹیوں سے عقد نکاح بھی جائز قرار دے دیا گیا تھا۔ جب نوبت یہاں تک پہنچی تو بعض شرفائے بغداد غیرت ملی اور ناموس اسلامی سے مجبور ہو کر اس کی ہلاکت کے درپے ہوئے اور ۳۰۳ھ میں اس کو زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا۔

علی بن فضل کا فتنہ ارتداد انیس سال تک جاری رہا لیکن تعجب ہے کہ صنعا کے حکام نے انیس سال تک اس سے کیوں تعرض نہیں کیا اور لوگوں کی متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی اس کو کیوں کھلی چھوٹ دی گئی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب تو انگریزوں کی عملداری میں تھا بلکہ ان کی حمایت میں تھا اس لئے اس کو اپنی جھوٹی رسالت کی تشہیر و تبلیغ میں کوئی رکاوٹ پیش نہیں آئی۔ لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ کوئی شخص اسلامی مملکت میں رہ کر شریعت مطہرہ میں رخنہ اندازیاں کرتے رہے اور اپنی خود ساختہ نبوت کی دعوت دیتا رہے اور خدا کی مخلوق کو اس کے شر سے نہ بچایا جائے علی بن فضل نے جیسے ہی نبوت کا دعویٰ کیا تھا صنعا کے حکام کا فرض تھا کہ فوراً اس کا نوٹس لیتے اور اس کی رگ جاں کاٹ دیتے۔

(۱۵)

"حامیم بن من للہ"

اس شخص نے ۳۲۴ھ میں سرزمین ریف واقع ملک مغرب میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی فریب کاریوں کا جال پھیلا کر ہزاروں بھولے بھالے بربری عوام کو اپنا معتقد بنالیا۔

حامیم کی نئ شریعت

شریعت محمدیہ مطہرہ کے مقابلے میں اس مرتد نے اپنی ایک خانہ ساز شریعت گھڑی تھی اس کی خاص خاص باتیں یہ تھیں۔

(۱) صرف دو نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ایک طلوع آفتاب کے وقت اور دوسری غروب کے وقت۔

(۲)' رمضان کے روزوں کی جگہ۔ رمضان کے آخری عشرہ کے تین شوال کے دو اور ہر بدھ اور جمعرات کو دوپہر بارہ بجے تک کا روزہ متعین تھا۔

(۳) حج کو ساقط کردیا۔

(۴) زکوۃ کو ختم کردیا۔

(۵) نماز سے پہلے وضو کی شرط کو ختم کردیا۔

(۶) خنزیر کو حلال کردیا۔

(۷) تمام حلال جانوروں کے سر اور انڈے کھانا حرام قرار پائے چنانچہ اس علاقے کے بربر قبائل آج تک انڈے کھانا حرام سمجھتے ہیں۔

(۸) ایک کتاب بھی لکھی جسے کلام الٰہی کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ اس کتاب کے جو الفاظ نماز میں پڑھے جاتے تھے اس کا نمونہ بھی ملاحظہ ہو۔

"اے وہ جو آنکھوں سے مستور ہے مجھے گناہوں سے پاک کر

دے۔ اے وہ جس نے موسیٰ کو دریا سے صحیح و سلامت پار کر دیا
میں حامیم پر اور اس کے باپ ابو خلف من اللہ پر ایمان لایا ہوں۔
میرا سر، میری عقل، میرا سینہ، میرا خون اور میرا گوشت پوست سب
ایمان لائے ہیں میں حامیم کی پھوپھی تالیعت پر بھی ایمان لایا ہوں (
یہ عورت کاہنہ اور ساحرہ تھی اور اپنے آپ کو نبی بھی کہتی تھی)۔
حامیم کے پیرو امساک باراں کے وقت اور ایام قحط میں حامیم کی
پھوپھی اور اس کی بہن کے توسل سے دعا مانگتے تھے۔"

حامیم ۳۱۹ھ میں تجیر کے مقام پر ایک جنگ میں مارا گیا لیکن جو مذہب اور عقیدہ اس نے رائج کیا وہ ایک عرصے تک مخلوق خدا کی گمراہی کا سبب بنتا رہا۔ الحمدللہ آج اس کے ماننے والوں کا نام و نشان بھی نہیں ملتا۔

○ ○○

(۱۶)

"عبدالعزیز باسندی"

اس شخص نے ۳۴۲ھ کے زمانے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک پہاڑی مقام کو اپنا مستقر بنایا۔ یہ شخص انتہائی مکار اور شعبدہ باز تھا۔ پانی کے حوض میں ہاتھ ڈال کر جب باہر نکالتا تو اسکی مٹھی سرخ اشرفیوں سے بھری ہوئی ہوتی تھی۔

اس قسم کی شعبدہ بازیوں اور نظر بندیوں نے ہزاروں لوگوں کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا لوگ پروانہ وار اس کی طرف دوڑے اور اس کی خاک پا کو سرمہ چشم سمجھنے لگے۔ علمائے امت نے اپنے وعظ و نصیحت سے سینکڑوں لوگوں کو ارتداد کے بھنور سے نکالا لیکن جو ازلی شقی تھے وہ قبول ہدایت کے بجائے الٹا علماء حق کو اس طرح گالیاں دینے لگے جس طرح اب ہمارے زمانے میں مرزا قادیانی کذاب کے علماء سو علمائے شریعت محمدیہ کو گالیاں دیتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں حضرت مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نفس پرست دنیا دار علماء کو "شر تحت ادیم السماء (زیر آسمان سب سے بدترین مخلوق) قرار دیا ہے جو قادیانی مولویوں کی طرح دنیا کی خاطر لوگوں کے دین و ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

موجودہ زمانے کی ایک مثال

قادیانی علماء سونے ڈسٹرکٹ جج بھاولپور کی عدالت میں (جہاں ایک مسلمان عورت نے اس بناء پر تنسیخ نکاح کا دعویٰ کیا تھا کہ اس کا شوہر قادیانی ہو کر کافر ہو گیا ہے) بھی حسب عادت ان مسلمان علماء کے حق کی شان میں گستاخیاں کیں جنھوں نے ان کے جھوٹے نبی غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کی شہادت دی تھی اور ان کو حدیث "زیر آسمان بدترین مخلوق" کے مصداق ٹھہرایا تھا۔ اس کے متعلق ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ مقدمہ میں کیا خوب حق گوئی کا ثبوت دیا ہے۔ انہوں نے لکھا

"گواہان مدعیہ (یعنی علمائے اہل سنت والجماعت) پر مدعاعلیہ
یعنی مرزائی مولویوں کی طرف سے کنایتہ اور بھی کئی ذاتی حملے کیے
گئے ہیں مثلاً انہیں علمائے سو کہااور یہ بھی کہاکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسے مولویوں کو جو ذریتہ البغایا میں مخاطب ہیں
بندر اور سور کالقب دیا ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ وہ
آسمان کے نیچے سب سے بدتر مخلوق ہیں۔ لیکن مقدمہ کی تفصیل
پڑھ کر ہر عقلمند آدمی اندازہ لگا سکتا ہے کہ طرفین کے علما میں سے
اس حدیث کامصداق کون ہے"

عبدالعزیز باسندی کی دعوت نبوت اس بلند آہنگی اور زور و شر سے اٹھی کہ ہزاروں لوگوں نے اپنی قسمت اس سے وابستہ کردی۔ اب باسندی نے ان اہل حق کے خلاف ظلم و ستم کا بازار گرم کیا جو اس کی نبوت کے انکاری تھے۔ ہزاروں مسلمان اس جرم میں اس کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

باسندی کی ہلاکت

جب لوگ اس کے ظلم و ستم سے تنگ آ گئے تو حکومت کو بھی اس کی تحریک سے خطرہ محسوس ہوا چنانچہ وہاں کے حاکم ابوعلی بن محمد بن مظفر نے باسندی کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ باسندی ایک بلند پہاڑ پر جاکر قلعہ بند ہو گیا لشکر اسلام نے اس کے گرد محاصرہ ڈال دیا اور کچھ مدت کے بعد جب کھانے پینے کی چیزیں ختم ہونے لگیں تو باسندی کے فوجیوں کی حالت دن بدن خراب ہونے لگی اور جسمانی طاقت بھی جواب دے بیٹھی یہ صورت حال دیکھ کر لشکر اسلام نے پہاڑ پر چڑھ کر ایک زبردست حملہ کیا اور مار مار کر دشمن کا حلیہ بگاڑ دیا۔ باسندی کے اکثر فوجی مارے گئے اور خود باسندی بھی جہنم واصل ہوا۔

باسندی کا سر کاٹ کر ابوعلی کے پاس بھیجا گیا۔ باسندی کہا کرتا تھا کہ مرنے کے بعد

میں دنیا میں لوٹ کر آؤں گا۔ ایک مدت تک اس کے خوش عقیدہ جاہل لوگ قادیانیوں کی طرح اسلام کی صراط مستقیم سے ہٹ کر گمراہی اور ضلالت کے میدانوں میں سرگرداں پھرتے رہے پھر آہستہ آہستہ اسلام کی طرف لوٹ آئے اور یہ فرقہ صفحہ وجود سے بالکل نابود ہو گیا۔

○ ○○

(۱۷)

"ابو طیب احمد بن حسنین متبنی"

۳۰۳ھ میں کوفہ کے محلہ کندہ میں پیدا ہوا۔ آغاز شباب میں وطن مالوف کو الوداع کہہ کر شام چلا آیا اور فنون ادب میں مشغول رہ کر درجہ کمال کو پہنچا اسے لغات عرب پر غیر معمولی عبور تھا۔ جب کبھی اس سے لغات کے متعلق کوئی سوال کیا جاتا تو نظم و نثر میں کلام عرب کی بھرمار کر دیتا۔

ابو طیب متنی شعرو سخن کا امام تھا اس کا دیوان جو دیوان متبنی کے نام سے مشہور ہے ہندو پاکستان کے نصاب عربیہ میں داخل ہے۔

ابو طیب عربی کا بدل شاعر اور ادب و انشاء میں فرد مزید تھا چنانچہ اسی فصاحت و بلاغت نے اس کو دعوئی نبوت پر اکسایا تھا۔

ابو طیب کے دعوئی نبوت کے بارے میں ایک شخص ابو عبداللہ لاذوقی جو بعد میں اس کی نبوت پر ایمان لے آیا تھا ابتداء میں ایک مکالمہ ہوا جس کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں ابو عبداللہ کا بیان ہے کہ ابو طیب ۳۰۲ ھ میں اپنے آغاز شباب میں لاذقیہ آیا جب مجھے اس کی فصاحت و بلاغت کا علم ہوا تو میں ازراہ قدر شناسی اس کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا۔ جب راہ و رسم بڑھی تو ایک دن میں نے اس سے کہا کہ تم ایک ہونہار نوجوان ہو اگر کسی ملک کی وزارت تمہیں مل جائے تو اس منصب کی عزت پر چار چاند لگ جائیں۔

ابو طیب : جی وزارت کی کیا حقیقت ہے میں تو نبی مرسل ہوں۔

عبداللہ (: دل میں یہ سوچ کر کہ شاید یہ مذاق کر رہا ہے) آج سے پہلے میں نے تمہاری زبان سے ایسی ہنسی مذاق کی بات نہیں سنی۔

ابو طیب : مذاق نہیں واقعی میں نبی مرسل ہوں۔

عبداللہ : تم کس طرف بھیجے گئے ہو۔

ابو طیب : اس گمراہ امت کی طرف۔

عبداللہ : تمہارا لائحہ عمل کیا ہوگا۔

ابوطیب : جس طرح اس وقت ساری زمین ظلم و عدوان سے بھری ہوئی ہے اسی طرح اس کو عدل و انصاف سے بھر دوں گا۔

عبداللہ : حصول مقصد کی نوعیت کیا ہو گی۔

ابوطیب : اطاعت شعاروں کو انعام و اکرام سے نوازوں گا اور سرکشوں 'نافرمانوں کی گردنیں اڑا دوں گا۔

عبداللہ : تم کہتے ہو تم اس امت کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہو تو کیا تم پر کوئی وحی بھی نازل ہوئی ہے۔

ابوطیب : بے شک 'سنو (پھر اس نے کچھ اپنا کلام سنایا)

عبداللہ : یہ کلام کتنا نازل ہو چکا ہے۔

ابوطیب : ایک سو چودہ عبرے اور ایک عبرہ قران کی بڑی آیت کے برابر ہے۔

ابوطیب : میں فاسقوں اور سرکشوں کا رزق بند کرنے کے لئے نزول بارش کو روک سکتا ہوں۔

عبداللہ : اگر تم مجھے یہ کرشمہ دکھا دو تو میں تم پر ایمان لے آؤں گا۔

ابوطیب : ٹھیک ہے میں تمہیں جب بلاؤں آ جانا۔

عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بہت سخت بارش ہو رہی تھی کہ اس کا غلام مجھے بلانے آیا میں اس کے ساتھ چلا۔ بارش زوروں پر تھی اور میرے کپڑے تر بتر ہو گئے اور پانی میرے گھوڑے کے گھٹنوں تک چڑھ آیا تھا لیکن ابوطیب کے پاس پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ ابوطیب ایک ٹیلے پر کھڑا ہے اور اس کے چاروں طرف سو سو گز تک بارش کا نشان بھی نہیں ہے زمین سوکھی پڑی ہے اور چاروں طرف موسلادھار بارش ہو رہی ہے۔ میں نے یہ کرشمہ دیکھ کر اس کو سلام کیا اور کہا ہاتھ بڑھائیے واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں پھر میں نے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے اقرار نبوت کی بیعت کی۔

اس کے علاوہ بعض نوادر اور شعبدے اور بھی تھے جن کی وجہ سے ابوطیب کو

شہرت ملی۔ بیوقوفوں کی کسی زمانے میں کمی نہیں ہوتی۔

ابو طیبب کی دعویٰ نبوت سے توبہ

نبوت کے جھوٹے دعویدار ایسے بہت کم گذرے ہیں جنہیں مرنے سے پہلے اپنے فعل پر ندامت ہو کر توبہ کی توفیق نصیب ہوئی۔ ابو طبیب بھی ان نیک بخت لوگوں میں سے تھا جس کو حق تعالیٰ نے اپنے مکر و فریب پر نادم ہو کر تائب ہونے کی سعادت بخشی۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ جب اس نے ملک شام میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک کثیر تعداد میں لوگ اس کا کلمہ پڑھنے لگے تو اس کے معتقدین کی کثرت دیکھ کر حمص کے حاکم امیر لولو کو اس کی طرف سے خدشہ پیدا ہوا اور نہایت خاموشی اور رازداری سے ابو طیبب کے سر پر جا پہنچا اور اس کو گرفتار کر قید خانے میں ڈال دیا۔ اس کے معتقدین کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوئی اور ابو طبیب ایک طویل عرصے تک قید و بند کی تکلیفیں برداشت کرتا رہا اور وہیں اس نے ایک درد بھر قصیدہ لکھا جس میں اپنی تکالیف اور مصیبتوں کا ذکر کیا تھا۔

اس قصیدے کو پڑھ کر امیر کو رحم آیا اور وہ ابو طبیب سے کہنے لگا اگر تو اپنی جھوٹی نبوت سے توبہ کرلے تو میں تجھے آزاد کر دوں گا۔ ابو طبیب نادم ہوا اور اپنی نبوت کے دعوے سے توبہ کی اور ایک دستاویز لکھ کر امیر کے سپرد کی اس دستاویز میں لکھا تھا:

> "میں اپنی نبوت کے دعوے میں جھوٹا تھا۔ نبوت خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہو گئی۔ اب میں توبہ کر کے از سر نو اسلام کی طرف رجوع کرتا ہوں"

اس دستاویز پر بڑے بڑے سربر آوردہ لوگوں کی شہادتیں مہر کی گئیں اور ابو طیبب کو قید سے آزاد کر دیا گیا۔

ابو طبیب نے تائب ہونے کے بعد اقرار کیا کہ وحی کا ایک لفظ بھی مجھ پر کبھی نازل نہیں ہوا اور اپنے بنائے ہوئے قرآن کو خود ہی تلف کر دیا۔

(۱۸)

"ابو القاسم احمد بن قسی"

ابتداء میں یہ شخص جمہور مسلمین کے مذہب و مسلک پر کاربند تھا لیکن بعد میں اغوائے شیطان سے مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح قرآنی آیات کی عجیب عجیب تاویلات بیان کرنا شروع کر دیں اور ملحدوں کی طرح نصوص پر اپنی نفسانی اور شیطانی خواہشات کا روغن قاز ملنے لگا پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ اپنی نبوت کا دعویٰ بھی کر دیا۔

اس کو بھی ہزاروں بے وقوف متابعت اور عقیدت مندی کے لئے مل گئے۔ شاہ مراکش علی بن یوسف بن تاشفین کو جب معلوم ہوا کہ ایک شخص احمد بن قسی نام کا نبوت کا دعویدار ہے تو اس نے اس کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ میں نے سنا ہے تم نبوت کے دعویدار ہو؟ اس نے صاف لفظوں میں اپنی نبوت کا اقرار نہیں کیا بلکہ مختلف قسم کی باتیں بنا کر اور حیلے گڑھ کر بادشاہ کو مطمئن کر کے چلا آیا۔

واپس آنے کے بعد اس نے شیلہ کے ایک گاؤں میں ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس میں بیٹھ کر اپنے مسلک اور مذہب کا پرچار کرنے لگا۔ جب اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھ گئی تو اس نے شلب کے مقامات احیلہ اور مزیلہ پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا۔ لیکن تھوڑی ہی دن کے بعد خود اس کا ایک فوجی سردار محمد بن وزیر نامی اس سے برگشتہ ہو کر اس کا مخالف ہو گیا اس کو دیکھ کر دوسرے معتقدین بھی اس سے الگ ہو گئے اور اس کو ہلاک کرنے کی تدبیریں سوچنے لگے۔

انہیں ایام میں مراکش کی حکومت شاہ یوسف بن تاشفین کے ہاتھ سے نکل کر عبدالمومن کے عنان اختیار میں آ گئی۔ یہ شخص بھاگ کر عبدالمومن کے پاس پہنچا۔ عبدالمومن نے اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے تم نبوت کے مدعی ہو کہنے لگا جس طرح صبح صادق بھی ہوتی ہے اور کاذب بھی اسی طرح نبوت بھی دو طرح کی یعنی صادق اور کاذب۔ میں نبی ہوں مگر کاذب ہوں۔

ذہبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالمومن نے اس کو قید کر دیا۔ اس کے سوا اس کا مزید حال تاریخ میں نہیں ملتا۔ اس کی موت ۵۵۰ھ اور ۵۶۰ھ کے درمیان کسی وقت ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کی خانہ ساز نبوت بھی دم توڑ گئی۔

○○○

(۱۹)

"عبدالحق بن سبعین مرسی"

اس کا پورا نام قطب الدین ابو محمد عبدالحق بن ابراہیم بن محمد بن نصر بن محمد بن سبعین تھا۔ مراکش کے شہر مرسیہ میں اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کے پیرو سبعینیہ کہلاتے ہیں۔

صاحب علم آدمی تھا اور اس کا کلام بھی اکابر صوفیہ کے کلام کی طرح بڑا غامض اور دقیق تھا جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ امام شمس الدین ذہبیؒ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ عالم اسلام کے مایہ ناز عالم قاضی القضاۃ تقی الدین ابن دقیق چاشت کے وقت سے لے کر ظہر تک اس کے پاس بیٹھے رہے اور اس اثناء میں وہ گفتگو کرتا رہا۔ علامہ تقی الدین اس کے کلام کے الفاظ کو سمجھتے تھے مگر مرکبات ان کے مبلغ فہم سے بالاتر تھے۔

عبدالحق کے عقائد

عبدالحق ایک کلمہ کفر کی وجہ سے مغرب سے نکالا گیا۔ اس لکھا تھا کہ امر نبوت میں بڑی وسعت اور گنجائش تھی لیکن ابن آمنہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے لانبی بعدی" (میرے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا جائے گا) کہہ کر اس میں بڑی تنگی کر دی۔

امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ یہ شخص اسی ایک کلمہ کی بناء پر ملت اسلام سے خارج ہو گیا تھا حالانکہ رب العالمین کی ذات برتر کے متعلق اس کے جو خیالات تھے وہ کفر میں اس سے بھی بڑھے ہوئے تھے۔

عبدالحق کے اعمال

یہ تو عقائد کا حال تھا۔ اعمال کے متعلق علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک صالح آدمی نے جو عبدالحق کے مریدون کی مجلس میں رہ چکا تھا بیان کیا کہ یہ لوگ نماز اور

دوسرے مذہبی فرائض کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔

شیخ صفی الدین ہندی کا بیان ہے کہ ۶۴۶ھ میں میری اس سے مکہ معظمہ میں ملاقات ہوئی تھی۔ ۶۶۸ھ میں اس نے فصد کھلوائی خون بند نہ ہو سکا اسی میں مر گیا۔

کہتے ہیں کہ یہ شخص کیمیا اور سیمیا بھی جانتا تھا۔

○ ○○

(۲۰)

"بایزید روشن جالندھری"

پورا نام بایزید ابن عبداللہ انصاری ۹۳۱ھ بمقام جالندھر (پنجاب) میں پیدا ہوا۔ بڑا عالم اور صاحب تصنیف تھا۔ حقائق و معارف بیان کرنے میں ید طولی رکھتا تھا اور لوگوں کے دل پر اسکی علمیت اور کملات کا سکہ جما ہوا تھا۔ اس کے دعویٰ نبوت سے پہلے ہمایوں بادشاہ کے خلف مرزا محمد کلیم صوبہ دار کابل نے اپنے دربار میں علماء سے اس کا مناظرہ کرایا تھا۔ علمائے کابل جو علوم عقیلہ سے بالکل تہی دست تھے روایتوں کے اسلحہ سے مسلح ہو کر مقابلے پر آئے مگر بایزید کے سامنے ان کو کامیابی نہ ہو سکی اور صوبہ دار بایزید کی علمیت اور زور کلام سے اتنا مرعوب ہوا کہ خود ہی اس کا معتقد ہو گیا۔

اہل للہ کی صحبت سے محرومی کا نتیجہ

ابتداء میں یہ شخص ہر وقت یاد الٰہی میں مشغول رہتا اور تقویٰ پرہیزگاری کی زندگی گزارتا تھا۔ اس وقت اس کے رشتہ داروں میں ایک شخص خواجہ اسمٰعیل نامی اہل اللہ میں سے تھا اور صاحب ارشاد بھی تھا۔ بایزید نے بھی اس کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا چاہا مگر اس کا باپ عبداللہ مانع ہوا اور کہنے لگا کہ میرے لئے یہ بات بڑی بے عزتی کی ہے کہ تم اپنے ہی عزیزوں میں سے ایک غیر مشہور آدمی کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ بہتر یہ ہے کہ ملتان جاؤ اور شیخ بہاؤالدین ذکریاؒ کی اولاد میں سے کسی کو اپنا شیخ بناؤ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بایزید کسی شیخ سے بھی مرید نہیں ہوا اور اہل للہ کی صحبت اس کو نصیب نہ ہو سکی انجام کار شیطان کے اغواء کا شکار ہو گیا۔ تمام مشائخ اس پر متفق ہیں کہ جیسے ہی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت اور تقویٰ و پرہیزگاری کا راستہ اختیار کرتا ہے ابلیس کی طرف سے اس کو اس راستے سے ہٹانے کوششیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ابلیس کے ہزاروں مکروفریب ہیں وہ عالموں، زاہدوں اور عابدوں کو ان کے من بھاتے طریقے سے گمراہ کرتا

ہے۔ مختلف نوری شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے اور طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر اور مدارج علیا کے مژردے سنا کر ان کو راہ حق سے پھیرنے کی کوششیں کرتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر کسی مسیحا نفس مرشد اور اہل اللہ کا سایہ سر پر ہو تب تو یہ عابد محفوظ رہتا ہے۔ ورنہ اس بری طرح شیطان اس کے دل و دماغ کو گمراہ کرتا ہے کہ وہ اسفل السافلین میں جا گرتا ہے۔

یا پھر دوسرا طریقہ محفوظ رہنے کا یہ ہے کہ اگر کسی شیخ اہل اللہ کی صحبت نصیب نہ ہو تو اپنے ہر عمل کو الہام کو مکاشفات کو شریعت کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لیں مشکل یہ ہے کہ عابد و زاہد اکثر نوری شکلیں دیکھ کر اور طرح طرح کی دل آویز صدائیں سن کر اپنے اوسان خطا کر دیتے ہیں اور کتاب و سنت اور مسلک سلف صالح سب کو پس پشت ڈال کر شیاطین کے آگے کٹ پتلی کی طرح ناچنے لگتے ہیں۔

بایزید بھی اسی طرح گمراہ ہوا

بایزید کا بھی یہی حال ہوا۔ شیطان کا اس پر پورا قابو چل گیا اور اپنی ریاضت و عبادت کے انوار و ثمرات سے بہک کر اپنے آپ کو عرش بریں پر خیال کرنے لگا اور یہ خیال یہاں تک بڑھا کہ اپنے آپ کو نبی کہنے لگا اور لوگوں سے کہتا تھا کہ جبریل امین میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لاتے ہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوتا ہوں۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھے غیب سے ندا آئی ہے کہ سب لوگ آج سے تمہیں روشن پیر کہا کریں گے چنانچہ اس کے ماننے والے اس کو ہمیشہ اسی لقب سے یاد کرتے ہیں۔ لیکن عام مسلمین میں وہ تاریک پیر اور پیر ظلالت کے نام سے مشہور تھا۔

اس نے ایک کتاب بنام "خیر البیان" چار زبانوں عربی، فارسی، ہندی اور پشتو میں لکھی اور اس کو کلام الٰہی کہہ کر لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ میں نے اس میں وہی کچھ لکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کیا ہے۔

بایزید جب کالنجر سے کانی گرم آیا تو یہاں اس نے اپنے عقیدہ تناسخ کی اشاعت شروع کر دی۔ بایزید کا باپ عبداللہ جو ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا بیٹے کی اس گمراہی

پر بہت غضبناک ہوا اور غیرت دینی سے مجبور ہو کر بایزید پر چھری لے کر پل پڑا۔ بایزید بری طرح مجروح ہوا اور کانی کرم چھوڑ کر افغانستان کے علاقے ننگرہار چلا آیا اور قبیلہ مہند میں سلطان احمد کے مکان میں رہنے لگا۔

جب وہاں کے علماء کو بایزید کی گمراہی اور بدمذہبی کا حال معلوم ہوا تو سب اس کی مخالفت پر متفق ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو بایزید کے عقائد سے آگاہ کرنے لگے اس لئے لوگ اب اس سے دور بھاگنے لگے۔ جب وہاں اس کا جادو نہ چل سکا تو یہ پشاور جا کر غوریا خیل پٹھانوں میں رہنے لگا۔ یہاں چونکہ کوئی عالم دین اس کی مزاحمت کرنے والا نہیں تھا اس لئے اسے خاطر خواہ کامیابی ہوئی یہاں تک کہ اس علاقے میں بلا شرکت غیرے اپنی پیشوائی اور شیخت کا سکہ چلانے لگا اور قریب قریب ساری قوم خیل اس کی اطاعت کرنے لگی۔

بایزید یہاں اپنا تسلط قائم کر کے اب ہشت نگر وارد ہوا۔ یہاں بھی اس کی اطاعت اور عقیدت کا بازار گرم ہو گیا۔

ایک دینی عالم اخوند درویزہ سے بایزید کا مناظرہ ہوا جس میں بایزید مغلوب بھی ہو گیا مگر اس کے مرید ایسے اندھے خوش اعتقاد اور طاقتور تھے کہ اخوند درویزہ کی ساری کوششیں بیکار ہو گئیں۔

جب بایزید کی مذہبی غارتگری کا حال کابل کے گورنر محسن خان نے سنا جو اکبر بادشاہ کی طرف سے کابل کا حاکم تھا تو وہ بہ نفس نفیس ہشت نگر آیا اور بایزید کو گرفتار کر کے لے گیا اور ایک مدت تک اس کو قید میں رکھ کر رہا کر دیا۔ بایزید ہشت نگر آگیا اور اپنے مریدوں کو جمع کر کے آس پاس کے پہاڑوں میں جا کر مورچہ بند ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے آفریدی اور درگزی پٹھانوں کو بھی اپنے مریدی کے رام میں پھانس لیا اور اہل سرحد کے دلوں میں اس کی عقیدت کی گرمی اس طرح دوڑنے لگی جس طرح رگوں میں خون دوڑتا ہے۔

ایک عالم حق سے بایزید کا مکالمہ

جس طرح ابلیس ہندوستان کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کو اپنی جھوٹی نورانی شکلیں دکھلایا کرتا تھا اور مرزا گمراہ ہو کر اس کو اپنا معبود برحق سمجھتا تھا اسی طرح بایزید بھی ابلیس کے شعبدے اور اس کی فریبی نورانی شکل دیکھ کر اس کو (معاذاللہ) خدائے برتر سمجھ بیٹھا تھا۔ چنانچہ اسی یقین کی بدولت کہ میں نے خدا کو دیکھا ہے دوسروں سے یہ سوال کیا کرتا تھا کہ تم لوگ کلمہ شہادت "اشہدان لا الہ الا اللہ" پڑھنے میں جھوٹے ہو۔ کیونکہ جس نے خدا کو نہیں دیکھا پھر وہ کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ اپنے قول میں جھوٹا ہے کیونکہ جو شخص خدا کو نہیں دیکھتا وہ اس کو پہچانتا بھی نہیں۔

ایک سرحدی عالم کے ساتھ بایزید کی بحث ہوئی۔

عالم صاحب: تمہیں کشف القلوب کا دعویٰ ہے بتاؤ اس وقت میرے دل میں کیا ہے۔

بایزید (فی الحقیقت عیاری سے کام لیتے ہوئے) میں تو یقیناً کاشف قلوب اور لوگوں کے خیالات سے آگاہ ہوں لیکن چونکہ تمہارے سینے میں تو دل ہی نہیں ہے اس لئے میں کیا بتا سکتا ہوں۔

عالم صاحب: اس کا فیصلہ بہت آسان ہے۔ یہ قوم کے لوگ سن رہے ہیں۔ تم مجھے قتل کر دو اگر میرے سینے سے دل برآمد ہو جائے تو پھر لوگ میرے قصاص میں تمہیں بھی قتل کر دیں گے۔

بایزید: یہ دل جس کو تم دل سمجھتے ہو یہ تو گائے بکری اور کتے تک میں موجود ہے۔ دل سے مراد گوشت کا ٹکڑا نہیں دل اور ہی چیز ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"قلب المومن اکبر من العرش واوسع من الکرسی"

"مومن کا دل عرش سے زیادہ بڑا اور کرسی سے زیادہ وسیع ہے"

(بایزید کا یہ بیان بالکل لغو ہے دل اسی گوشت کے لوتھڑے کو کہتے ہیں جو صوفیائے کرام کی اصلاح میں لطیفہ قلب کی جگہ ہے اور حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر اس کی اصلاح ہو جائے تو سارے

جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور جب اس میں فساد رونما ہو تو سارا جسم فاسد ہو جاتا ہے اور وہ لوتھڑا دل ہے" حضرات صوفیہ طرح طرح کے مجاہدات اور ذکر و اشغال سے اسی قلب کی اصلاح میں کوشاں رہتے ہیں جب یہ صاف ہو جاتا ہے اور ماسوا کے غبار سے پاک ہو جاتا ہے تو اس پر تجلیات الٰہی کا وارد ہوتا ہے اور یہ معرفت الٰہی کے نور سے جگمگا اٹھتا ہے اور اسی دل کی آنکھوں سے اہل اللہ خدائے بزرگ و برتر کو دیکھتے ہیں اور دوسروں کے حالات اور خیالات سے باخبر ہونے کی صلاحیت بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہے اور بایزید کو چونکہ کشف قلوب کا دعویٰ تھا اس لئے عالم صاحب اس سے اپنے دل کا راز دریافت کرنے میں حق بجانب تھے مگر بایزید نے جیسے کہ جھوٹے دجالوں نبیوں اور شعبدہ بازوں کا طریقہ ہے اس سوال کو باتوں میں اڑا دیا اور مومن کے دل کا عرش سے بڑا ہوتا اور کرسی سے وسیع ہونے کا مقولہ جو بایزید نے حضرت خیرالبشر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا وہ محض جھوٹ ہے یہ قول ہو سکتا ہے کہ کسی صوفی کا ہو مگر حضور علیہ السلام سے ثابت نہیں)

عالم صاحب: اچھا تم یہ بھی دعویٰ کرتے ہو کہ تمہیں کشف قبور ہوتا ہے ہم تمہارے ساتھ قبرستان چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کوئی مردہ تم سے ہم کلام ہوتا ہے یا نہیں بولو منظور ہے۔

بایزید: مردہ تو مجھ سے یقیناً ہم کلام ہوگا مگر مشکل یہ ہے کہ تم کچھ نہیں سن سکو گے اگر تم مردے کی آواز سن سکتے تو میں تمہیں کافر کیوں کہتا۔

اس جواب پر لوگ کہنے لگے کہ پھر ہم کس طرح یقین کریں کہ تم سچے ہو۔ بایزید بولا کہ تم میں سب سے بہتر اور فاضل شخص میرے پاس کچھ عرصے رہے اور میرے طریقے کے مطابق عبادت و ریاضت بجا لائے پھر اس سے تصدیق کر لینا۔

پاکستان کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی نے بھی اسی قسم کی ایک مضحکہ خیز شرط پیش کی تھی کہ جو کوئی میرا معجزہ دیکھنا چاہے وہ قادیان آئے اور نہایت حسن اعتقاد کے ساتھ ایک سال تک رہے اس کے بعد میں معجزہ دکھاؤں گا۔

بایزید مغل بادشاہ اکبر کے مقابلے پر

سرحد کے عقیدت مندوں سے طاقت حاصل کر کے بایزید نے سرحد میں اپنے قدم مظبوطی سے جما لیے یہاں تک کہ اکبر بادشاہ کی اطاعت سے باہر ہو کر علی الاعلان اس کا حریف بن کر مقابلے پر آگیا۔ بایزید اپنی تقریروں میں کہتا کہ مغل بڑے ظالم اور جفا پیشہ ہیں انہوں نے افغانوں پر بڑے ظلم توڑے ہیں۔ اس کے علاوہ اکبر بادشاہ سخت بے دین ہے اس لئے اس کی اطاعت ہر کلمہ گو پر حرام ہے۔ ان تقریروں کا یہ اثر ہوا کہ ہر جگہ مغلیہ سلطنت کے خلاف اشتعال پیدا ہو گیا اور اکثر سرحدی قبائل اکبر بادشاہ سے منحرف ہو گئے۔

جب بایزید کی بغاوت حد سے بڑھ گئی تو اکبر کے کان کھڑے ہوئے اور اس نے ایک لشکر جرار اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مگر مقابلہ ہوتے ہی بایزید کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔ اس فتح سے بایزید کے حوصلے اور بڑھ گئے اور افغانوں کی نظر میں شاہی فوج کی کوئی حقیقت نہ رہی اور ان کے علاقوں میں اکبری حکومت کے خلاف ایسے ایسے مفاسد پیدا ہوئے جو کسی طرح بھی ایک حکومت کے زوال کا باعث ہو سکتے تھے۔

اکبر بادشاہ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا لہٰذا اس نے ایک شاطرانہ چال چلی اور وہ یہ کہ اس نے سب سے پہلے اہل تیراہ کو اندرون خانہ خوب انعام و اکرام اور مال و دولت سے نواز کر ہم نوا بنا لیا۔ اب بظاہر تو اہل تیراہ یزید کا کلمہ پڑھتے تھے مگر بباطن سلطنت مغلیہ کے وفادار تھے۔ جب بایزید کو اہل تیرہ کے اس مکروفریب کا حال معلوم ہوا تو اس نے ان پر حملہ کر کے سینکڑوں کو قتل اور سینکڑوں کو ملک بدر کر کے پورے علاقے پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ اس کے بعد اس نے ننگرہار پر حملہ کر کے اس کو بھی قبضے میں لے لیا اور جن بستیوں نے اس کے حکم سے ذرا بھی سرتابی کی انہیں لوٹ کر برباد کر دیا اس طرح اب سرحد میں کسی کو اس کی اطاعت سے انکار کی جرات نہیں رہی۔ مگر بایزید کے ظلم سے اور لوٹ مار سے لوگوں کے دل میں اس کی عقیدت کم ہونے لگی اور بعض قبائل نے اس سے منحرف بھی

ہونا چاہا مگر چونکہ اس کی قوت اور شان و شوکت سے سب مرعوب تھے اس لئے کوئی مخالفت کامیابی نہ ہو سکی۔

اکبر بادشاہ بایزید کی بڑھتی ہوئی قوت دیکھ کر ہر وقت اس کی سرکوبی کے منصوبے بناتا تھا آخر کار اس نے بڑے اعتماد کے ساتھ ایک فوج گراں اس کے مقابلے کے لئے روانہ کی اور کابل کے صوبہ دار محسن خان کو بھی حکم دیا کہ ایک طرف وہ اس پر حملہ کرے چنانچہ کابل سے محسن خان اور دوسری طرف شاہی افواج نے بایزید کی فوج پر حملہ کر دیا۔ میدان جنگ آتش قتال سے بھڑک اٹھا ہرچند ہر طرف سے قبائلی بایزید کی حمایت میں آ رہے تھے مگر اب بایزید کا ستارہ روبہ زوال ہو چکا تھا وہ دو طرفہ فوجوں کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکا اور شکست کھا کر بھاگا بہت سے اس کے فوجی مارے گئے باقی لشکر نے دشوار گزار پہاڑوں پر چڑھ کر جان بچائی خود بایزید ہشت نگر آ کر از سر نو لشکر کی ترتیب میں مشغول ہوا مگر اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ افغانستان کے سلسلہ کوہ میں بھیتر پور کی پہاڑیوں میں اس کا آخری وقت گزرا اور اسی علاقے میں اس کی قبر واقع ہے۔

خانہ ساز نبی کی خود ساختہ شریعت

جیسے کہ آج تک کذاب یمامہ سے لے کر کذاب قادیان تک ہر جھوٹے نبوت کے دعویداروں نے اپنی خانہ ساز شریعتیں جاری کیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں ترمیم و تنسیخ کی جسارت کی اسی طرح بایزید نے بھی اپنی شریعت گڑھی تھی اور عربی عبارتیں لکھ لکھ کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھال کر اس کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف منسوب کر دیتا تھا مثلاً کہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"الشریعتہ کمثل الیل والطیریقتہ کمثل النجوم والحقیقتہ کمثل القمر والمعرفتہ کمثل الشمس ولیس فوق الشمس شی

ترجمہ: "شریعت رات کی طرح ہے اور طریقت ستاروں کی طرح۔ حقیقت چاند کی مانند ہے اور معرفت آفتاب کی طرح ہے اور آفتاب سے بڑھ کر کوئی شے نہیں"

حالانکہ یہ دعویٰ بالکل غلط اور باطل ہے کہ شریعت رات کی طرح ہے ان خرافات کا قائل سوائے ملحدوں اور زندیقوں کے کوئی اور نہیں ہوتا چہ جائیکہ ان خرافات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا۔

بایزید کی نفسانی شریعت کے احکام

فخر موجودات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے جتنے بھی احکام ہیں وہ سب انسان کے نفس امارہ کی خواہشات کی مخالفت پر مبنی ہیں تاکہ انسان ان پر عمل کر کے اپنے نفس امارہ پر غالب آئے اور اس کو صفائے نفس نصیب ہو اور قلب حق تعالیٰ کی تجلیات کا متحمل ہو سکے اس حدیث شریف میں اسی طرف اشارہ ہے:

"الا وان الجنته حفت بالمکارہ وان النار حفت بالشھوات"

ترجمہ: "سن لو جنت نفس کے خلاف کام کرنے سے حاصل ہو گی اور دوزخ میں لوگ اپنے نفس کی شہوات کی پیروی کی وجہ سے جائیں گے"

چنانچہ جتنے شریعت مطہرہ کے احکام ہیں وہ سب نفس کے خلاف ہیں مثلاً روزہ ' خیرات 'نماز 'وضو 'زکوۃ 'حج 'غسل جنابت وغیرہ اور یہ سب انسان کو جنت میں لے جانے والے اعمال ہیں۔

اس کے برعکس آج تک جتنے جھوٹے نبوت کے دعویدار کذاب یمامہ سے کذب قادیان تک ظاہر ہوئے ہیں ان سب میں ایک چیز مشترک رہی ہے اور وہ ہے ان کی خود ساختہ شہوت انگیز اور نفس امارہ کی خواہشوں کے عین مطابق ان کا دین اور شیطانی شریعت۔ چنانچہ کسی نے نمازیں پانچ کی بجائے دو کر دیں کسی نے روزے اڑا دیئے کسی نے

حج ختم کر دیا کسی نے زنا کو جائز قرار دے دیا کوئی غسل جنابت کو لے اڑا۔ کہیں شراب حلال ہو گئی غرضیکہ جہنم میں جانے کا پورا پورا بندوبست اور سامان مہیا کر دیا گیا چنانچہ اب بایزید کی شریعت کا بانکپن دیکھئے۔

(۱) غسل جنابت کی ضرورت نہیں۔ ہوا لگنے سے بدن خود بخود پاک ہو جاتا ہے کیونکہ چاروں عناصر ہوا' آگ' پانی اور مٹی پاک کرنے والے ہیں۔

(۲) جو شخص مجھ پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں۔

(۳) ایسے شخص کا ذبیحہ حرام ہے۔

(۴) قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں۔ جدھر چاہو منہ کر کے نماز پڑھ لو۔

(۵) مسلمانوں کی میراث ان کے وارثوں کی نہیں بلکہ میرے مریدوں کی ہے۔

(۶) جو لوگ مجھ پر ایمان لائے بس وہی زندہ ہیں باقی سب مسلمان مردہ ہیں اور مردوں کو میراث نہیں ملا کرتی۔

(۷) ایسے مردہ مسلمانوں کو قتل کر دینا واجب ہے۔

بایزید اور اس کے مرنے کے بعد اس کی اولاد نے ایک عرصے تک مسلمانوں پر لوٹ مار اور قتل و غارت گری کا بازار گرم رکھا۔ مغل بادشاہ اکبر اور اس کے بیٹے جہانگیر سے اس کی اولاد کا ٹکراؤ ہوتا رہتا تھا آخر کار شاہجہاں بادشاہ کے زمانے میں اس کی اولاد مغل سلطنت کی مطیع ہو گئی اور جھوٹی نبوت کے پیرو بھی ختم ہو گئے۔

○ ○ ○

(۲۱)

"میر محمد حسین مشہدی"

ایران کے شہر مشہد کا رہنے والا تھا۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر کے آخری زمانے میں دولت دنیا کی تحصیل کا شوق اس کو ہندوستان کھینچ لایا۔ اس سے پہلے یہ کابل گیا جہاں امیر خان حاکم تھا اور اس کی دادودہش اور فیض گستری کا ایران بھر میں بڑا شہرہ تھا۔ میر محمد حسین عالم آدمی تھا اس لئے کابل میں اس کی بڑی پذیرائی ہوئی یہاں تک کہ امیر خان نے اپنی لڑکوں کی تعلیم و تربیت بھی اس کے سپرد کر دی امیر خان کی بیوی صاحب جی کے کوئی اولاد نہیں تھی اسلیئے اس نے اپنے ملازم کی لڑکی لے کرپال رکھی تھی اور امیر خان سے کہہ دیا تھا کہ کوئی ذی علم نیک آدمی مل جائے تو س لڑکی کا اس سے نکاح کر دینا۔ امیر خان نے میر محمد حسین کی علمی قابلیت دیکھ کر اس لڑکی سے نکاح کر دیا۔ اس تقریب سے اس کو امیرخان کے دربار میں مزید تقرب حاصل ہو گیا اور امیر خان کا لڑکا ہادی علی خان تو گویا میر محمد حسین کا جیسے زر خرید غلام کی طرح پیش آنے لگا۔

کچھ دن کے بعد امیر خان کا انتقال ہو گیا تو میری محمد خان بہت نفیس اور بیش بہا عطریات کے تحائف لے کر اورنگ زیب سے ملنے دہلی آیا تاکہ اس کے دربار میں رسائی حاصل کر کے کوئی بڑا منصب حاصل کرے لیکن یہ ابھی لاہور تک پہنچا تھا کہ اورنگی زیب کا انتقال ہو گیا۔

نئے مذہب کی ابتداء

میر محمد خان کا دماغ اب نخوت و خود بینی سے بھر چکا تھا اور رائج الوقت مذاہب کی پیروی کو اپنے لئے ننگ و عار سمجھتا تھا اس لئے اس نے ایک نیا مذہب روشناس کرانے کا منصوبہ بنایا۔ چنانچہ اپنے شاگرد رشید منشی زادے سے کہا کہ ایک ایسی مشکل آن پڑی ہے کہ جس کی عقدہ کشائی تمہارے ہی ناخن تدبیر سے ہو سکتی ہے اگر تم مدد اور تعاون کا وعدہ

کرو تو یہ راز تم پر آشکارا کروں غرض خوب قول و اقرار لے کر اس کے سامنے یہ تجویز پیش کی۔

ہم تم دونوں مل کر ایک نیا مذہب جدید قواعد اور نئی زبان میں ایجاد کر کے نزول وحی کا دعویٰ کریں اور اپنے لئے ایک نیا مرتبہ تجویز کریں جو نبوت اور امامت کے درمیان ہو تاکہ انبیاء اور اولیاء دونوں کی شان اپنے اندر پائے جانے کا دعویٰ درست ہو سکے۔ دنیا کا منصب عیش و عشرت اور ریاست و سرداری حاصل کرنے کا یہ ایک ایسا طریقہ ہے کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔ دونوں استاد اور شاگرد ایک ہی خمیر سے اٹھے تھے شاگرد نے بڑی خوشی اور گرمجوشی سے اس تجویز کو قبول کر لیا۔

مذہبی اختراعات و ایجادات

اپنے منصوبہ کے مطابق محمد حسین نے ایک کتاب لکھی جس کو فارسی کے جدید الفاظ سے مزین کیا اور اس میں متروک اور غیرمانوس الفاظ کی خوب بھرمار کی اور بہت سے پرانے اور فارسی الفاظ عربی طریقہ پر ترخیم کر کے درج کیے اور اس کو الہامی کتاب کا درجہ دیا اور اس کا نام "آقوزہ مقدمہ" رکھا۔

اس کتاب کی اشاعت کے بعد اس نے نزول وحی اور اپنے کو "بیگوگیت" کہنا شروع کر دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ رتبہ نبوت اور امامت کے درمیان ہے اور کہا کہ ہر اولوالعزم پیغمبر کے نو بیگوک تھے چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی نو بیگوک تھے:

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ
(۲) امام حسن رضی اللہ عنہ
(۳) امام حسین رضی اللہ عنہ
(۴) امام زین العلبدین
(۵) امام محمد باقر
(۶) امام جعفر صادق
(۷) امام موسیٰ کاظم
(۸) امام علی رضا
(۹) امام علی رضا تک امامت اور بیگوگیت دونوں جمع رہیں پھر یہ دونوں منصب الگ الگ ہو گئے چنانچہ امام علی رضا کے بعد درجہ بیگوگیت میری طرف منتقل ہو گیا اور امامت امام محمد

تقی کو ملی اس طرح اب میں خاتم بیگوگیت ہوں۔ شیعوں کے سامنے اس قسم کی باتیں کرتا اور جب اہل سنت والجماعت سے ملتا تو خلفا کے نام لے کر نواں بیگوگ اپنی ذات کو بتاتا اور کہاکہ مجھے کسی خاص مذہب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ میں تو تمام مذاہب کا چراغ روشن کرنے والا ہوں اور وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ (معاذاللہ) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جو حمل ساقط ہوا تھا اور جس کا نام محسن رکھا گیا تھا وہ دراصل میں ہی تھا۔

(۲) اپنے ماننے والوں کا لقب "فربودی" رکھا تھا اور اسلام کے عیدین کی طرح کچھ ایام اس نے بھی مخصوص کیے تھے جن کا احترام عید کی طرح کیا جاتا تھا۔

(۳) کہتا تھا کہ مجھ پر دو طرح وحی نازل ہوتی ہے ایک تو جہ میں قرص آفتاب پر نظر کرتا ہوں تو اس پر کچھ کلمات لکھے ہوئے نظر آتے ہیں ان سے اکتساب علم کر لیتا ہوں بعض مرتبہ اس کا نور اس قدر محیط ہو جاتا ہے کہ برداشت نہیں ہو سکتا بلکہ ہوش و حواس بھی بجا نہیں رہتے اور دوسرے اس طرح کہ ایک آواز سنائی دیتی ہے چنانچہ میں جو کچھ اپنے ماننے والوں سے کہتا ہوں وہ اسی آواز کے مطابق ہوتا ہے۔

(۴) جس روز اس پر پہلی وحی نازل ہوئی (شیطان القا) اس دن کا نام یوم جشن قرار دیا اور جس جگہ نازل ہوئی اس مقام کو غار حرا سے تشبیہ دیتا تھا۔ ہر سال ایک جم غفیر کے ساتھ اس مقام پر جا کر جشن منایا جاتا تھا اور سب سے کہتا تھا کہ یہی مقام تمہارے بیگوگ کا محیط وحی ہے یہ جشن سات دن تک جاری رہتا تھا۔

(۵) اس نے پانچ وقت کی نماز کی جگہ ہر روز تین مرتبہ اپنی زیارت فرض کی تھی پہلا وقت زیارت طلوع آفتاب کے بعد دوسرا نصف ابتار کے وقت اور تیسرا غروب آفتاب کے وقت اور اس زیارت کے بھی بڑے عجیب و غریب اور مضحکہ خیز طریقے اور کلمات رائج تھے جو بوقت زیارت زائرین پڑھتے جاتے تھے۔

(۶) خلفائے راشدین کی نقالی کرتے ہوئے اپنے بھی چار خلیفہ مقرر کیے تھے۔ پہلا خلیفہ اس کا وہی شاگرد رشید منشی زادہ تھا جس سے مل کر اس نے نیا دین گھڑا تھا اور اس منشی زادہ کو اپنی زبان میں "دوجی یار" کہتا تھا۔ اسی طرز پر اپنے اور اپنے معتقدین کے عجیب عجیب نام

تجویز کرتا تھا۔

دہلی میں فربودی تحریک

میر محمد حسین کو اپنی خود ساختہ فربودی تحریک کے لئے لاہور کی آب و ہوا کچھ زیادہ ساز گار نہ ثابت ہوئی تو اس نے دہلی جا کر مستقل بود و باش اختیار کرلی اور اپنے زہد کا سکہ جمانے کے لئے اس نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ کسی سے کوئی نذر و نیاز قبول نہیں کرتا تھا قاعدے کی بات ہے کہ بے طمع فقیر کی لوگوں کے دلوں میں عزت و وقعت بڑھ جاتی ہے چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں اس کے زہد وتوکل اور تقویٰ و تقدس کا اعتقاد لوگوں کے دلوں میں جم گیا۔

میر محمد حسین نے جب فضا اپنے موافق دیکھی تو اس نے اپنے عقائد اور اپنا خود ساختہ دین علی الاعلان پھیلانا شروع کر دیا۔ کابل کے صوبیدار کا لڑکا ہادی علی خان جو میر محمد حسین کے پرستاروں میں سے تھا اور اندھی عقیدت رکھتا تھا اس وقت دہلی میں تھا اس کی عقیدتمندی اور والہانہ ارادت کو دیکھ کر دہلی کے بڑے بڑے مدعیان بصیرت بھی محمد حسین کے گرویدہ ہو گئے اور ان کی دیکھا دیکھی تقریباً ہر طبقے کے لوگوں میں اس کے تقدس کا کلمہ پڑھا جانے لگا اور رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد بیس پچیس ہزار تک جا پہنچی مراز غلام احمد قادیانی کی طرح اس نے بھی اپنے تقدس کی تجارت سے بہت کچھ دنیا کا نفع حاصل کیا اور بہت جلد کوئے گمنامی سے نکل کر بام شہرت پر پہنچ گیا۔

بادشاہ فرخ سیر کی خوش اعتقادی

دہلی کے لوگوں کا جوش عقیدت دیکھ دیکھ کر فرخ سیر شاہ دہلی کے دل میں بھی محمد حسین کی بزرگی اور پارسائی کے خیالات پکنے لگے اور تخت دہلی پر قدم رکھتے ہی اس کی زیارت کے لئے چند امراء کو ساتھ لے کر اس کے کاشانہ زہد کی طرف روانہ ہوا۔

جب نحود (میر محمد حسین نے اپنا لقب رکھا تھا) کو معلوم ہوا کہ دہلی کا بادشاہ فرخ سیر

اس کی زیارت کے قصد سے آ رہا ہے تو اس کا ساغر دل خوشی سے چھلک اٹھا اور بادشاہ اور اس کے امراء پر اپنے زہد و استغنا کا سکہ جمانے کی غرض سے اپنے گھر کا دروازہ مقفل کر دیا۔ جب بادشاہ نے دروازہ کھولنے کی درخواست کی تو اندر سے بولا فقیروں کو بادشاہوں اور امیروں سے کیا کام تم لوگ کیوں ہمیں پریشان کرتے ہو جاؤ چلے جاؤ۔ جب بادشاہ بہت دیر تک منت و سماجت کرتا رہا اور مریدوں نے بھی بہت کچھ عرض و معروض کی تو دروازہ کھول دیا۔ بادشاہ نے جھک کر بڑے ادب سے سلام کیا اور دور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ نمود نے ہرن کی کھال بادشاہ کے بیٹھنے کو دی اور یہ شعر پڑھا۔

پوست تخت گدائی و شاہی
ہمہ داریم آں چہ می خواہی

بادشاہ اس کی بے نیازی اور فقیرانہ استغنا کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا اور ہزاروں روپے اشرفیاں جو نذرانے کے طور پر لایا تھا پیش کیں مگر اس ڈرامہ باز نے حقارت سے ان کو ٹھکرا دیا جب بادشاہ بہت بضد ہوا تو اس نے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے مصحف کے عوض ستر روپے لے لیے اور بادشاہ کی روانگی کے بعد یہ روپے بھی لوگوں میں تقسیم کر دیے اور جس مقصد کے لئے یہ سارا کھیل کھیلا تھا وہ پورا ہو گیا اور لوگ اس کی عقیدت میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے مریدوں کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر کے لاکھوں تک پہنچ گئی۔

نمود کی گرفتاری اور وزیر کا درد قولنج ایک ساتھ شروع ہوا لوگ نمود کی کرامت سمجھے

فرخ سیر بادشاہ کے بعد دہلی کے تخت سلطنت پر محمد شاہ کا پھریرا لہرانے لگا محمد امین اس کا وزیر تھا۔ محمد امین نے جب نمود کے اقوال سنے اور اس کی حرکتیں دیکھیں اور ایمان و

اسلام کی سربلندی کی تڑپ رکھنے والے ہزاروں لاکھوں دلوں کا خون ہوتے دیکھا تو اس نے نمود کو گرفتار کر کے اس فتنے کو ختم کرنے کا ارادہ کر لیا۔

تقدیر الٰہی کی نیرنگی دیکھیے کہ جیسے ہی محمد امین کے سپاہی نمود کی قیام گاہ پر اس کو گرفتار کرنے پہنچے محمد امین پر درد قولنج کا زبردست حملہ ہوا اور وہ اس کی تکلیف سے تڑپنے لگا۔ لوگ امین کے مرض کو نمود کی کرامت اور اس کی بددعا کا اثر سمجھے۔ سارے شہر میں اس واقعہ کا چرچا ہونے لگا ان سپاہیوں تک بھی یہ خبر پہنچی جو نمود کو گرفتار کرنے گئے تھے وہ بے چارے گھبرا کر صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے امین خان کے پاس واپس آ گئے امین خان کو یہ پرانا مرض تھا اور کبھی کبھی اس کا حملہ اس پر ہوتا تھا اس وقت بھی وہ درد کے مارے لوٹ رہا تھا اور ہوش میں نہیں تھا۔ جب ذرا ہوش بحال ہوئے تو کوتوال سے پوچھا کہ نحود کو گرفتار کر کے کہاں رکھا ہے کوتوال نے عرض کیا کہ آپ کی اس تشویشناک حالت کی خبر سن کر ہم بدحواس ہو گئے اور واپس آ گئے۔

امین خان نے نہایت خود اعتمادی اور ثابت قدمی کے ساتھ حکم دیا کہ اب تو وقت نہیں تاہم کل صبح فوراً اس کو گرفتار کر کے حاضر کرو۔

رات کو امین خان کی بیماری شدت اختیار کر گئی اور صبح اس کی زندگی سے لوگ ناامید ہونے لگے۔ نمود کا معتقد ہادی علی خان لحظہ بہ لحظہ امین خان کے جاں بلب ہونے کی خبریں نمود کو پہنچا رہا تھا۔ امین خان کے سپاہی جب امین کی بیماری کا سن کر نمود کو گرفتار کیے بغیر واپس آ گئے تو نمود نے دہلی سے بھاگ جانے کا ارادہ کر لیا تھا مگر امین خان کی شدت علالت کی خبریں سن سن کر اس کی جان میں جان آتی جا رہی تھی اور جب اس نے یہ سنا کہ امین خان قریب المرگ ہے تو اپنے گھر سے نکل کر مسجد میں آ کر بیٹھ گیا۔ خودش اعتقاد مریدین یہ سمجھ کر کہ امین کی بیماری نمود کی بددعا کا اثر ہے نمود کو اپنے سر آنکھوں پہ بٹھا رہے تھے اور مسجد میں ایک مجمع لگا رہنے لگا۔

امین کے لڑکے کی عذر خواہی اور نمود کا مکروفریب

محمد امین خان کا لڑکا قمرالدین نے اپنے والد کی جب حد سے زیادہ بگڑتی ہوئی حالت دیکھی تو اس بے چارے کو بھی یہ یقین ہو چلا کہ یہ نمود کی ناراضی اور بددعا کا اثر ہے چنانچہ اپنے دیوان کے ہاتھ پانچ ہزار روپیہ نقد نمود کو نذر کر کے طور پر روانہ کیا اور معافی کی درخواست کے بعد امین کے لئے دعا اور صحت یابی کے لئے تعویذ کی التجا کی۔

نمود کو پہلے ہی امین کی حالت نزع کا علم ہو چکا تھا بڑے غرور سے کہنے لگا کہ میں نے اس کافر کے جگر پر ایسا تیر مارا ہے کہ اب وہ جانبر نہ ہو سکیگا اور میں بھی شوق شہادت میں اس مسجد میں آ کر بیٹھ گیا ہوں اور میرے جد اعلیٰ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی مسجد ہی میں شہید ہوئے تھے۔ دیوان نے کافی منت و ساجت کی اور روپیہ نذر لیکے صحت یابی کے لئے دعا اور تعویذ کی بھی درخواست کی۔ جب دیوان بے چارہ کسی طرح سے بغیر تعویذ کے راضی نہ ہوا تو نمود نے اپنے شاگرد دوجی یار کو مخاطب کر کے کہا لکھ:

"وننزل من القرآن ما ھو شفاء ورحمته اللمومنین ولا یزید الظلمین الا خسارہ"

یہ آیت لکھ کر دیوان کو دی اور کہنے لگا تیری ضد سے ہم نے یہ تعویذ لکھ دیا لیکن اس سے پہلے کہ یہ تعویذ امین کے گلے میں ڈالا جائے وہ مر چکا ہوگا۔ پھر نمود اپنے عقید تمندوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا امین بچ سکتا ہے اور اس کی صورت صرف یہ ہے کہ وہ توبہ کرے اور خلوص دل سے میری بیعت کرے پھر دیکھے کہ میرا اعجاز مسیحائی کس طرح اس کو دوسری زندگی بخشتا ہے۔

ادھر محمد امین کی معیاد زندگی پوری ہو چکی تھی چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس وقعہ سے نمود کی تحریک میں ایک نیا ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا اور اس کی عظمت کے لوگ گن گانے لگے اس کرامت کا دہلی میں بڑا چرچا ہوا۔ اکثر لوگوں نے محمد امین کی موت کو نمود کی بددعا کا اثر سمجھا اور یہ سمجھے کہ اس سے بڑی کرامت کا صدور ہوا ہے حالانکہ امین کی موت کو نمود کی دعا اور گرفتاری سے کوئی تعلق نہیں مگر اندھے معتقد کب کسی کی سنتے ہیں۔

نمود کی موت 'اس کے لڑکے نمانمود کادوجی یار سے جھگڑا

محمد امین کی رحلت کے بعد نمود بھی تین سال کے بعد طبعی موت مرگیااس کے بعد اس کا بیٹا نحانمود اس کا جانشین ہوا۔ اس نے عطایا اور نذر و نیاز کے ان حصوں میں جو دوجی یار کے لئے کابل میں باہمی اتفاق رائے سے طے ہوئے تھے اور جن کو نمود مرتے دم تک باقاعدہ دوجی یار کو دیتا رہا تھا ازراہ کوتاہ اندیشی کمی کرنی چاہی۔ اس بناء پر دوجی یار اور نحانمود میں رنجش اور مخاصمت شروع ہو گئی۔ دوجی نے لاکھ سمجھایا کہ میں تمہارے باپ کا دمساز و ہم راز ہوں میرے ساتھ جھگڑا کرنامناسب نہیں مگر نحانمود کے سر پر حرص و طمع کا بھوت سوار تھا۔ دوجی نے یہاں تک سمجھایا کہ کس طرح اس کے باپ نے کابل میں مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ کس طرح ایک نیامذہب جاری کریں اور تقدس کی دوکان کھول کر دنیا کا مال و متاع جمع کریں دوجی نے وہ سارے حالات اور منصوبہ بندیاں اور مکروفریب جو اس نے نمود کے ساتھ مل کر کیے تھے اور لوگوں کو اپنا عقیدت مند بنایا تھا اور وہ معاہدہ جس کے تحت ایک خاص حصہ آمدنی کادوجی یار کو ملا کرے گا جو نمود مرتے وقت تک ادا کرتا رہاان سب کی تفصیل نحانمود کو بتائی اور آخر میں یہ بھی کہاکہ تمہاری اس مکروفریب کی تحریک کو جو کچھ بھی ترقی حاصل ہوئی اس میں اس خاکسار کا حصہ تمہارے باپ سے بھی زیادہ ہے لہٰذا ضد چھوڑ کر جو آمدنی کا حصہ میرے لئے مقرر ہوا ہے بے تامل ادا کرنے کا عہد کرو تو بہتر ورنہ تمہارے مذہب تمہاری کتابیں اور تمہاری تحریک کا ابھی بھانڈا پھوڑے دیتا ہوں۔

گھر کا بھیدی لنکاڈھائے۔ دوجی یار نے مکروفریب کا پردہ چاک کردیا

دوجی یار نے جب یہ دیکھاکہ نحانمود کسی صورت اس کامقررہ حصہ دینے پر راضی نہیں تو ناچار اجتماع جشن کی تقریب پر جب کہ فرپودی بکثرت جمع تھے اور دوسرے

تماشائیوں کا بھی بڑا ہجوم تھا اچانک کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس میں محمد حسین المعروف نمود کے خودساختہ مذہب اور اور دعویٰ نبوت کی ساری سازشیں لوگوں کے سامنے ظاہر کر دیں۔ نمود کی عیاری اور اپنی شرکت کا سارا ماجرا اول سے آخر تک حاضرین جلسہ کو سنا کر حیران کر دیا۔

دوجی یار نے پھر لوگوں سے کہا دوستو کیا تم میرا اور نمود کا لکھا پہچان سکتے ہو بہت سے لوگوں نے اقرار کیا کہ ہم تم دونوں کا خط پہچانتے ہیں۔ اس پر دوجی یار نے وہ مسودات اور منصوبہ بندیاں جو محمد حسین اور دوجی یار نے باہم صلاح و مشورہ سے مرتب کیے تھے نکال کر دکھائے اور کہا کہ یہ مذہب میری اور نمود کی عیاری سے وجود میں آیا ہے نہ کسی کو نبوت ملی نہ کسی پر کتاب اور وحی اتری یہ سب ہماری شعبدہ بازیاں تھیں۔

لوگوں نے ان مسودات کو غور سے دیکھا اور حرف بہ حرف دوجی کے بیان کی تصدیق کی۔ اس وقت مجمع سے ہزار ہا آدمی جن کو خدا نے فطرت سلیمہ عطا فرمائی تھی اس باطل مذہب سے توبہ کر کے از سر نو اسلام میں داخل ہوئے اور رفتہ رفتہ اس واقعہ مکروفریب کی اطلاع اور اجتماع میں دوجی یار کی تقریر کی تفصیل پورے وہلی اور قرب و جوار کے علاقون میں پھیلتی گئی اور لوگ اس تحریک سے منحرف اور بیزار ہوتے گئے اور نصف صدی سے بھی پہلے یہ مذہب گمنامی کی قبر میں دفن ہو گیا۔

فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین۔

○ ○○

(۲۲)
"کذاب قادیان"

مرزا غلام احمد قادیانی

یہ شخص ۱۸۳۹ء میں ضلع گورداسپور پنجاب کے ایک موضع قادیان میں پیدا ہوا اس کا ذکر ہم ذرا تفصیل کے ساتھ کریں گے کیونکہ اس نے ابتداء میں تقدس کا لبادہ اوڑھ کر برصغیر ہند وپاکستان کے مسلمانوں کی متاع ایمان کو بہت برباد کیا ہے اور اس کے دجل و فریب شیطانی الہامات' ابلیسی وحی اور قرآن و حدیث کی تحریکات نے عالم اسلام کی جڑیں کھودنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور بے چارے سادہ لوح مسلمان کثرت سے اس کے جال میں گرفتار ہوئے نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۷۴ء میں حکومت پاکستان نے عوام کے شدید اصرار پر اور دس ہزار مسلمانوں کی شہادت کے بعد پارلیمنٹ کے اندر ان کے علماء اور خلیفہ کا اہل سنت والجماعت کے علماء سے باقاعدہ کئی روز مناظرہ کرایا اور ان کے کافرانہ عقائد خود ان کے خلیفہ مرزا ناصر سے اقرار کرانے کے بعد متفقہ طور پر بذریعہ قانون قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے تبلیغی مرکز ربوہ کو جو ایک متوازی حکومت کے طور پر کام کرتا تھا کھلا شہر قرار دے دیا۔ پاکستان کے بعد ساؤتھ افریقہ' سعودی عرب' لیبیا اور دوسرے ممالک نے بھی قادیانی عقیدہ رکھنے والوں کو خارج از اسلام قرار دیا۔ اب قادیانیوں نے اپنا تبلیغی مرکز لندن منتقل کر دیا ہے جہاں سے یورپ کے تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اپنے عقائد کا پرچار کرتے ہیں۔ یہودی حکومت کے ساتھ ان کے خاص روابط ہیں اور وہاں ان کو اپنا کام کرنے کی پوری آزادی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کام عالم اسلام کے خلاف ہوگا یہودی حکومت بڑی خوشی سے اس میں تعاون کرے گی۔ لیجئے اب کچھ تفصیل

اس جھوٹے نبی کے حالات کی ملاحظہ فرمائیں :

مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ موضع قادیان تحصیل بٹالہ، ضلع گورداسپور (پنجاب) کا رہنے والا تھا۔ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا۔

دعووں کی کثرت و تنوع

اس کتاب میں جس قدر خود ساختہ نبیوں کے حالات اوراق سابقہ میں قلم بند ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس کا دعویٰ بھی درج کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام کو ان حالات کا مطالعہ کرتے وقت معلوم ہوگا کہ یہ لوگ عموماً ایک ایک منصب کے دعوے دار رہے ہیں۔ اور بہت کم مدعی ایسے گزرے ہیں جن کے دعووں کی تعداد دو یا تین تک پہنچی ہو۔ البتہ ایک مرزا غلام احمد اس عموم سے مستثنیٰ ہے۔ سطحی نظر سے قادیانی کے جو دعوے اس کی کتابوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی تعداد تقریباً چوراسی ہے آپ بھی ذرا ان مضحکہ خیز دعووں کو ملاحظہ فرمائیں :

ارشاد ہوتا ہے میں محدث ہوں، امام الزمان ہوں، مجدد ہوں، مثیل مسیح ہوں، مریم ہوں، مسیح موعود ہوں، ملہم ہوں، حامل وحی ہوں، مہدی ہوں، حارث موعود ہوں، رجل فارسی ہوں، سلمان ہوں، چینی الاصل موعود ہوں، خاتم الانبیاء ہوں، خاتم الاولیا ہوں، خاتم الخلفاء ہوں، حسین سے بہتر ہوں، حسنین سے افضل ہوں، مسیح ابن مریم سے بہتر ہوں، یسوع کا ایلچی ہوں، رسول ہوں، مظہر خدا ہوں، خدا ہوں، مانند خدا ہوں، خالق ہوں، نطفہ خدا ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، خدا کا باپ ہوں، خدا مجھ سے ظاہر ہوا، اور میں خدا سے ظاہر ہوا

ہوں' تشریعی نبی ہوں 'آدم ہوں 'شیث ہوں' نوح ہوں 'ابراہیم ہوں 'اسحاق ہوں ' اسمٰعیل ہوں 'یعقوب ہوں' یوسف ہوں' موسیٰ ہوں 'داؤد ہوں 'عیسٰی ہوں' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا مظہر اتم ہوں' ذوالقرنین ہوں' احمد مختار ہوں' بشارت اسمہ احمد کا مصداق ہوں' میکائیل ہوں' بیت اللہ ہوں 'ردر گوپال یعنی آریوں کا بادشاہ ہوں' کلنکی اوتار ہوں ' شیر ہوں 'شمس ہوں 'قمر ہوں 'محی ہوں 'ممیت ہوں 'صاحب اختیارات کن فیکون ہوں ' اشجع الناس ہوں 'معجون مرکب ہوں 'داعی الی اللہ ہوں' سراج منیر ہوں 'متوکل ہوں ' آسمان اور زمین میرے ساتھ ہیں 'وجیہ حضرت باری ہوں' زائد المجد ہوں 'محی الدین ہوں 'مقیم الشریعہ ہوں 'منصور ہوں' مراد اللہ ہوں 'اللہ کا محمود ہوں 'یعنی اللہ میری تعریف کرتا ہے' نوراللہ ہوں 'رحمتہ اللعالمین ہوں وہ ہوں جس سے خدا نے بیعت کی۔ غرض دنیا جہان میں جو کچھ تھا۔ مرزا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ ۔

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو سلمان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ادھوری تعلیم اور اس کا انجام

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایام طفولیت میں اس کے والد حکیم غلام مرتضے صاحب قصبہ بٹالہ میں مطب کرتے تھے اور غلام احمد بھی باپ ہی کے پاس بٹالہ میں رہتا تھا۔ اس نے چھ سات سال کی عمر میں قرآن پڑھنا شروع کیا۔ قرآن مجید کے بعد چند فارسی کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا ابھی تیرہ چودہ سال کی ہی عمر تھی کہ باپ نے شادی کے بندھنوں میں جکڑ دیا یہ پہلی بیوی قادیانی کے حقیقی ماموں کی بیٹی تھی۔ یہ وہی محترمہ حرمت بی بی خان بہادر مرزا سلطان احمد کی والدہ تھیں جنہیں قادیانی نے معلقہ کر رکھا تھا نہ کبھی نان و نفقہ دیا اور نہ طلاق دے کر ہی بیچاری کی گلوخلاصی کی۔ ابھی سولہ سال ہی کی عمر تھی کہ غلام احمد کے گھر میں مرزا سلطان احمد متولد ہوئے سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں والد نے غلام احمد کو گل علی

شاہ بٹالوی نام ایک مدرس کے سپرد کر دیا جو شیعی المذہب تھے ان کی شاگردی میں منطق اور فلسفہ کی چند کتابیں پڑھنے کا اتفاق ہوا بس یہی قادیانی کی ساری علمی بساط تھی، تفسیر حدیث، فقہ اور دوسرے دینی علوم سے قطعاً محروم رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بیچارہ "نیم ملا خطرہ ایمان" کے درجہ سے ترقی نہ کر سکا ورنہ اگر صحاح ستہ نہیں تو کم از کم مشکوۃ ہی باقاعدہ کسی استاد سے پڑھ لی ہوتی تو اس کے دین میں شاید اتنا فتور نہ پیدا ہو سکتا۔ جس قدر کہ بعد میں مشاہدہ میں آیا۔

منطق و فلسفہ کی چند کتابوں کے تعلم کے بعد والد نے طب کی چند کتابیں پڑھائیں مگر چوں کہ علم طب کی بھی تکمیل نہ کی۔ اس فن میں بھی بمشکل نیم حکیم خطرہ جان ہی کی حیثیت اختیار کر سکا ورنہ اگر اسی فن میں اچھی دست گاہ حاصل کر لی ہوتی تو ایک معقول ذریعہ معاش ہاتھ آ جاتا۔ اور آئندہ تقدس کی دکان کھول کر خلق خدا کو گمراہ کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ ان ایام میں قادیان کے مغل خاندان کو حکومت کی طرف سے سات سو روپیہ سالانہ وظیفہ ملتا تھا۔ ایک مرتبہ مرزا غلام احمد اپنے عم زاد بھائی مرزا امام الدین کے ساتھ پنشن لینے کے لئے گورداسپور گیا۔ سات سو روپیہ وصول کرنے کے بعد یہ صلاح ٹھہری کہ ذرا لاہور اور امرتسر کی سیر کر آئیں۔ دونوں بھائی امرتسر اور لاہور آ کر سیر و تفریح میں مصروف رہے۔ باوجود یہ کہ بڑا ارزانی کا زمانہ تھا۔ سات سو روپیہ کی رقم خطیر چند روز میں اڑا دی۔ حالانکہ متعدد گھرانوں کی معیشت کا مدار اسی پنشن پر تھا۔ رقم تلف کرنے کے بعد غلام احمد نے سوچا کہ قادیان جا کر والدین کو کیا منہ دکھاؤں گا یہاں سے بھاگ کر سیالکوٹ کا رخ کیا۔ یہ جھوٹے نبی کا بچپن تھا۔

سیالکوٹ کی ملازمت 'مختاری کا امتحان

سیالکوٹ میں اس کا ایک ہندو دوست لالہ بھیم سین جو بٹالہ میں ہم سبق رہ چکا تھا موجود تھا۔ مرزا لالہ بھیم سین کی سعی و سفارش سے سیالکوٹ کے ضلع کچہرے میں دس پندرہ روپیہ ماہانہ کی نوکری مل گئی۔ چند سال منشی گری کی ملازمت میں بسر کیے۔ آخر ایک

دفعہ معلوم ہوا کہ اس کا دوست لالہ بھیم سین مختاری کے امتحان کی تیاری کر رہا ہے۔ اس نے بھی مختاری کا امتحان دینے کا قصد کیا چنانچہ اسی دن سے تیاری شروع کر دی۔ لیکن جب امتحان ہوا تو لالہ بھیم سین کامیاب اور مرزا غلام احمد ناکام رہا۔

اس ناکامی کے بعد شاید خود بخود منشی گری کی نوکری چھوڑ کر قادیان کو مراجعت کی چوں کہ قانون کا مطالعہ کیا تھا باپ نے اہل پا کر اسے مقدمہ بازی میں لگا دیا آٹھ سال تک مقدموں کی پیروی میں کچہریوں کی خاک چھانتا پھرا بزرگوں کے دیہات خاندان کے قبضہ سے نکل چکے تھے۔ اور مقدمہ بازی کے باوجود واپس نہ ملے تھے اس لیے حزن وملال رنج و اضطراب ہر وقت مرزا غلام مرتضیٰ کے رفیق زندگی بنے ہوئے تھے ان حالات کے پیش نظر مرزا غلام احمد رات دن اسی خیال میں غلطاں و پیچاں رہتا تھا کہ خاندانی زوال کا مداوا کیا ہو سکتا ہے اور ترقی و عروج کی راہیں کیوں کر کھل سکتی ہیں 'ملازمت سے وہ سیر ہو چکا تھا۔ مختاری کے ایوان میں باریابی نہ ہو سکی تھی فوج یا پولیس کی نوکری سے بھی بوجہ قلت مشاہرہ کوئی دلچسپی نہ تھی تجارتی کاروبار سے بھی قاصر تھا کیونکہ اس کوچہ سے نابلد ہونے کے علاوہ سرمایہ بھی موجود نہ تھا۔

اب لے دے کے تقدس کی دکان آرائی ہی ایک ایسا کاروبار رہ گیا تھا جسے غلام احمد زر طلبی کا وسیلہ بنا سکتا تھا اور یہی ایک ایسا مشغلہ تھا جس کی زرپاشیاں حصول عزوجاہ کی کفیل ہو سکتی تھی میں چند بزرگ ہستیوں کی طرف بڑا رجوع خلائق تھا۔ مثلاً قصبہ بٹالہ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخ پیر سید ظہور الحسن اور پیر سید ظہور الحسین صاحبان افادہ خلق میں معروف تھے۔ موضع رتر چھتر میں پیر سید امام علی شاہ صاحب نقش بندی مسند آراء تھے۔ اسی طرح موضع مسائیاں میں بھی ایک بڑی گدی تھی۔ ان حضرات کو مراجع انام دیکھ کر مرزا غلام احمد کے منہ سے بھی رال ٹپک رہی تھی کہ جس طرح بن پڑے مشیخت اور پیری مریدی کا کاروبار جاری کرنا چاہیئے۔

لاہور میں مذہبی چھیڑ چھاڑ

غلام احمد ابھی اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ اتنے میں خبر آئی کہ اس کے بچپن کے رفیق و ہم مکتب مولوی محمد حسین ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی جو دہلی میں مولانا نظیر حسین صاحب (معروف بہ میاں صاحب) سے حدیث پڑھ کر چند روز پیشتر لاہور اقامت گزین ہوئے تھے بٹالہ آئے ہیں۔ غلام احمد نے بٹالہ آکر ان سے ملاقات کی اور کہا میری خواہش ہے کہ قادیاں چھوڑ کر کسی شہر میں قسمت آزمائی کروں"

مولوی صاحب نے کہا کہ اگر لاہور کا قیام پسند ہو تو وہاں میں ہر طرح سے تمہاری مدد کر سکتا ہوں۔ قادیانی نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ غیر اسلامی ادیان کے رد میں ایک کتاب لکھوں۔" مولوی محمد حسین نے کہاہاں یہ مبارک خیال ہے۔ لیکن بڑی دقت یہ ہے کہ غیر معروف مصنف کی کتاب مشکل سے فروخت ہوتی ہے۔ مرزا نے کہا کہ حصول شہرت کون سا مشکل کام ہے؟ اصل مشکل یہ ہے کہ تالیف و اشاعت کا کام سرمایہ کا محتاج ہے اور اپنے پاس روپیہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم لاہور چل کر کام شروع کرو اور اس مقصد کو مشتہر کرو میں بھی کوشش کروں گا۔ حق تعالیٰ مسبب الاسباب ہے۔ لیکن یہ کام قادیان میں رہ کر نہیں ہو سکتا۔ غرض لاہور آنے کا مصمم ارادہ ہو گیا مرزا غلام احمد نے لاہور پہنچ کر مولوی محمد حسین کی صوابدید کے بموجب اپنے مستقبل کا جولائحہ عمل تجویز کیا اس کی پہلی کڑی غیر مسلموں سے الجھ کر شہرت و نمود کی دنیا میں قدم رکھنا تھا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب کہ پنڈت دیانند سرسوتی نے اپنی ہنگامہ خیزیوں سے ملک کی مذہبی فضا میں سخت تموج و تکدر برپا کر رکھا تھا۔ اور پادری لوگ بھی اسلام کے خلاف ملک کے طول و عرض میں بہت کچھ زہر اگل رہے تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اس وقت اہل حدیث کی مسجد چینیاں لاہور میں خطیب تھے۔ مرزا نے لاہور آکر انہی کے پاس مسجد چینیاں میں قیام کیا۔ اور شب و روز " تحفۃ الہند 'تحفہ الہنود ' خلعت الہنود اور عیسائیوں اور مسلمانوں کے مناظروں کی کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہنے لگا۔ جب ان کتابوں کے مضامین اچھی طرح ذہن نشین ہو گئے تو پہلے آریوں سے چھیڑ خانی شروع کی اور پھر عیسائیوں کے مقبلہ میں ہل من مبارز (کوئی مقابلہ کرے گا) کا نعرہ لگایا۔

ان ایام میں آریوں کا کوئی نہ کوئی پرچارک اور عیسائیوں کا ایک آدھ مشنری لوہاری دروازہ کے باہر باغ میں آجاتا تھا اور آتے ہی قادیانی سے ان کی ٹکریں ہونے لگتی تھیں غرض اسلام کا یہ پہلوان ہر وقت کشتی کے لئے جوڑ کی تلاش میں رہتا تھا اور اسے مجمع کو اپنے گرد جمع کر کے پہلوانی کمال دکھانے کی دھن لگی رہتی تھی۔ قادیانی اپنے مجادلوں اور اشتہار بازیوں میں اپنے تئیں خادم دین اور نمائندہ اسلام ظاہر کرتا تھا اور نہ تو ابھی تک کوئی جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور نہ الحاد و زندقہ کے کوچہ میں قدم رکھا تھا۔ اس لیے ہر خیال و عقیدہ کا مسلمان اس کا حامی و ناصر تھا۔ چند ماہ تک مجادلانہ ہنگامے برپا رکھنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیان چلا گیا اور وہیں سے آریوں کے خلاف اشتہار بازی کا سلسلہ شروع کر کے مقابلہ و مناظرہ کے نمائشی چیلنج دینے شروع کیے۔ چونکہ بحث مباحثہ مقصود نہیں تھا۔ بلکہ حقیقی غرض نام و نمود ار شہرت طلبی تھی اس لیے آریہ لوگوں کے شرائط کے مقابلہ میں بالکل چکنے گھڑے کا مصداق بنا ہوا تھا۔ ان کی ہر شرط اور مطالبہ کو بلطائف الحیل ٹال جاتا تھا۔ اور اپنی طرف سے ایسی ناقابل قبول شرطیں پیش کر دیتا تھا کہ مناظرہ کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔ اگر میرے بیان کی تصدیق چاہو تو مرزا کے مجموعہ اشتہارات موسومہ بہ تبلیغ رسالت کی جلد اول کے ابتدائی اوراق کا مطالعہ کرو۔

الہام بازی کا آغاز

اب مرزا نے ان جھگڑوں، قضیوں کو چھوڑ کر الہام بازی کی دنیا میں قدم رکھا اور اپنے ملہم و مستجاب الدعوات ہونے کا پروپیگنڈہ شروع کیا۔ شہرت تو پہلے ہی ہو چکی تھی اہل حاجات کی آمد و رفت شروع ہو گئی۔ مرزا جس بالا خانہ میں بیٹھ کر یا لیٹ کر الہام سوچا کرتا تھا اس کو بیت الفکر (سوچنے کی جگہ) سے موسوم کیا جاتا تھا ان دنوں الہامات کی آمد بہت تھی اور ان کا یاد رکھنا دشوار تھا اس لیے اپنے الہام ساتھ ہی ساتھ ایک پاکٹ بک میں نوٹ کر لیتا تھا کچھ دنوں کے بعد ایک بڑے حجم کی کاپی بنائی اور ایک دوازدہ سالہ ہندو لڑکے شام لال کو الہام نویسی کے لئے نوکر رکھ لیا۔ قادیانی اپنا الہام لکھوا کر اس پر شام لال کے

دستخط کرا لیتا تھا۔ تاکہ وہ بوقت ضرورت الہام نازل ہونے کا گواہ رہے یہ لڑکا نہایت سادہ لوح تھا مسلمانوں کو چھوڑ کر ایک سادہ لوح نابالغ ہندو لڑکے کو شاید اس لئے انتخاب کیا کہ موم کی ناک بن کر رہے۔ اور اس سے ہر قسم کی شہادت دلائی جا سکے۔

ان دنوں میں لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل نام قادیان کے دو ہندو مرزا کے مشیر خاص اور رات دن کے حاشیہ نشین تھے۔ اب معتقدین کا بھی جمگھٹا ہونے لگا۔ خوشامدی 'مفت خورے ہاں میں ہاں ملانے والے بھی ہرطرف سے امنڈ آئے لنگر جاری کر دیا گیا تاکہ ہر شخص الہامی کے مطبخ سے کھانا کھا کر جائے اور شہرت و نمود کا باعث ہو چونکہ مستجاب الدعوات ہونے کے اشتہاروں نے اور اس سے پیشتر لاہور کے مناظروں اور اشتہار بازیوں نے پہلے سے بام شہرت پر پہنچا رکھا تھا نذر و نیاز اور چڑھاوؤں کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ = رجوعات و فتوحات کا شجر آرزو بار آور ہوا اور تمناؤں کی کشت زار لہلہاتی نظر آئی۔ اب لوگوں نے بیعت کی درخواستیں کیں۔ قادیان کا الہامی ہر ایک کو یہی جواب دیتا تھا کہ ابھی ہم کو کسی سے بیعت لینے کا حکم نہیں ہوا۔ اس وقت تک صبر کرو جب کہ اس بارہ میں حکم خداوندی آپہنچے۔

براہین احمدیہ کی تدوین و اشاعت

مرزا کا سب سے بڑا علمی کارنامہ جس پر مرزائیوں کو بڑا ناز ہے۔ کتاب براہین احمدیہ ہے یہ ۵۴۲ صفحات کی کتاب ہے جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مرزا غلام احمد نے اس کتاب میں اپنی کاوش طبع سے ایک حرف بھی نہ لکھا بلکہ جو کچھ زیب رقم فرمایا وہ یا تو علمائے سلف کی کتابوں سے اخذ کیا یا علمائے معاصرین کے سامنے کاسہ گدائی پھرا کر ان کی علمی تحقیقات حاصل کر لیں۔ اور قادیان کے "سلطان القلم" نے انہی کو بحوالہ زینت قرطاس (۱) بنا لیا۔

ابھی یہ کتاب زیر تالیف تھی کہ مرزا نے اس کی طباعت میں امداد دیئے جانے کے لئے بے پناہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا مرزا نے اپنے اشتہارات میں وعدہ کیا تھا کہ غیر مسلم

اقوام میں سے جو کوئی اس کتاب کا جواب لکھے گا اس کو دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا اسلامی روایات میں جوئے کا یہ پہلا موقع تھا جو یورپ کی تقلید سے مذہب کے نام پر کھیلا گیا۔ البتہ اتنی ہوشیاری کی کہ شرطی جوئے کو انعام کے نام سے موسوم کر کے بے خبروں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ دس ہزار روپیہ انعام کا وعدہ پڑھ کر مسلمانوں نے یقین کیا کہ واقعی اسلام کی تائید میں یہ کوئی بہت بڑا توپ خانہ ہوگا جو اغیار کے مذہبی قلعوں کو پاش پاش کر دے گا نتیجہ یہ ہوا کہ چاروں طرف سے روپیہ کی بارش شروع ہو گئی اور مرزا کا دل اپنی اسکیم کی کامیابی پر کنول کے پھول کی طرح کھل گیا۔

---

(۱) تفصیل کے لئے دیکھو کتاب "رئیس قادیان" ۱۲۰

حریص تاجروں کا جذبہ حرص د آز قلیل نفع سے تسکین نہیں پاتا لیکن ہمارا مرزا ایسا تاجر تھا جو کثیر نفع پر بھی مطمئن نہ ہوا تو قیمت پانچ کی جگہ دس روپے کر دی اور صرف یہی نہیں کہ لوگوں سے پیشگی قیمت وصول کی گئی۔ بلکہ والیان ریاست اور اغنیا سے فی سبیل اللہ امداد کرنے کی بھی درخواستیں کیں۔ چنانچہ نواب شاہ جہاں بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نواب صاحب لوہارو 'وزیراعظم پٹیالہ 'وزیراعظم بہاول پور 'وزیر ریاست نالہ گڑھ 'نواب مکرم الدولہ رکن حیدرآباد دکن اور بہت سے رؤسا نے ہر طرح سے امداد کے وعدے فرمائے۔

کتاب براہین کا لب و لہجہ ایسا خراب ہے کہ ممکن نہیں کہ کوئی ہندو یا عیسائی پڑھے اور مشتعل نہ ہو۔ وہی باتیں جو جارحانہ الفاظ اور مبارزانہ انداز میں لکھی تھیں نرم لہجہ اور دلکش الفاظ میں بھی لکھی جا سکتی تھیں۔ اس کتاب نے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف آریوں اور عیسائیوں کے دلوں میں عناد و منافرت کی مستقل تخم ریزی کر دی۔ پنڈت لیکھ رام نے "براہین احمدیہ" کا جواب تکذیب براہیم احمدیہ کے نام سے شایع کیا۔

لیکن یہ جواب کیا تھا۔دشنام دہی اور بدگوئی کا شرمناک مرقع تھااور یقین ہے کہ جب سے بنی نوع انسان عالم وجود میں آیا کسی بدنہاد عدو سے حق نے خدا کے برگزیدہ انبیاء و رسل اور دوسرے مقربان بارگاہ احدیت کو اتنی گالیاں نہ دی ہوں گی جتنی کہ پنڈت لیکھ رام نے اس کتاب میں دیں۔

اس تمام دشنام گوئی کی ذمہ داری مرزا پر عائد ہوتی تھی۔ اسلام کے اس نادان دوست نے ہندوؤں اور ان کے بزرگوں پر لعن طعن کر کے انبیاء کرام کو گالیاں دلائیں۔ براہین احمدیہ میں مرزائی الہامات کی بھی بھرمار تھی۔ اور یہی وہ الہامات تھے جو آئندہ دعوؤں کے لئے عموماً سنگ بنیاد کا حکم رکھتے تھے۔ گو براہین کی طباعت کے بعد بھی بعض علماء حسن ظن کے سنہری جال میں پھنسے رہے لیکن اکثر علماء ایسے تھے جن کی فراست ایمانی نے اس حقیقت کو بھانپ لیا تھا کہ یہ شخص کسی نہ کسی دن ضرور دعویٰ نبوت کرے گا۔

دعوائے مجددیت اور حکیم نورالدین سے ملاقات

ان دنوں میں حکیم محمد شریف کلانوری نے جو مرزا کا یار غار تھا امرتسر میں مطب کھول رکھا تھا۔ مرزا جب کبھی قادیان سے امرتسرا آتا تو اسی کے پاس ٹھہرا کرتا۔ بارہین کی اشاعت کے بعد حکیم مذکور نے مرزا کو مشورہ دیا کہ تم مجدد ہونے کا دعویٰ کر دو۔ کیونکہ اس زمانے کے لئے بھی کسی مجدد کی ضرورت ہے چنانچہ مرزا نے اپنی مجددیت کا ڈھنڈورہ پیٹنا شروع کیا۔ قادیان پہنچ کر بیرونی لوگوں کے پتے منگوانے اور ان کے نام خطوط بھیجنے شروع کیے دول یورپ 'امریکہ و افریقہ کے تمام تاجداران اور ان کے وزراء عمال حکومت دنیا کے مدبروں' مصنفوں 'نوابوں 'راجاؤں اور دنیا کے تمام مذہبی پیشواؤں کے پاس حسب ضرورت انگریزی یا اردو اشتہارات بھجوائے۔ ان اشتہاروں میں اپنے دعویٰ مجددیت کے بعد مکتوب الیہم کو دعوت اسلام دی گئی تھی۔ لیکن مرزائی تجدید کے جذب و اثر کا کمال دیکھو کہ بیس ہزار دعوتی اشتہارات کی ترسیل کے باوجود ایک غیر مسلم بھی حلقہ اسلام میں داخل نہ ہوا ان ایام میں حکیم نورالدین بھیروی ریاست جموں و کشمیر میں ریاستی طبیبوں

کے زمرہ میں ملازم تھا۔

یہ حکیم نورالدین ایک لامذہب شخص تھا۔ اور اگر کسی مذہب سے کوئی لگاؤ تھا تو وہ نیچری مذہب تھا (دیکھو سیرۃ المہدی جلد ۲ صفحہ ۵۷) ان ایام میں سرسید احمد خاں سے حکیم نورالدین کی کچھ خط و کتابت ہوئی جب مرزا غلام احمد کو اس خط و کتابت کا علم ہوا تو اسے یقین ہوا۔ کہ اس شخص کی رفاقت ہر طرح سے بام مقصد تک پہنچا سکتی ہے۔ چنانچہ جموں جاکر حکیم سے ملاقات کی اور یہ معلوم کرکے مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ حکیم بالکل اسی کا ہم مذاق واقع ہوا ہے ان ایام میں حکیم نورالدین شیخ فتح محمد رئیس جموں کا کرایہ دار تھا یہاں دس بارہ روز تک مختلف مسائل پر گفتگو رہی۔ آخر آئندہ کا لائحہ عمل تیار کیا گیا اور مرزا نے قادیان کو مراجعت کی۔ ان واقعات کی تفصیل کتاب "رئیس قادیاں" میں ملے گی کچھ دنوں کے بعد مرزالدھیانہ گیا اور اپنی مجددیت کا اعلان کیا۔ چنانچہ بہت سے سادہ لوح آدمی حلقہ مریدین میں داخل ہوئے۔

مولوی محمد' مولوی عبداللہ اور مولوی اسمٰعیل صاحبان نے جو تینوں حقیقی بھائی تھے۔ اور علمائے لدھیانہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ کہیں سے کتاب "براہین احمدیہ" حاصل کر کے اس کا مطالعہ شروع کردیا۔ اسمیں الحاد و زندقہ کے طومار نظر آئے انہوں نے شہر میں اعلان کردیا کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ ملحد و زندیق ہے۔ اس کے بعد علماء لدھیانہ نے مرزا کی تکفیر کا فتویٰ بھی دیا۔ اور اشتہارات چھپوا کر تقسیم کرائے۔ تھوڑے دن کے بعد علمائے حرمین کی طرف سے بھی مرزا کے کفر کے فتوے ہندوستان پہنچ گئے۔

سنہ ۱۸۸۴ء میں براہین احمدیہ کا چوتھا ایڈیشن شائع کیا۔ انہی ایام میں مرزا نے دہلی جا کر نصرت بیگم نام ایک نوکتخدا لڑکی سے شادی کی۔ پہلی بیوی تو پہلے ہی اپنے میکے میں اجڑی بیٹھی تھی۔ دوسری بیوی کی آمد پر پہلی کے آباد ہونے کی رہی سہی امید بھی منقطعہو گئی جب مرزا نے دیکھا کہ علمائے حرمین کا فتویٰ تکفیر راہ ترقی میں حائل ہو رہا ہے تو ۱۸۸۵ء کے اوائل میں اس مضمون کے آٹھ ہزار انگریزی اور شاید ہزار ہا اردو اشتہارات طبع کرا کر تقسیم کرائے۔ کہ جو شخص قادیاں آکر صبرو استقلال اور حسن نیت کے ساتھ ایک سال

تک میری صحبت میں رہے گا اسے معجزے دکھائے جائیں گے۔

اعجاز نمائی کے وعدوں کے اشتہار یورپی پادریوں کو سب سے زیادہ بھیجے گئے تھے اور مرزا کو یقین تھا کہ کثیر التعداد پادری قادیان آئیں گے اس لئے ان موہوم مہمانوں کے قیام کے لئے اپنے مکان سے ملحق بڑی عجلت سے ایک گول کمرہ تعمیر کرایا۔ لیکن افسوس کہ کسی یورپی پادری کو قادیان آنے اور اس گول کمرے میں قیام کرنے کی سعادت نصیب نہ ہوئی البتہ پنڈت لیکھ رام نے معجزہ دیکھنے کے اشتیاق میں قادیاں کے یک سالہ قیام و انتظار پر آمادگی ظاہر کی۔ مرزا نے اس کے متعلق خط و کتابت شروع کی لیکن پانچ چھ مہینوں کی خط و کتابت کے باوجود کوئی نتیجہ بر آمد نہ ہوا۔ انجام کار پنڈت بذات خود قادیاں پہنچ کر مرزا کے گلے کا ہار ہوگیا۔ آخر مرزا نے بہ ہزار مشکل اس "جن" سے پیچھا چھوڑایا۔ پنڈت لیکھ رام کی دلچسپ خط و کتابت کے لئے کتاب "رئیس قادیان" کی طرف رجوع فرمایئے اسی طرح رسالہ "سراج منیر" اور دوسرے رسالوں کی اشاعت کے سبز باغ دکھا کر مرزا نے مسلمانوں سے جو پیشگی رقمیں وصول کیں اور پھر خواب بے اعتنائی میں سو گیا۔

ہوشیار پور میں چلہ کشی اور پسر موعود کی پیشگوئی

مرزا غلام احمد نے کسی پیر طریقت کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک حاصل نہ کیا تھا۔ہاں ایک مرتبہ چلہ کشی کا ضرور قصد کیا۔ وہ بے چارہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ کسی شیخ کامل کی راہ نمائی کے بغیر اس کوچہ میں قدم رکھنا کس درجہ خطرناک ہے۔ بہرحال اس غرض کے لیے تین مریدوں کو ساتھ لے کر ہوشیار پور کو روانہ ہوا۔ اور شیخ مہر علی کے طویلہ میں قیام کیا۔ چونکہ مجدد وقت کا کوئی کام نام و نمود اور شہرت طلبی کے جذبات سے خالی نہ تھا اس لیے چلہ کشی کی نمائش بھی ضروری تھی۔ مرزا نے دستی اشتہارات چھپوا کر اپنے چلے کا اعلان کر دیا اور حکم دیا کہ چالیس دن تک کوئی شخص ملنے کو نہ آئے۔ چلہ گزر جانے کے بعد بیس دن تک ہوشیار پور میں قیام رہے گا۔ اس وقت ہر شخص ملاقات کر سکے گا۔

صوفیہ کرام چلوں میں سد رمق سے زیادہ غذا نہیں کھاتے۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں لیکن مجدد وقت اپنے نام نہاد چلے میں بھی بدستور کھاتا پیتا رہا۔ معلوم نہیں اس چلہ کی غرض و غایت کیا تھی؟ بظاہر تو شیاطین کو مسخر اور تابع فرمان بنانا مقصود تھا۔ اگر واقعی یہی مقصود تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کوشش میں مرزا کو ضرور کامیابی ہوئی۔ کیونکہ کوئی نورانی ہستی آکر مرزا سے باتیں کرتی رہتی تھی۔ چنانچہ مرزا نے ایک دفعہ عبداللہ سنوری سے جو مرزا کو بالاخانہ پر کھانا پہنچانے جایا کرتا تھا کہا کہ خدا تعالیٰ بعض اوقات دیر دیر تک مجھ سے باتیں کرتا رہتا ہے۔ اقبال مند بیٹے کے متعلق اسی چلہ میں الہامات ہوئے تھے۔ ان ایام میں نصرت بیگم صاحبہ حاملہ تھیں' مرزا نے یہ سمجھ کر کہ پسر موعود کے الہام کرنے والا رب العالمین ہے قادیاں پہنچتے ہی دھڑلے سے پسر موعود کی پیش گوئی کردی مگر پیشین گوئی جھوٹی نکلی اور مرزا کو بہت کچھ خفت اٹھانی پڑی۔ اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دیر دیر تک باتیں کرنیوالی کون ذات شریف تھی؟ مرزا کو اس کے پسر موعود کا نام عنموائیل بتایا گیا تھا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو عنموائیل کی موعودہ آمد کا اعلان کیا۔ اس اعلان میں اپنا یہ الہام درج کیا۔

تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ مبارک ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے وہ صاحب شکوہ اور صاحب عظمت و دولت ہوگا۔ وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے لوگوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و الاخر مظہر الحق و العلا کاناللہ نزل من السماء وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

ایک پادری نے اس پیشین گوئی کا مذاق اڑایا تو مرزا نے ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو ایک اور اشتہار شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ یہ صرف پیشن گوئی ہی نہیں بلکہ عظیم الشان آسمان نشان ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی

صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل ہے۔ خدا نے ایسی بابرکت روح کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔

اس کے بعد ایک اشتہار میں لکھا کہ آج ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو اللہ جل شانہ کی طرف سے اس عاجز پر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونے والا ہے۔ ان ایام میں مرزا کے مرید بھی دعائیں مانگ رہے تھے کہ پسر موعود جلد پیدا ہو۔ غرض ہزار انتظار کے بعد وضع حمل کا وقت آیا۔ لیکن پسر موعود کی جگہ لڑکی پیدا ہوئی۔

لوگوں نے مرزا کا خوب مذاق اڑایا۔ اور اعتراضات کی آندھیاں افق قادیاں پر ہر طرف سے امنڈ آئیں۔ لڑکی کی پیدائش پر استہزا و تمسخر کی جو گرم بازاری ہوئی اس نے قادیاں پر بہت کچھ افسردگی طاری کر دی۔ اس لئے مرزا ہر وقت دست بدعا تھا کہ کسی طرح بیوی مکرر حاملہ ہو کر لڑکا جنے۔ اور وہ لوگوں کو عنموائیل کی پیدائش کا مژدہ سنا کر سرخرو ہو سکے۔ آخر خدا خدا کر کے گوہر شاہوار صدف رحم میں منعقد ہوا۔ اور نصرت بیگم صاحبہ نے نو مہینہ کے بعد اپنی کوکھ سے عنموائیل برآمد کر کے مرزا کی گود میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر مرزا کی باچھیں کھل گئیں اور زمین و آسمان مسرت کے گہوارے بن گئے۔

۷ اگست ۱۸۸۷ء کو عنموائیل پیدا ہوا۔ اور مرزا نے اسی دن "خوشخبری" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں پیشن گوئی کی تھی وہ آج ۱۲ بجے رات کے پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

اب دیکھنا چاہئے کہ یہ کس قدر بزرگ پیشنگوئی ہے جو ظہور میں آئی عنموائیل قریباً سوا سال تک زندہ رہا۔ اس کے بعد ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو طعمہ اجل ہو گیا۔ اسکے مرنے پر طعن و تمسخر کے طوفان ہر طرف سے اٹھے۔ لیکن مرزا کے لئے خاموشی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ چونکہ اعتراضات کی آندھیاں برابر چلتی رہتی تھیں۔ اس لئے قریباً سوا تین سال

کے بعد یعنی جنوری ۱۸۹۲ء کو ایک اشتہار زیر عنوان "مصنفین کے غور کے لائق" شائع کیا۔ جس میں لکھا کہ میں نے غلطی سے اس لڑکے کو پسر موعود خیال کر لیا تھا۔ اس میں الہام الٰہی کا کوئی قصور نہیں ہے۔"

اس معذرت خواہی کے ساڑھے سات سال بعد یعنی ۱۴ جون ۱۸۹۹ء کو جب مرزا کے گھر میں ایک لڑکا "مبارک احمد" پیدا ہوا تو مرزا نے اسی کو عنموائیل قرار دینے کی کوشش کی (دیکھو مرزا کی کتاب "تریاق القلوب" طبع اول صفحہ ۷۰) حالانکہ مبارک احمد نو سال کی مدت معہودہ کے سوا چار سال بعد پیدا ہوا تھا۔ مگر مرزا کی بد نصیبی سے یہ لڑکا بھی عالم طفولیت ہی میں داغ مفارقت دے گیا۔ اور اس طرح فرزند موعود کی اقبال مندیوں کے سارے افسانے طاق اہمال پر رکھے رہ گئے۔ آج کل مرزائی لوگ خلیفہ المسیح مرزا محمود احمد کے سر پر عنموائیلیت کا تاج رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ان کی یہ کوشش بے سود ہے۔ کیونکہ خود مرزا نے یہاں محمود احمد کو بھی عنموائیل موعود نہ بتایا۔

مرزا محمود احمد کی پیدائش ۱۸۸۹ء میں ہوئی تھی۔ اس کے فوراً بعد مرزا غلام احمد نے از سر نو عنموائیل کی پیدائش کی پیشین گوئی ۱۸۹۱ء میں اس وقت کی جب میاں محمود احمد کی عمر پونے دو سال کی تھی چنانچہ کتاب ازالہ اوہام میں جو ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی مرزا نے لکھا کہ خدا نے ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہو گا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہو گی۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔

مسیح بننے کے لئے مضحکہ خیز سخن سازی

مرزا نے اوائل میں بہت دن تک دعویٰ مجددیت ہی پر اکتفا کیا تھا۔ مگر چونکہ ہر راسخ العلم قاطع بدعات عالم دین مجدد ہو سکتا ہے اس لیے بظاہر اس منصب کو کچھ غیر وقیع سا سمجھ کر ترقی و اقدام کی ہوس دامن گیر ہوئی۔ اور کوئی عظیم القدر ٹھوس دعویٰ کر کے اپنی عظمت کو ثریا سے ہم دوش کرنے کا قصد کیا۔ آخر طبیعت نے فیصلہ کیا کہ مسیحیت کا

تاج زیب سر کرنا چاہئے لیکن کمال ہوشیاری اور معاملہ فہمی سے کام لے کر یک بیک مسیح نہ بنا۔ بلکہ تدریج کو ملحوظ رکھا سب سے پہلے حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات اور آپ کی آمد ثانی سے انکار کیا۔ حالانکہ کتاب "براہین احمدیہ" صفحہ ۴۹۸) میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کا اقرار کر چکا تھا۔ اس کے بعد یہود و نصاریٰ کی طرح یہ کہنا شروع کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے تھے۔ (نزول المسیح مولفہ مرزا ص ۱۸) اس کے بعد یہ پروپیگنڈہ شروع کیا کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ جب مرید اس دعویٰ کے متحمل ہو گئے تو کچھ عرصے کے بعد یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا کہ احادیث نبویہ میں جس مسیح کے آنے کی پیشن گوئی تھی وہ میں ہوں۔

جب اس سے کہا گیا کہ حدیثوں میں تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے تشریف لانے کی پیشگوئی ہے اور تم غلام احمد بن غلام مرتضےٰ ہو تو جوب دیا کہ میں ہی عیسیٰ بن مریم بنا دیا گیا ہوں۔ پوچھا گیا کہ ایک شخص دوسری شخصیت میں کیوں کر تبدیل ہو سکتا ہے؟ تو کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ کی بعض روحانی صفات طبع عادت اور اخلاق وغیرہ خدا تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھی ہیں اور دوسرے کئی امور میں میری زندگی کو مسیح بن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے۔ اس بناء پر میں مسیح ہوں (ازالہ اوہام طبع پنجم ص ۷۹) لیکن جب کہا گیا کہ جناب عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض روحانی صفات، طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ تو خدائے برتر بہت سے اہل اللہ کی فطرت میں بھی ودیعت فرما دیتا ہے اور ان کی زندگی کو حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی زندگی سے اشد مشابہت ہوتی ہے تو پھر وہ سب حضرات بھی مسیح موعود ہونے چاہئیں۔ اس میں تمہاری کونسی خصوصیت ہے کوئی وجہ نہیں کہ تم تو کسی من گھڑت مناسبت کی بناء پر مسیح بن مریم بن جاؤ۔ اور عارفین حقیقی اشتراک صفات کے باوجود "مسیح موعود" نہ سمجھے جا سکیں۔

با معقول تھی مرزا سے اس کا کوئی جواب نہ بن پڑا۔ آخر گیارہ سال کی سخت دماغی کدوکاوش کے بعد کشتی نوح میں جسے ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع کیا تھا اپنے مسیح بن مریم بن جانے کا یہ ڈھکوسلہ پیش کیا" گو خدا نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم

رکھا۔ پھر دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ "براہین احمدیہ" کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین کے صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ (کشتی نوح صفحہ ۴۶ ۔ ۴۷)

جب مرزا بیک وقت جنبش قلم ایک خیالی حمل کے ذریعے سے مسیح بن مریم بن چکا تو ہر طرف سے مطالبہ ہونے لگا کہ اگر تم سچے مسیح ہو تو تم بھی حضرت روح اللہ کی طرح کوئی مسیحائی دکھاؤ۔ زیادہ نہیں تو مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے انہی معجزات میں سے کوئی معجزہ دکھا دو۔ جو قرآن پاک میں دو جگہ مذکور ہیں۔ یہ مطالبہ نہایت معقول تھا۔ لیکن مرزا کے پاس سخن سازی کے سوا رکھا ہی کیا تھا۔ سوچنے لگا کہ اب کیا بات بناؤں! آخر اس کے سوا کوئی چارہ کار نظر نہ آیا کہ سرے سے معجزات مسیح علیہ السلام کے وجود ہی سے انکار کر دے۔ واقعی کسی چیز کی ذمہ داری سے بچنے کا یہ نہایت آسان علاج ہے کہ اس چیز کے وجود ہی سے انکار کر دیا جائے۔ مرزا نے معجزات مسیح علیہ السلام کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ اپنی بد نصیبی سے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ معجزات مسیح علیہ السلام کا مذاق نہیں تھا۔ بلکہ فی الحقیقت کلام الٰہی کا مذاق اور انکار و استخفاف تھا۔ انہی ایام میں مولوی محمد حسین بٹالوی سے مرزا کی سخت کشیدگی ہو گئی۔

حکیم نورالدین کا جموں سے اخراج

حکیم نورالدین مہاراجہ جموں و کشمیر کا خاص طبیب تھا۔ وہ ریاست سے کیوں خارج کیا گیا؟ اس کی دلچسپ تفصیل آپ کو کتاب "رئیس قادیان" میں ملے گی۔ مختصر یہ ہے کہ وہ ریاست کشمیر کے علاقہ کشتواڑ میں ایک مرزائی سلطنت قائم کرنا چاہتا تھا اور اس کے لیے

اسباب مہیا کیے جا رہے تھے۔ حکیم نورالدین کی کوششوں سے مرزائیت کو ریاست جموں و کشمیر میں جتنا فروغ نصیب ہوا اس سے کہیں زیادہ اس کا پنجاب میں نشوونمو ہو رہا تھا۔ اور جوں جوں یہ جماعت ترقی کرتی جاتی تھی حکام کا سوءِ ظن بھی بڑھتا جاتا تھا کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ مبادہ مرزا غلام احمد بھی محمد احمد سوڈانی کی طرح زور پکڑ کر مشکلات کا موجب بن جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ گو مرزا نے تقدس کی دکان ابتداء میں محض شکم پری کے لیے کھولی تھی۔ لیکن ترقی کر کے سلطنت پر فائز ہونے کا لائحہ عمل بھی شروع سے اس کے پیش نظر تھا۔ آخر کیوں نہ ہوتا مغل اعظم سلطان عالم گیر اورنگ زیب غازی کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا مگر افسوس کہ حکیم نورالدین کے اخراج سے مرزائی سلطنت کے بنے بنائے نقش بگڑ گئے اور متوقع سلطنت کی جگہ حکومت کی دشمنی خرید لی۔

اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر حکیم نورالدین کو ریاست سے خارج نہ کیا جاتا تو بھی وہ اور مرزا غلام احمد قیام سلطنت میں کامیاب نہ ہو سکتے۔ کیونکہ جب مرزا غلام احمد مدت العمر قادیان کی ان مسجدوں کو بھی آزاد نہ کرا سکا۔ جنہیں سکھوں نے اب تک دھرم شالہ بنا رکھا تھا (دیکھو ازالہ اوہام طبع پنجم صفحہ ۵۷) تو پھر سلطنت کا قیام ایک موہوم چیز تھی۔ لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ اگر وہ لوگ کسی طرح قیام سلطنت میں کامیاب ہو جاتے تو قادیان کی مسجدیں خود ہی آزاد ہو جاتیں۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ حکیم نورالدین کے اخراج کے بعد حکومت وقت حکیم نورالدین اور مرزا غلام احمد پر بغاوت کا مقدمہ چلانا چاہتی تھی۔ لیکن انہوں نے کچھ قول و قرار کیے جس کی بناء پر کسی تشدد کی ضرورت نہ رہی۔" عجب نہیں کہ یہ بیان صحیح ہو کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد مرزا غلام احمد کے رویہ میں یک بیک تبدیلی پیدا ہو گئی اور قیام سلطنت کی توقعات کو تین سو سال تک موخر کر کے انگریز کی خوشامد اور مدح و توصیف کا نغمہ چھیڑ دیا۔ اور پھر خوشامد میں اعتدال اور میانہ روی ملحوظ رہتی تو بھی ایک بات تھی لیکن مرزا نے تو اپنی افتادِ طبیعت سے مجبور ہو کر تملق و خوشامد کا خوف ناک طوفان برپا کر

دیا یہاں تک کہ خوشلد ہی اس کا اوڑھنا بچھونا بن گئی۔ اس خوشلد شعاری کی چند بانگیاں ملاحظہ ہوں۔ لکھتا ہے۔

"پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد و حفظامن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسری مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے۔ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں 'بلکہ برابر سترہ سال کا ہے"۔

(کتاب البریہ صفحہ ۷)

سول ملٹری گزٹ لاہور میں میری نسبت ایک غلط اور خلاف واقعہ رائے شائع کی گئی ہے کہ گویا میں گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ اور مخالفانہ ارادے رکھتا ہوں لیکن یہ خیال سراسر باطل اور دور از انصاف ہے میرے والد نے ۱۸۵۷ء کے غدر میں پچاس گھوڑے خرید کر اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی نذر کیے تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۱۹۲) میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گذرا ہے میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچادیا ہے۔

میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونیں اور مسیح خونیں کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں

کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں (تریاق القلوب) انگریزوں کا اس ملک میں آنا مسلمانوں کے لیے درحقیقت ایک نہایت بزرگ نعمت الٰہی ہے۔ تو پھر جو شخص خدا تعالیٰ کی نعمت کو بے عزتی کی نظر سے دیکھے وہ بلاشبہ بدذات اور بدکردار ہے (ایام الصلح) میں جانتا ہوں کہ بعض جاہل مولوی میری ان تحریرات سے ناراض ہیں اور مجھے علاوہ اور وجوہ کے اس وجہ سے بھی کافر قرار دیتے ہیں لیکن مجھے ان کی ناراضگی کی کچھ پرواہ نہیں۔ تبلیغ رسالت جلد ۳۔

دعوائے مہدویت

اس وقت تک مرزا مسیحیت ہی کا مدعی تھا۔ مہدی نہیں بنا تھا۔ احادیث نبویہ کے رو سے حضرت مسیح علیہ السلام اور جناب مہدی علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں ظاہر ہوں گے ۱۸۹۲ء میں ایک عالم ربانی نے مرزا سے پوچھا کہ تم مسیح ہو تو حضرت مہدی علیہ السلام کہاں ہیں؟ جو ان کے عہد سعادت میں ظاہر ہونے والے تھے؟ مرزا نے کہا وہ بھی میں ہوں" لیکن اس کے بعد دعوے مہدویت میں مرزا کی ہمیشہ گومگو حالت رہی۔ کبھی تو مہدویت کا مدعی بن بیٹھتا تھا اور کبھی حکومت کے خوف سے کانوں پر ہاتھ رکھنے لگتا تھا۔

چونکہ مرزا کو تائید ربانی حاصل نہ تھی۔ اور باوجود بڑی بڑی لن ترانیوں اور خود ستائیوں کے قلم اور زبان کی دنیا سے باہر نکل کر اپنے دعووں کی تائید میں کوئی بیرونی شہادت پیش نہیں کرسکتا تھا۔ اس لیے اس کی دوکانداری کا سارا مدار سخن سازی پر تھا۔

ایک مرتبہ اسے شوق چرایا کہ اپنے مہدی ہونے کی کوئی بیرونی شہادت پیش کرے اس کوشش میں اس نے ۲۶ مئی ۱۸۹۲ء کو "نشان آسمانی" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا جس میں اپنے مہدی آخر الزماں ہونے کے ثبوت میں شاہ نعمت اللہ کرمانی کا قصیدہ پیش کیا۔ لیکن قصیدہ کا صحیح مصداق کرنے کی کوشش میں اس پر تحریف و تبدیل کے کچھ ایسے کند ہتھیار چلائے کہ اس کا حلیہ ہی بگڑ گیا۔ مرزا نے نہ صرف قصیدہ کے اشعار کی ترتیب حسب مراد بدل ڈالی اور بعض الفاظ و تراکیب کو مقدم موخر کردیا بلکہ خود مہدی علیہ السلام کے اسم گرامی میں بھی تحریف کردی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا نام مبارک محمد بن عبداللہ ہوگا۔ شاہ نعمت اللہ کے قصیدہ میں بھی احادیث نبویہ کے بموجب حضرت مہدی علیہ السلام کا نام نامی محمد ہی مذکور ہے۔ چنانچہ پروفیسر براؤن نے "تاریخ ادبیات ایران" میں جہاں یہ قصیدہ نقل کیا ہے وہاں یہ شعریوں درج کیا ہے۔

اح م و دال مے خوانم   نام او نامدار مے بینم

مرزائیوں کے "سلطان القلم" نے شعر میں تصرف تو کیا۔ لیکن تصرف و تحریف کے

لیے بھی سلیقہ درکار ہے۔ مرزا اس ردوبدل کے وقت اتنا بھی احساس نہ کرسکا کہ اس سے شعر کا وزن درست نہ رہے گا۔ اس نے اپنی کم سوادی سے میم اور الف کو ہم وزن سمجھ لیا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ کو دعوت مبارزت

مرزائیت کی تردید میں آج تک جو ہزاروں لاکھوں کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں شاید سب سے پہلی کتاب "شمس الہدایہ" تھی جو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے جو علم حدیث میں مولانا احمد علی صاحب محدث سہارن پوری مرحوم کے شاگرد ہیں۔ آج سے قریبا چالیس سال پہلے زیب رقم فرمائی۔ اس کتاب میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو اس طرح منقح کیا گیا ہے کہ اس کے بعد کسی دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مرزائی حلقوں میں کہرام مچ گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مرزا نے اپنے حواری خاص مولوی محمد حسن امروہی سے اس کا جواب بنام "شمس بازغہ" لکھوا کر شائع کیا۔ حضرت پیر صاحب نے "شمس بازغہ" کی تردید میں کتاب "سیف چشتیائی" لکھی۔ یہ کتاب آج تک کئی مرتبہ چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ لیکن گزشتہ ۲۸ سال کی طویل مدت میں امت مرزائیہ کو اس کا جواب لکھنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ جب کتاب "سیف چشتیائی" نے مرزائیت کے سارے بخیے ادھیڑ دیئے اور مرزائیت کا جنازہ ذلت و رسوائی کے بحر ظلمات میں ڈوبتا نظر آیا تو مرزا غلام احمد نے اس تن مردہ میں از سر نو زندگی کی روح پھونکنی چاہی۔

چنانچہ اس کوشش میں ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک مطبوعہ اعلان میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب اور ہندوستان بھر کے دوسرے چھیاسی علمائے کرام و صوفیائے عظام کو لاہور آ کر مناظرہ کرنے کی دعوت دی اور لکھا کہ "مہر علی شاہ صاحب اپنی رسمی مشیخت کے غرور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اس سلسلہ آسمانی کو مٹا دیں۔ اس غرض سے انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں جو اس بات پر کافی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن اور حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ وہ اپنی کتاب کے ذخیرہ لغویات میں ایک بھی

ایسی بات پیش نہیں کر سکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف اس دھوکا میں پڑے ہوئے ہیں کہ بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا حالانکہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کب اور کس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے اور ناحق نزول کے لفظ کے الٹے معنے کرتے ہیں اگر مہر علی شاہ صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو میں فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ پیر صاحب میرے مقابل سات گھنٹہ تک زانو بہ زانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں۔ جو تقطیع کلاں کے بیس ورق سے کم نہ ہو۔ پھر دونوں تفسیریں تین عالموں کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا سنائی جائیں۔ جس کی تفسیر کو وہ حلفاً پسند کریں وہ موید من اللہ سمجھا جائے۔ مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی امرتسری اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کرلیں جو ان کے مرید اور پیرو نہ ہوں۔

اگر پیر صاحب کی تفسیر بہتر ثابت ہوئی تو میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اپنے دعووں کے متعلق ہیں جلا دوں گا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا اور اگر وہ مقابلہ میں مغلوب ہو گئے یا انہوں نے مباحثہ سے انکار کر دیا تو ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں میں مکرر لکھتا ہوں کہ پیر صاحب مباحثہ میں بالکل ناکام رہیں گے بلکہ مباحثہ کے لئے لاہور ہی نہیں آئیں گے اور میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا جب کہ پیر مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی نہ لکھ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم تھوکیں اور نفرت کریں۔ کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں مومن مستجاب الدعوات جانتے ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا کریں اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے مامور مرسل کے دشمن ہیں اس لیے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔ یاد

رہے کہ مقام بحث بجز لاہور کے جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا= اگر میں حاضر ہوا تو اس صورت میں بھی کذاب سمجھا جاؤں گا انتظام مکان جلسہ پیر صاحب کے اختیار میں ہوگا۔ اگر ضرورت ہوگی تو بعض پولیس کے افسر بلا لیے جائیں گے اور لعنت ہو اس پر جو تخلف یا انکار کرے۔"

مرزا کو پورا یقین تھا کہ پیر صاحب جو نہایت معمور الاوقات اور عزلت گزیں بزرگ ہیں اور ذکر الٰہی ان کا دن رات کا مشغلہ ہے مناظرہ کے لیے ہرگز نہیں آئیں گے اور مریدوں کے سامنے یہ شیخی بگھارنے کا موقع مل جائے گا کہ پیر صاحب گولڑی جیسا فاضل اجل جس کے لاکھوں مرید ہیں میرے مقابلہ کی جرات نہیں کر سکا۔

لیکن یہ دیکھ کر مرزا کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ کہ پیر صاحب نے سچ مچ اس چیلنج کو منظور کر لیا اور ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو لکھ بھیجا کہ "مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا اشتہار آج ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء کو نیازمند کی نظر سے گذرا۔ خاکسار کو دعوت حاضری جلسہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب منظور ہے لیکن درخواست یہ ہے کہ میری بھی ایک گزارش کو شرائط مجوزہ کے سلک میں منسلک فرما لیا جائے اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب اجلاس میں پہلے اپنی مسیحیت و مہدویت کے دلائل پیش کریں۔ اور میں مرزا صاحب کے دلائل کا جواب دوں" اگر مرزا صاحب کے تجویز کردہ تینوں حکم اس بات کو تسلیم کر لیں کہ مرزا صاحب اپنے دعوے کو پایہ ثبوت تک نہیں پہنچا سکے تو وہ میرے ہاتھ پر توبہ کریں۔ میں اپنی طرف سے تاریخ مناظرہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء بمقام لاہور مقرر کرتا ہوں لہٰذا لازم ہے کہ آپ تاریخ مقررہ پر لاہور پہنچ جائیے لاہور امرتسر اور بعض دوسرے مقامات کے علماء کو ہم خود جمع کر لیں گے۔ دوسرے علماء کے جمع کرنے کا ذمہ نہیں لے سکتے"

الغرض جب تمام مراحل طے ہو گئے تو حضرت پیر صاحب بروز جمعہ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ء کو علماء کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں سے اکثر کے نام مرزا کی فہرست میں درج تھے لاہور تشریف لے آئے مناظرہ لاہور کی شاہی مسجد میں قرار پایا۔ ہر شخص کو یقین تھا کہ قادیانی بھی وقت معہودہ پر پہنچ جائے گا

مگر اسے حق کے رعب نے مقابلہ پر آنے کی اجازت نہ دی البتہ اس کی جگہ ایک مطبوعہ اشتہار لاہور میں تقسیم کرا دیا کہ پیر صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے۔ واقعی یہ بھی مسیح قادیان کا ایک معجزہ تھا کہ قادیان کے باہر قدم رکھنے کی تو خود جرات نہ ہوئی اور مقابلہ سے راہ فرار پیر صاحب نے اختیار کی اور صرف یہی نہیں کہ پیر صاحب کو ہزیمت و فرار کے اشتہار ان کی مراجعت کے بعد شایع کیے گئے ہوں بلکہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں کہ جب یوم مباحثہ کی صبح کو پیر صاحب اور دوسرے لوگ شاہی مسجد کی طرف جا رہے تھے تو راستہ میں ہر جگہ نہایت چوب قلم اشتہارات لاہور کی دیواروں پر چسپاں پائے گئے جن کا یہ عنوان تھا "پیر مہر علی کا فرار" جو لوگ پیر صاحب کو بچشم خود لاہور میں دیکھ رہے تھے وہ بزبان حال کہہ رہے تھے۔

این چہ می بینم بہ بیداری ست یارب یا بخواب

آخر جب پیر صاحب ۲۹ اگست کے روز بعد انتظار بسیار لاہور سے مراجعت فرما ہوئے تو مرزا کا ایک زرد رنگہ اشتہار جو بزبان حال مرزائی ہزیمت اور زردوئی کی شہادت دے رہا تھا بلا تاریخ نکلا جس میں لکھا تھا کہ پیر صاحب نے ہمارا طریق فیصلہ منظور نہ کیا اور چال بازی کی۔ اس کے بعد ایک اور اعلان بھی شائع کیا جس کا عنوان "آخری حیلہ" تھا گو اس اشتہار پر تاریخ طبع ۲۸ درج تھی لیکن یہ لاہور میں پیر صاحب کی مراجعت کے کئی دن بعد تقسیم ہوا۔ اس میں لکھا تھا "اب مجھے معلوم ہوا کہ لاہور کے گلی کوچوں میں پیر صاحب کے مرید اور ہم مشرب شہرت دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے لاہور میں پہنچ گئے تھے مگر مرزا بھاگ گیا۔ حالانکہ یہ تمام باتیں خلاف واقعہ ہیں۔ بلکہ خود پیر صاحب بھاگ گئے ہیں میں بہرحال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر سلفہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوش سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے تو اس صورت میں لاہور جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے اس فتنہ اور اشتعال کے وقت میں بجز شہر کے رئیسوں کی پوری طرح کی ذمہ داری کے لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم

رکھنا ہے (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹ ۱۴۲)۔

اس اعلان کے متعلق منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ لاہور نے جو سالہا سال تک مرزائی رہنے کے بعد مرزائیت سے تائب ہوئے تھے۔ کتاب "عصائے موسیٰ" میں لکھا جب مرزا صاحب لاہور آنے سے ایسے ہراساں و ترساں تھے تو اول خود ہی اشتہار دے کر اپنی جان کو خطرے میں کیوں ڈالا؟ مرزا صاحب نے خود ہی تو تمام دنیا کو مقابلہ کے لئے بلایا اور اشتہار پر اشتہار شایع کیے اور جب آپ کے حکم کی تعمیل میں حضرت پیر صاحب اور دوسرے حضرات جمع ہوئے تو فرمانے لگے کہ ایسے مجمع میں جانا تو گویا آگ میں کود پڑنا ہے۔ ذرا غور کرو کہ اللہ کے مرسل تو سچ مچ دہکتی ہوئی آگ میں ڈالے دیئے گئے۔ لیکن حافظ حقیقی نے انہیں ہر طرح سے محفوظ رکھا لیکن آپ محض خیالی اور مجازی آگ میں قدم رکھنے سے بھی ڈر گئے جو خود بدولت ہی کی سلگائی ہوئی تھی سچا مومن تو خیرالحافظین کے حفظ و امن اوراس کی نصرت بخشیوں کا بھروسہ کر کے ہر خطرے کا مقابلہ کرتا ہے لیکن منافق لوگ اس طرح قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہیں۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

گو مرزا صاحب کو لاہور آنے کی جرات نہ ہوئی لیکن ہر کس و ناکس کو مرزا صاحب کے اس قول کی تصدیق ہو گئی کہ اگر میں حاضر نہ ہوا تب بھی کاذب سمجھا جاؤں گا (عصائے موسیٰ صفحہ ۴۲۱) اس کے بعد مرزا نے اپنے رسالہ اربعین کے نمبر ۴ میں شکوہ کیا کہ پیر صاحب نے اپنے جوابی اشتہار میں تحریری مقابلہ سے پہلے نصوص قرآن و حدیث کے رو سے مباحثہ کیے جانے کی کیوں خواہش کی؟ افسوس مرزا نے یہ شکایت کرتے وقت اتنا انصاف نہ کیا کہ انہوں نے خود ہی تو پیر صاحب کو علم قرآن و حدیث سے بے بہرہ بتایا تھا اور ان کی کتاب "شمس الہدایہ" کو جو مرزائیت شکنی میں بہترین کتاب ہے۔ ذخیرہ لغویات قرار دیتے ہوئے ان سے رفع و نزول مسیح علیہ السلام کے دلائل پیشکرنے کا مطالبہ کیا تھا

حالانکہ پیر صاحب شمس الہدایہ میں اس کے بیسیوں دلائل پیش کر چکے تھے۔ پس اگر پیر صاحب نے تفسیر نویسی کے مقابلہ سے پہلے مرزائی کج روی اور رفع و نزول مسیح علیہ السلام کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے لئے تھوڑے سے زبانی مناظرہ کی بھی خواہش کی تو کیا بے جا کیا؟ اور پھر یہ کہ جب مرزا جی نے حضرت پیر صاحب کے مطالبہ کو شرف قبولیت نہ بخشا تو پیر صاحب نے بھی اس پر کچھ اصرار نہ فرمایا تھا بلکہ مرزا کی دس شرطوں کو ہی قبول فرما کر مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے لاہور تشریف لے آئے تھے اور پیر صاحب کے اشتہار مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۰۰ء میں مرزا کے تمام شرائط منظور ہو کر ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کو جانبین کا لاہور پہنچ جانا قرار پا چکا تھا جس کے لئے مرزا کے پاس بشرط انصاف و دیانت کسی عذر خواہی اور حیلہ گری کی گنجائش نہ تھی (عصائے موسیٰ) بہرحال مرزا کی اس شاندار پسپائی نے قادیاں کے خلاف شکنجہ ملامت کے بہت سے پیچ کس دیئے اور مرزائیوں کے لئے گھروں سے باہر نکلنا مشکل ہو گیا۔

۲۸ اگست کے اشتہار میں تو مرزا نے لکھا تھا کہ میں نے سرحدی پٹھانوں کے خوف سے لاہور کا رخ نہیں کیا لیکن کچھ دنوں کے بعد رسالہ اربعین میں یہ لکھ مارا کہ اگر پیر مہر علی شاہ صاحب منولی مناظرہ اور اپنی بیعت کی شرط پیش نہ کرتے تو اگر لاہور اور قادیان میں برف کے پہاڑ بھی ہوتے اور جاڑے کے دن ہوتے تو میں تب بھی لاہور پہنچتا اور ان کو دکھلاتا کہ آسمانی نشان اس کو کہتے ہیں (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۱)۔

اس کے بعد ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو مرزایوں شکوہ سنج ہوا کہ باوصف اس کے کہ اس معاملہ کو دو مہینے سے زیادہ عرصہ گزر گیا مگر اب تک پیر مہر علی شاہ کے متعلقین سب و شتم سے باز نہیں آئے اور ہر ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مہر علی شاہ کو آسمان پر چڑھایا جاتا ہے اور مجھے گالیاں دی ہوتی ہیں اور میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے صعوبت سفر اٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پا کر کہ درحقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سحبان دوران اور علم معارف قرآن میں لاثانی

روزگار ہیں اپنے گھر کی کسی کوٹھری میں چھپ گیا۔ ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت دکھلانے میں بڑا نشان ظاہر ہوتا۔

(ضمیمہ اربعین ۳ ۴ صفحہ ۱۴۔ ۱۵)

بہرحال مرزا نے مقابلہ سے فرار کرنے کے متعلق اپنی طرف سے دوگونہ صفائیاں پیش کیں جو اوپر درج کی گئی ہیں لیکن عجب نہیں کہ اس کی ایک تیسری وجہ بھی ہو اور شاید وہی حقیقی وجہ ہو جو خود تقدس ماب مرزا غلام احمد نے "ضمیمہ گولڑویہ (طبع سوم کے صفحہ ۱۳) میں لکھی ہے کہ "میدان میں نکلنا کسی مخنث کا کام نہیں" یاد رہے کہ میں مرزا کو خدانخواستہ مخنث یا شغال نہیں کہتا بلکہ "شیر" سمجھتا ہوں جو اپنے شکار "پیر صاحب" پر حملہ کرنے کے لئے ڈکارتا ہوا قادیان سے لاہور آ پہنچا تھا۔ چنانچہ خود "شیر قادیاں" لکھتا ہے اس وقت مہر علی شاہ صاحب کہاں ہے۔ جس نے گولڑہ کو بدنام کیا؟ کیا وہ مردہ ہے جو باہر نہیں نکلے گا۔ اور شیر تو ضرور نعرہ مارتا ہے۔ (اعجاز احمدی مولفہ مرزا غلام احمد صفحہ ۴۹)۔

حضرت پیر صاحب کے مقابلہ میں مرزا کو جو زخم آئے ان کو دو مہینہ تک سینکتا رہا آخر جب زخم اچھے ہو گئے تو پیر صاحب سے از سرنو مقابلہ کی خواہش کا اظہار کرنے لگا اور لکھا کہ اگر کشتی دو پہلوانوں کی شبہ ہو جائے تو دوسری مرتبہ کرائی جاتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایک فریق تو دوبارہ کشتی کے لئے "قادیاں کے کونے میں وبکا" کھڑا ہے اور دوسرا جو جیتا ہے وہ مقابلہ پر نہیں آتا (ضمیمہ اربعین نمبر ۳ ۴ صفحہ ۱۴) لیکن اگر وہ بیچارہ کسی حقیقی پہلوان ہی سے پوچھ لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ غالب اپنے مغلوب پہلوان سے دوبارہ کشتی نہیں لڑا کرتا اور مغلوب بھی وہ جس کا چیلنج محض نمائشی ہو۔ اگر کبھی کوئی سچ مچ سامنے آ موجود ہو تو گھر کے دروازے بند کر کے کسی کونے میں جا چھپے۔

مرزائیت کے ماخذ اور اصول مذہب

مرزا غلام احمد نے اپنا جو دین جاری کیا وہ مختلف ادیان و مذاہب سے ماخوذ تھا اس نے اسلام 'آریہ دھرم 'یہودیت 'نصرانیت 'باطنیت 'مہدویت 'بابیت اور بہائیت کے تھوڑے

تھوڑے اصول لے کر ان کو اپنا لیا اور ایک معجون مرکب تیار کر کے اس کا نام احمدیت رکھ دیا ذیل میں آپ کو معلوم ہو گا کہ مسیح قادیان نے کون کون سا عقیدہ کہاں کہاں سے اڑایا! اس نے جو اصول و عقائد اسلام سے اخذ کئے وہ تو ہر ایک کو معلوم ہیں۔ اس لیے ان کا اندراج غیر ضروری ہے البتہ اس نے غیر اسلامی مذہب کے سامنے کشکول گدائی پھرا کر لقمے حاصل کیے ان پر مختصرا روشنی ڈالی جاتی ہے :

یہود کی پیروی اور ہم نوائی

قادیان کے خانہ ساز مسیح نے جن مسائل میں اسلام کی صراط مستقیم کو چھوڑ کر یہود کی تقلید کی ان میں سے چند امور نمونۃً درج کے جاتے ہیں۔

یہود حضرت مریم بتول (علیہا السلام) کو (معاذاللہ) زانیہ اور حضرت مسیح علیہ السلام کو (خاکم بدھن) ناجائز تعلقات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں مرزا نے بھی ان کی تقلید میں حضرت مریم بتول سلام اللہ علیہا کی شان پاک میں وہی گندگی اچھالی۔ چنانچہ "ایام الصلح" میں لکھا کہ "یہود کی طرح افغانوں میں بھی رواج ہے کہ اگر ان کی لڑکیاں نکاح سے پہلے اپنے منسوب سے میل ملاقات رکھیں تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں سمجھتے مثلا مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ اختلاط اور اس کے ساتھ گھر سے باہر چکر لگانا اس رسم کی شہادت دیتا ہے اور بعض پہاڑی خواتین کی لڑکیاں اپنے منسوبوں سے حاملہ بھی ہو جاتی ہیں۔ اس میں کچھ ننگ و عار نہیں سمجھا جاتا۔ (ترجمہ از ایام الصلح مولفہ مرزا غلام احمد صفحہ ۶۵ حاشیہ)۔

اور "کشتی نوح" میں لکھا "مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیوں نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا اور تعداد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یہ کہ یوسف نجار کے گھر میں پہلی بیوی موجود تھی پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں

آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں (کشتی نوح صفحہ ۱۶)۔

اور "چشمہ مسیحی" میں لکھا کہ جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کے بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا (چشمہ مسیحی صفحہ ۱۸)۔

ان اقتباسات سے ظاہر ہے کہ خدا کے ایک برگزیدہ رسول کو غیر طاہر قرار دینے میں مرزا نے کس طمطراق کے ساتھ یہود کی ناپاک سنت کی تجدید کی جس طرح یہود حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات کا انکار کرتے ہیں اسی طرح مرزا نے بھی انکار کیا چنانچہ لکھا کہ عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ ظاہر نہیں ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶ ۷)۔

جس طرح یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اسی طرح قادیانی نے بھی دیں چنانچہ لکھا کہ ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۹ ۷)۔

مرزا نے حضرت مسیح علیہ السلام کو جو گالیاں دیں۔ ان کو مرزا کی کتابوں ضمیمہ انجام آتھم اور "دافع البلا" میں دیکھئے۔ خدا کے برگزیدہ رسول حضرت مسیح علیہ السلام کی روشنی میں مرزا کی شدت انہماک کا یہ عالم تھا کہ اس نے آپ کو خاص وہ گالیاں دینے کے لئے جو تیرہ بخت یہود دیتے ہیں۔ یہود کی کتابیں منگوا کر ترجمہ کرائیں۔ (دیکھو مکتوبات احمدیہ ۵ حصہ اول صفحہ ۵)۔

جس طرح یہود توریت میں تحریف کرتے رہتے تھے چنانچہ ارشاد ربانی (کلام الٰہی میں تحریف و تبدیل کرتے تھے) اس پر گواہ ہے اسی طرح مرزا نے قرآن اک اور احادیث نبویہ میں سینکڑوں تحریفیں کیں مرزا غلام احمد کی تحریفات کے نمونے آئندہ صفحات پر حوالہ قلم ہوں گے حکیم نورالدین کی تحریفات کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

۱۰ دسمبر ۱۹۱۲ء کو سورہ صف کے درس میں کسی سامع نے حکیم نورالدین سے درخواست کی کہ اس آیت کی تشریح فرمادیجئے۔

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد ایک رسول مبعوث ہوں گے جن کا اسم گرامی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا لیکن جب آپ معجزات ظاہرہ کے ساتھ تشریف لے آئے تو کفار کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے حکیم نورالدین نے سائل سے کہا کہ تم بڑے نادان ہو سنو جس احمد کی بشارت اس آیت میں دی گئی ہے وہ مثیل مسیح (مرزا غلام احمد) ہے اس کے بعد کہا میں اپنی ذوقی باتیں بہت کم بیان کیا کرتا ہوں تم تو صرف احمد کے متعلق تشریح چاہتے ہو یہاں تو خدا نے احمد کے بعد نور کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے اس کے آگے دین کا لفظ بھی ہے اور اس نور کو نہ ماننے کے متعلق بھی یہ وعید فرمائی ہے۔ (صفحہ ۳۴۳) حکیم نورالدین کا نور اور دین کا اشارہ اس آیہ کی طرف تھا۔

ان تحریفات سے آپ کو معلوم ہوگا کہ مرزائی بدنصیبوں نے یہود کی مانند کس طرح کلام الٰہی احادیث رسول اور آثار سلف کو اپنی نفسانی خواہشوں کا آلہ کار بنا رکھا ہے۔

نصاریٰ کے مشرکانہ عقیدوں پر پیر مرزا قادیانی کا ایمان

مسلمانوں کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام صلیب پر نہیں چڑھائے گئے تھے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

(نہ یہود نے مسیح کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان کو اشتباہ ہوگیا اس کے خلاف نصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ یہود نے آنحضرت کو صلیب پر چڑھایا اور لطف یہ ہے کہ باوجود ادعائے صلیب شکنی مرزا بھی اس مسئلہ میں نصاریٰ ہی کا پیرو تھا چنانچہ لکھتا ہے۔

کہ حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہوگئے اور خیال کیا گیا کہ مرگئے تو ایک دفعہ سخت آندھی اٹھی (نزول المسیح ۱۸)۔

جب مرزا نے مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے عقیدہ میں اہل صلیب کی ہم

نوائی اختیار کی تو لاہور کے مسیحی رسالہ تجلی نے لکھا کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچایا۔ بلکہ وہ مسلمانوں کو اپنے سنہری جال میں پھانس کر ہمیشہ خانہ دوستاں بروب ورو دشمناں مکوب کے اصول پر کاربند رہے ہاں عیسائیوں کو ان کی ذات سے بہت فائدہ پہنچا ہے کہ انہوں نے مسیح کے مصلوب ہونے کو قرآن سے ثابت کر دکھایا پس عیسائیوں پر جو نجات کے لئے مسیح کی صلیب کو ضروری خیال کرتے ہیں واجب ہے کہ مرزا جی کی اس صلیبی خدمت پر ان کے مرہون احسان ہوں کیونکہ مرزا صاحب حقیقی معنی میں صلیب کے زبردست حامی تھے اور انہوں نے عیسائیوں کے خلاف جو کچھ لکھا وہ محض دہریوں کے خیالات کو اپنی طرف سے پیش کر دیا تھا۔

جس طرح نصاریٰ حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے ابن اللہ ہونے کے قائل ہیں اسی طرح مرزا بھی (معاذاللہ) اپنے تئیں خدائے برتر کی اولاد بتایا کرتا تھا چنانچہ اس کے الہام ملاحظہ فرمائیں۔

"تو بمنزلہ میری اولاد کے ہے"۔ الحکم ۱۰ دسمبر ۱۹۰۶ء

" تو میرے بیٹے کی جگہ ہے" حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶۔

(اے میرے بیٹے سن !! البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹۔ ان الہاموں میں مرزا نے ظاہر کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اسے بیٹا کہہ کر مخاطب کیا ایک اور الہام۔

" تو میرے پانی یعنی نطفہ سے ہے اور دوسرے گندی مٹی سے بنے ہیں" اربعین نمبر ۳ میں مرزا نے اپنے آپ کو معاذ اللہ نطفہ خدا بتایا ہے۔ ان کے علاوہ لکھتا ہے کہ مسیح کا اور میرا مقام ایسا ہے جسے استعارہ کے طور پر انیت سے علاقہ ہے۔(توضیح مرام صفحہ ۱۲' حالانکہ ولد اور ابن وغیرہ وہ الفاظ ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے قرآن پاک میں شرک قرار دیا ہے اور ان کی پر زور مذمت فرمائی ہے مرزا نے اسلام کی پاک توحید کے مقابلہ میں نصاریٰ کی تقلید میں اپنی ایک پاک تثلیث بھی پیش کی تھی چنانچہ لکھتا ہے۔

کہ ان دو محبتوں کے کمال سے جو خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر نرومادہ کا حکم رکھتی ہے اور محبت الٰہی کی آگ سے ایک تیسری چیز پیدا ہوتی ہے جس کا نام روح القدس ہے

اس کا نام تثلیث ہے اس لیے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن اللہ کے ہے۔(ازالہ اوہام)۔

آریوں سے مرزا کی ہم آہنگی

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا نے آریہ دھرم کا صرف ایک اصول اپنے پنتھ میں داخل کیا مگر اس لحاظ سے کہ وہی ایک عقیدہ جس کے لئے مرزائیت آریہ دھرم کی ممنون احسان ہے۔ آریہ مت کی جان اور اس کا بنیادی اصول ہے= اس لیے اس کو بمنزلہ کثیر کے سمجھنا چاہئے قدیم وہ ہے جو ازلی ہو یعنی اس کی کوئی ابتداء نہ ہو ہمارا عقیدہ ہے کہ خالق کون و مکاں عزاسمہ کے سوا کوئی چیز قدیم نہیں آریہ لوگ خالق کردگار کی طرح روح اور مادہ کو بھی قدیم اور ازلی مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک سلسلہ کائنات قدیم بالنوع ہے اور خالق کے ساتھ مخلوق کا بھی کوئی نہ کوئی سلسلہ ازل سے برابر چلا آ رہا ہے مرزا بھی اسی عقیدہ کا پیرو تھا چنانچہ "چشمہ معرفت" میں لکھتا ہے۔

چونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کبھی معطل نہیں رہتیں اس لیے خدا تعالیٰ کی مخلوق میں قدامت نوعی پائی جاتی ہے یعنی مخلوق کی انواع میں سے کوئی نہ کوئی نوع قدم سے موجود چلی آتی ہے۔ مگر شخصی قدامت باطل ہے (چشمہ معرفت صفحہ ۲۶۸)۔

ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ الحاد میں فلاسفہ سے بھی بڑھا ہوا ہے کیونکہ وہ صرف آسمان کو قدیم بالنوع خیال کرتے تھے لیکن مرزا نے آریوں کی طرح اس کی تعمیم کر کے تمام مخلوقات کو قدیم بالنوع بتا دیا ڈاکٹر گرس وولڈ نے مرزائی جماعت اور آریہ سماج میں ایک عجیب مشابہت و مطابقت بیان کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آریہ اور مرزائی دونوں فرقے پنجابی ہیں مرزائی تو صوبہ پنجاب ہی کے باشندے ہیں اور آریہ سماج گو ابتداء بمبئی میں قائم ہوئی تھی تاہم یہ بھی ایک طرح سے پنجابی جماعت ہے کیونکہ اس کا زیادہ تر شور پنجاب ہی میں پایا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ فرقے علیگڑھ والوں (نیچریوں) اور برہمو سماج والوں سے متفاوت ہیں کیونکہ ان کی پیدائش اور نشوونمو کا مقام علی الترتیب صوبہ متحدہ آگرہ و اودھ

اور بنگال ہے جس طرح اسلام سے علی گڑھ والے (نیچری) اور مرزائی نکلے۔ اسی طرح ہندودھرم سے بھی دو نئے فرقے یعنی آریہ سماج اور برہمو سماج پیدا ہوئے جس طرح نیچری آزاد خیال ہیں اور قادیانی محافظ دین ہونے کے مدعی ہیں۔ اسی طرح ہنود میں سے برہمو سماج کا رویہ آزادانہ ہے اور آریہ سماج دھارمک کتابوں کی حامی و حافظ ہونے کی مدعی ہے (مرزا غلام احمد صفحہ ۴۴۔۴۵)۔

مرزائیت نے جنم لے کر اسلام کو فائدہ پہنچایا یا آریہ دھرم کو اس کا فیصلہ خود ایک آریہ اخبار کے بیان سے ہو سکتا ہے۔ آریہ ویر نے اپنی ۱۴ ۲۴مارچ ۱۹۲۳ء کی اشاعت میں لکھا کہ اسلامی عقائد متزلزل کرنے میں احمدیت نے آریہ سماج کو ایسی امداد دی ہے کہ جو کام اریہ سماج صدیوں میں انجام دینے کے قابل ہوتا وہ احمدی جماعت کی جدوجہد نے برسوں میں کر دکھایا ہے۔ بہرحال آریہ سماج کو مرزا صاحب اور ان کے مرید مرزائیوں کا مشکور ہونا چاہئے (قادیانی ہذیان صفحہ ۳۸)۔

مرزا مشبہہ فلاسفہ اور اہل نجوم کے نقش قدم پر

مسیح قادیان نے اپنی عمر کا ایک حصہ علوم نظری کی تو نذر کیا تھا۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ میں نے گل علی شاہ بٹالوی سے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم حاصل کیے (کتاب البریہ صفحہ ۱۵۰) لیکن دینی تعلیم کسی سے حاصل نہ کی (اربعین نمبر ۲ ص ۱۰۔۱۱) اگر منطق اور حکمت کے ساتھ دینی علوم کی بھی تحصیل کی ہوتی تو بڑی امید تھی کہ الحاد و زندقہ کی وادیوں میں سرگرداں ہونے کے بجائے اسے فلاح و ہدایت کا راستہ مل جاتا۔

اے کہ خواندی حکمت یونانیاں   حکمت ایمانیاں راہم بخوان

دینی تعلیم سے بے بہرہ رہنے کا یہ اثر ہوا کہ جس غیر اسلامی مذہب کا جو عقیدہ بھی من کو بھایا اسی پر ریجھ گیا اور اس کی پروانہ کی کہ غیر اسلامی عقائد کا شغف اسے دائرہ اسلام سے خارج کردے گا آپ نے پڑھا کہ اس نے کس طرح

یہود و نصاریٰ اور آریوں کے عقیدے اختیار کر لئے لیکن یہ معاملہ ابھی یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ آگے چل کر آپ کو یہ حقیقت اور بھی زیادہ عریاں نظر آئے گی کہ اس کے دل و دماغ کو کہیں قرار نہ تھا اس کے قوائے ذہنی باطل قوتوں کے سامنے اسی طرح بے بس تھے جس طرح مردہ غسال کے ہاتھ میں بے بس ہوتا ہے۔ ذات باری تعالیٰ کے متعلق اس نے مجسمہ سے بھی کہیں بے ہودہ اور مضحکہ خیز عقیدہ اختیار کر لیا تھا چنانچہ لکھتا ہے۔

قیوم العلمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض و طول رکھتا ہے اور پھیل رہی ہیں۔ اور کشش کا کام دے رہی ہیں یہ وہی اعضاء ہیں جن کا دوسرے لفظو میں نام عالم ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۳۵ اور انوار الاسلام صفحہ ۳۳)۔

توضیح مرام کے صفحہ ۳۰ تا ۴۷ مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فلاسفہ کی طرح ملائکہ کا بھی منکر تھا اس کا عقیدہ تھا کہ جبرئیل کا تعلق آفتاب سے ہے وہ بذات خود اور حقیقی معنی میں زمین پر نازل نہیں ہوتا بلکہ اس کے نزول سے جو شرع میں وارد ہے اس کی تاثیر کا نزول مراد ہے۔ اور جبرئیل اور دوسرے ملائکہ کی جو شکل و صورت انبیاء علیہم السلام دیکھتے تھے وہ محض جبریل وغیرہ کی عکسی تصویر تھی۔ ملک الموت بذات خود زمین پر آکر قبض ارواح نہیں کرتا بلکہ اس کی تاثیر سے روحیں قبض ہوتی ہیں ملائکہ ستاروں کے ارواح ہیں۔ وہ سیاروں کے لیے جاں کا حکم رکھتے ہیں۔ اس لئے نہ تو کبھی ان سے جدا ہوتے ہیں اور نہ ذرہ بھر آگے پیچھے حرکت کر سکتے ہیں اس کے خلاف اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ آفتاب 'ماہتاب 'ستارے 'افلاک اور طبائع خالق ارض و سماء کے مطیع فرمان ہیں ان میں بذاتہا کوئی فعل و تاثیر موجود نہیں ہے لیکن طبیعیوں اور اہل نجوم کا خیال ہے کہ توسیع سیارہ میں سے ہر ایک سیارہ مستقل بالذات ہے تمام موجوات میں انہی کی حرکت موثر ہے وہی نفع و ضرر پہنچاتی ہے وہی انسانی زندگی اور انسانی تہذیب و تمدن پر اثر

انداز ہے ۔ عینہ یہی عقیدہ مرزا غلام احمد کا تھا چنانچہ لکھتا ہے:

ستاروں میں تاثیرات ہیں اور اس انسان سے زیادہ تر کوئی دنیا میں جاہل نہیں جو ستارون کی تاثیرات کا منکر ہے۔ یہ لوگ جو سراپا جہالت میں غرق ہیں اس علمی سلسلہ کو شرک میں داخل کرتے ہیں ان چیزوں کے اندر خاص وہ تاثیرات ہیں جو انسانی زندگی اور انسانی تمدن پر اپنا اثر ڈالتی ہیں جیسا کہ حکمائے متقدمین نے لکھا ہے (تحفہ گولڑویہ ص ۱۸۴ حاشیہ)۔

امام محمد غزالی اس مشرکانہ خیال کی تردید میں لکھتے ہیں کہ فلاسفہ اور ان کے پیروؤں کی مثال اس چیونٹی کی سی ہے جو کاغذ پر چل رہی ہو اور دیکھے کہ کاغذ سیاہ ہو رہا ہے اور نقش بنتے جاتے ہیں وہ نگاہ اٹھا کر سر قلم کو دیکھے اور خوش ہو کر کہے کہ میں نے اس فعل کی حقیقت معلوم کر لی کہ یہ نقوش قلم کر رہا ہے۔ یہ مثال طبعی کی ہے جو آخری درجہ کے محرک کے سوا کسی کو نہیں جانتا۔

پھر ایک اور چیونٹی جس کی بصارت و نگاہ پہلی سے زیادہ تیز ہو۔ اس کے پاس آکر کہے کہ تجھے غلط فہمی ہوئی۔ میں تو اس قلم کو کسی کا مسخر دیکھتی ہوں اور محسوس کرتی ہوں کہ اس قلم کے سوا کوئی اور چیز ہے جو نقاشی کر رہی ہے۔ یہ جتلا کر دوسری چیونٹی نہایت خوش ہو کر کہے کہ میں نے اس کام کا راز پا لیا کہ ہاتھ نقاشی کرتے ہیں نہ کہ قلم کیوں کہ قلم تو ہاتھ کا مسخر ہے یہ مثال نجومی کی ہے کہ اس کی نظر طبیعی سے کسی قدر آگے تک پہنچی اور دیکھا کہ یہ طبائع ستاروں کے تابع فرمان ہیں۔ لیکن وہ ان درجوں پر جو اس سے اوپر ہیں نہ پہنچ سکا۔

پھر ایک تیسری چیونٹی جو قریب ہی موجود ہو۔ ان کی گفتگو سن کر پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم دونوں غلطی پر ہو۔ ذرا نظر اٹھا کر اوپر کو دیکھو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ قلم اور ہاتھ کو حرکت دینے والی کوئی اور ہی ہستی موجود ہے کہ ہاتھ اور قلم جس کے ارادہ سے حرکت کر رہے ہیں۔ ان کی نظر محسوسات و ممکنات تک محدود نہیں بلکہ وہ سب سے وراء الوراء اور بزرگ ترین ہستی کو ایجاد و تکوین کا باعث یقین کرتے ہیں کہ آفتاب' ماہتاب اور

ستارے اس کے حکم پر چل رہے ہیں "سورج 'چاند 'ستارے اسی کے حکم کے موافق کام پر لگے ہیں"۔

مرزا کی باطنی فرقہ سے نسبت تلمذ

اور قرآن و حدیث میں تحریفات

علماء نے لکھا ہے کہ تاویل اس وقت جائز ہے جب کہ ظاہری معنی کے محال ہونے پر کوئی دلیل موجود ہو۔ تاویل کے متعلق قول فیصل یہ ہے کہ جس تاویل کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صراحت نہیں کی۔ اس کی ایجاد و ابداع سے احتراز کیا جائے۔ ظاہر اس کلام کو کہتے ہیں جس کا مطلب صاف ظاہر ہو۔ اور نص وہ ہے جو کسی کلام کی حقیقی غرض و غایت ہو۔ بلکہ بعض لوگ تو ہر کلام صریح و ظاہر کو بھی نص ہی کہتے ہیں اور ظاہر اور نص دونوں کی مثال آیت "واحل اللّٰہ البیع و حرم الربوا حق تعالیٰ نے بیع کو تو حلال کیا اور سود کو حرام ٹھہرایا' یہ آیت بیع کی حلت اور سود کی حرمت پر بطور ظاہر کے دلالت کرتی ہے۔

مشرکین عرب کہتے تھے کہ بیع اور سود میں کچھ فرق نہیں۔ یہ آیت اس بات پر نص بھی ہے۔ کیونکہ بیع اور ربا میں حق تعالیٰ کو جو فرق بتانا مقصود تھا اس پر دلالت کرتی ہے۔ تمام علمائے اہل سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ نصوص ظاہر پر محمول ہیں اور بغیر کسی انتہائی مجبوری کے ان کی تاویل جائز نہیں۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس اصول و بار ہا تسلیم کیا ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ تمام نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ کا یہ حق ہے کہ ان کے معنی ظاہر عبارت کے رو سے کیے جائیں اور ظاہر پر حکم کیا جائے جب تک کہ کوئی قرنیہ صارفہ پیدا نہ ہو۔ اور بغیر قرینہ تو یہ صارفہ ہرگز خلاف ظاہر معنی نہ کیے جائیں۔ (تحفہ گولڑویہ صف ۳۲)اسی طرح لکھا کہ :

یہ معنی نصوص صریحہ مبینہ قرآن میں سے ٹھہر گئے۔جن سے انحراف کرنا الحاد ہوگا

کیونکہ مسلم ہے کہ نصوص کو ان کے ظواہر پر ہی محمول کیا جاتا (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳)
غرض آیۃ و روایت کے ظاہر الفاظ سے جو مطلب سمجھ میں آتا ہے وہی معنی مراد ہوتے ہیں اور ظاہری معنی سے اعراض کرنا فرقہ باطنیہ اور ان کے ہم مشرب علیحدہ کا معمول ہے لیکن مرزا غلام احمد اور اس کے چیلوں کی یہ حالت ہے کہ زبان سے تو یہی کہے جاتے ہیں کہ نصوص ظاہر پر محمول ہیں" لیکن عملاً باطنیوں کے بھی کان کاٹتے ہیں۔ باطنی فرقہ کی تاویلیں آپ عبداللہ بن میمون اہوازی کے تذکرہ (باب ۱۷) میں پڑھ چکے ہیں۔ گو مرزا غلام احمد فن تاویل کاری میں باطنیوں ہی کا شاگرد رشید تھا۔ لیکن مرزائی تحریفات کو دیکھ کر جو نیچے درج کی جاتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ شاگرد استاد سے بھی بڑھ گیا ہے :

قرآن وحدیث کی آیت و روایت یا ان کے الفاظ و مفہوم جن پر اجماع امت ہے	مرزائی معنی و مفہوم
دجال " " "	باقبال قومیں (ازالہ اوہام ص ۶۴)
" " "	شیطان (ایام الصلح ص ۶۱)
" " "	وہ فرقہ جو کلام الہی میں تحریف کرتا ہے
" " "	(تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۸)
" " "	شیطان کا اسم اعظم (تحفہ گولڑویہ ص ۱۷۰)
" " "	سونا (تفسیر سورہ جمعہ از حکیم نورالدین ص ۵۷)
" " "	تجارتی کمپنیاں ایضا
" " "	نہرو رپورٹ (الفضل ۳۰ اکتوبر ۱۹۲۸ء
	عیسائی اقوام (تحریک احمدیت ص ۱۳۱)
دجال کانا ہو گا۔	پادریوں میں دینی عقل نہیں (ازالہ ص ۲۰۸
دجال زنجیروں میں جکڑا ہے۔	عہد رسالت میں پادریوں کو موانع پیش تھے (ازالہ ص ۲۰۶
دجال کیساتھ اس کی جنت و دوزخ ہو گی۔	عیسائی قوم نے تنعم کے اسباب مہیا کر لیے ہیں (ازالہ ص ۲۹۶)
دجال مشرق کی طرف سے خروج کرے گا۔	پادری ملک ہند میں ظاہر ہوئے۔ (ازالہ ص ۲۹۷)

عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام)۔	مرزا غلام احمد قادیانی (کشتی نوح ص ۴۷)
حضرت مریم بنت عمران (علیہا السلام)۔	مرزا غلام احمد بن غلام مرتضیٰ (ایضا)
حضرت مسیح دجال کو قتل کریں گے۔	مرزا کے زمانے میں دجالی بدعات دور ہو جائیں گی۔ (امام الصلح ص ۶۱)
دجال کا گدھا۔	ریل گاڑی (ازالہ ص ۶۴)
مسیح علیہ السلام دمشق کے سفید مشرقی مینار پر نازل ہوں گے۔	مرزا کی سکونتی جگہ قادیاں کے مشرقی کنارہ پر ہے (ازالہ ص ۳۳)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو زرد چادریں پہن رکھی ہوں گی۔	مرزا کی صحت اچھی نہیں (ازالہ ص ۳۶) مرزا دو بیماریوں میں مبتلا ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۴)
حضرت مسیح علیہ السلام خنزیر کو نابود کر دیں گے۔	مرزا نے بے حیا لوگوں پر دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلایا۔ (ازالہ ص ۱۸۶)
مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔	مرزا کی سچائی کے اتنے دلائل جمع ہوئے کہ گویا وہ آسمان ہی سے اترا ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ۳۷)
عیسیٰ علیہ السلام صلیب کو توڑ دیں گے۔	مرزا کی بعثت پر صلیبی مذہب رو بہ زوال ہوا۔ (ایام الصلح ۵۲)
عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ دو فرشتوں کے پروں پر ہوں گے۔	مرزا کا ہاتھ دو باطنی موکلوں کے سہارے پر ہے۔ (ازالہ ص ۲۸۴) مرزا کے ظہور کے ساتھ ملائک کے تصرفات شروع ہو گئے (ایام الصلح ۵۴)

	مرزا محمود احمد کے دو ساتھی (الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۲۴)
عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ اپنے پیروؤں کو کوہ طور پر لے جائیں۔	مرزا کو حکم ہوا کہ مرزائیوں کو ساتھ لے کر پادریوں سے مقابلہ کرو (چشمہ معرفت ص ۱۸)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام جزیہ کا حکم منسوخ کر دیں گے۔	دل کی سچائی کی طرف مائل ہو جائیں گے۔ (توضیح مرام ص ۸)
حضرت مسیح علیہ السلام ختم المرسلین کے مقبرے میں دفن ہوں گے۔	مرزا کو رسول اللہ کا روحانی قرب نصیب ہوا (حقیقۃ الوحی ص ۳۱۲)
حضرت مسیح علیہ السلام خنزیر کو نابود کر دیں گے۔	لیکھ رام مرزا کی بددعا سے ہلاک ہوا۔ (ایضا)
انہ لعلم للساعۃ (عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی علامت ہیں۔	عیسیٰ اسرائیلیوں کا آخری نبی تھا۔ (ملفوظات احمدیہ ص ۱۸۶)
یعیسیٰ انی متوفیک (اے عیسیٰ میں آپ کو اٹھانے والا ہوں۔	مرزا کے خلاف مرزا کے قتل پر قادر نہ ہوں گے (ضمیمہ تحفہ گولرویہ ص ۲۵)
اے عیسیٰ میں آپ کو اپنی طرف اٹھالوں گا۔	اے مرزا !میں واضح دلائل سے تیرا مقرب ہونا ثابت کروں گا (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۵)
میں آپ کے پیروؤں کو آپ کے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔	مرزائی دوسرے لوگوں پر غالب رہیں گے۔
مسیح علیہ السلام کے دم سے کافر مریں گے۔	مخالف کی کسی بات میں مرزا کا مقابلہ نہیں کر سکتے (ازالہ ص ۲۸۴)

عیسیٰ علیہ السلام حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔

مرزا نے لوگوں کی غلطیاں ظاہر کردی ہیں۔ (ازالہ ص ۲۸۵)

دمشق

قادیان (ازالہ ۳۰)

عیسیٰ علیہ السلام نبی ہوں گے۔

مرزا محدث و فتح دال) ہے

خدا نے مسیح علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔

ان کا درجہ بلند کردیا۔

مسیح علیہ السلام کے نزول کے وقت تمہارے امام (حضرت مہدی علیہ السلام)

تم (امت محمد) میں سے ہوں گے۔

مرزا امت محمدی میں پیدا ہوا۔ توضیح مرام ص ۷)

" "

مرزائی کو مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں (اربعین نمبر۳ ص ۳۴)

مرزا مثیل مصطفیٰ ہے (ازالہ ص ۶۵)

پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ مہدی کا نام میرے نام سے اور ان کے والد کا نام میرے والد کے نام سے ملتا ہوگا۔

مرزا مثیل مصطفےٰ ہے (ازالہ ص ۶۵)

مہدی علیہ السلام روشن پیشانی ہوں گے۔

مرزا کی پیشانی میں نور صدق رکھا گیا۔ (کتاب البریہ ص ۲۶۷)

مہدی علیہ السلام بلند بینی ہوں گے۔

مرزا اپنی کبریائی کے استغناء سے بلند مزاجی دکھلائے گا۔ (ایضا)

واتخذوا من مقام ابراهيم مصلیٰ۔ (مقام ابراہیم کی جگہ نماز پڑھا کرو)۔

تمام فرقوں میں سے صرف مرزائی فرقہ نجات پائے گا۔ (اربعین نمبر۳ ص ۳۸)

لقد نصرکم اللہ ببدر۔ خدا نے تمہیں بدر کے میدان میں فتح دی'	مرزا کے زمانہ میں اسلام بدر کامل ہو گیا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۴) خدا نے مرزا کو ظاہر کر کے مومنوں کی مدد کی (اعجاز المسیح ص ۱۸۳)
ونفخ فی الصور فجمعناهم جمعا (صور پھونکا جائے گا اور ہم سب کو ایک ایک کر کے جمع کر لیں گے)۔	مرزا نے اپنی پرہیبت آواز لوگوں تک پہنچائی۔ (چشمہ معرفت ص ۸۰)
واذ قتلتم نفسا فادارئتم فیہا (جب تم میں سے کسی نے ایک آدمی کا خون کر دیا پھر ایک دوسرے کے ذمے لگانے لگے۔	یہ طریق عمل الترب (یعنی مسمریزم) کاشعبہ تھا (ازالہ ص ۳۰۵)
ابولہب " " "	جس میں اشتعال کا مادہ زیادہ۔
" " "	(تقاریر مسیح موعود ص ۵)
" " "	مولوی نظیر حسین دہلوی (مواہب الرحمٰن ص ۴۷)
	مولوی محمد حسین بٹالوی (ضیاء الحق ص ۴۳)
حمالت الحطب (لکڑیاں اٹھانے والی عورت۔	سخن چین عورت (تقاریر مسیح موعود ص ۵)
قرب قیامت کو توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا	لوگ توبہ نہیں کریں گے (ازالہ ص ۲۱۵)

قرب قیامت کو آفتاب مغرب سے طلوع ہوگا۔	اہل یورپ و امریکہ کو اسلام سے حصہ ملے گا (ازالہ ص ۱۴) مرزائی تبلیغ مرزائیت کے لئے یورپ گئے (الفضل ۲۹ جولائی ۱۹۲۴)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔	آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے (حقیقتہ الوحی ص ۹۷)
انا اعطیناک الکوثر اے نبی ہم نے آپ کو حوض کوثر دیا'	مرزا کے زمانے میں دینی برکات کے چشمے پھوٹ نکلے (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۵)
یاجوج ماجوج	انگریز اور روس (ازالہ ۲۰۹)
"	انگریز اور روس (ازالہ ۲۰۹)
دابتہ الارض (زمین کا جانور)	علمائے اسلام (ازالہ ص ۲۰۹) طاعون کا کیڑا (نزول المسیح ص ۴۰) ریل گاڑی (شمس بازغہ ص ۱۳۱)
دخان (دھواں)	قحط عظیم (ازالہ ص ۲۱۳)
قیامت کو قرآن آسمان پر اٹھالیا جائے گا۔	مرزا کے زمانہ میں مسلمانوں کے دلوں پر قرآن خوانی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ازالہ)
حارث	مرزا غلام احمد (ازالہ ص ۳۰)
حارث آل محمد کو تقویت دے گا۔	مرزا اسلام کی عزت قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوا۔ (ازالہ ص ۴۴)
اذا زلزلت الارض زلزالھا' الخ (جب زمین کو زلزلہ کا سخت جھٹکا آئے گا۔	مرزا کے وقت میں روحانی مردے زندہ ہونے لگے (ازالہ ص ۶۰) اہل ارض میں ایک تغیر عظیم آئے گا (شہادۃ القرآن ص ۱۹)

زمین اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔	زمینی علوم اور زمینی مکر ظہور کرے گا (ایضا)
مسجد اقصیٰ	قادیاں کی مرزائی مسجد (تبلیغ رسالت۔ جلد ۹ ص ۴۰)
پیغمبر علیہ السلام کو معراج ہوئی۔	آپ کو حضرت آدم اور حضرت خلیل کے کمالات حاصل ہوئے (ایضا ص ۴۲)
آن حضرت کو مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی۔	آپ کی ذات میں تمام اسرائیلی انبیاء کے کمالات موجود تھے۔ (ایضا)
آں حضرت کا قدم مسجد اقصیٰ تک گیا۔	آنحضرت ﷺ کی کشفی نظر مرزا کے زمانہ تک پہنچ گئی۔ (ایضا)
آں حضرت نے قاب قوسین کا مرتبہ پایا۔ (تبلیغ رسالت)	آپ صفات الہیہ کے مظہر ہیں۔ (ایضا)
دمشق کا مینار۔	مسیح کا نور ظاہر ہونے کی جگہ (ایضا ص ۴۴)
قیامت کو صور پھونکا جائے گا۔	کوئی مصلح پیدا ہوگا (شہادۃ القرآن ص ۴۴)
لیلۃ القدر۔	تاریکی کا زمانہ (ایضا ص ۱۸)

واذا الارض مدت والقت مافیھا وتخلت جب زمین کی وسعت بڑھ جائے گی اور وہ اپنے اندر کی چیزوں کو باہر اگل کر خالی ہو جائے گی۔

ایجادات و فنون زمین سے نکالے جائیں گے۔ (ایضاً ص ۲۳)

واذا العشار عطلت (جب قریب الوضع گابھن اونٹنیوں کا بھی کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔

مرزا کے زمانہ میں ریل جاری ہو گئی۔ (ایضاً ص ۲۲)

واذا الصحف نشرت (جب حساب کتاب کے لیے دفتر اعمال کھولے جائیں گے۔

مرزا کے وقت میں مطابع اور ڈاکخانے جاری ہوئے۔(ایضاً)

واذا النجوم کدرت (جب تارے گدلے ہو جائیں گے)۔

جب علماء کا نور اخلاص جاتا رہے گا۔ (ایضاً)

واذا الکواکب انتثرت (جب تارے جھڑ جائیں گے)۔

جب علمائے ربانی فوت ہو جائیں گے (۔ ایضاً)

واذا النفوس زوجت (جب قیامت کو) ایک ایک قسم کے لوگ اکٹھے کیے جائیں گے'

مرزا کے زمانے میں بلاد بعیدہ کے بنی آدم کے دوستانہ تعلقات بڑھ گئے (ایضاً)

واذا الوحوش حشرت (جب وحشی جانور گھبرا کر جمع ہو جائیں گے۔

وحشی قوموں نے تہذیب کی طرف رجوع کیا (ایضاً ص ۲۳)

واذا البحار سجرت (جب زمین شق ہو جانے کے بعد سب شیریں اور شور سمندر باہم مل کر ایک ہو جائیں گے۔	نہریں جاری ہونے سے زراعت کی کثرت ہوئی۔ ایضا
واذا الجبال سیرت (جب پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں گے)۔	پہاڑوں میں آدمیوں اور ریل کے چلنے کی لئے سڑکیں بن گئی ہیں۔ (ایضا)
اذا الشمس کورت (جب آفتاب بے نور ہو جائے گا)۔	دنیا پر جہالت اور معصیت کی ظلمت طاری ہوئی (ایضا)
اذا السماء انفطرت (جب آسمان پھٹ جائے گا)۔	جب مرزا ظاہر ہوا (ایضا)
واذا الرسل اقتت (جب تمام رسول جمع کیے جائیں گے)۔	جب مرزا بھیجا گیا (ایضا ص ۲۴)
ہامان	مولوی نظیر حسین دہلوی (نزول المسیح ص ۱۵۲)
یا ھامان ابن لی صرحا (فرعون نے کہا اے ہامان میرے لیے ایک بلند عمارت بنوا۔	مولوی نظیر حسین دہلوی نے مرزا کی تکفیر کا فتویٰ تیار کیا۔ (ایضا ص ۲۷)
لیلۃ القدر خیر من الف شھر (لیلۃ القدر ہزار مہینے سے بہتر ہے۔	مرزا کا صحابی اسی برس کے غیر صحابی سے بہتر ہے (فتح اسلام ص ۲۷)
یہود	علمائے اسلام (ضیاء الحق ص ۳۴)
غیر المغضوب علیھم (ان لوگوں کا راستہ نہ دکھانا جن پر تیرا غضب نازل ہوا)۔	مسلمانوں میں سے یہودی کہلانے والوں نے مرزا کی تکذیب کی (تذکرۃ الشہادتین ص ۱۴)
بیت اللہ۔	مرزا غلام احمد قادیانی (اربعین نمبر ۴ ص ۱۶)

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (تم تمام امتوں سے بہترین امت ہو جو آج تک لوگوں کے لئے ظاہر ہوئیں۔	اس امت کو دجال (پادریوں) سے مقابلہ پڑے گا (تحفہ گولڑویہ ص ۳۵)
ابراہیم علیہ السلام کے بلانے پر چار پرندوں کے اجزاء جمع ہو کر ان کے پاس آ گئے۔	یہ عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک تجربہ تھا (ازالہ ص ۳۰۶)
اے نبی !آپ ازواج (طاہرات) کی خوشنودی خاطر کے لیے ایسی چیز کو کیوں حرام قرار دیتے ہیں جو اللہ نے آپ پر حلال کر رکھی ہے'	مرزا کو پہلے مریم کا رتبہ ملا پھر عیسیٰ کی روح پھونکی گئی ۔تب مریم سے عیسیٰ نکل آیا۔ (تعلیم المہدی ص ۲۰)
انی جاعل فی الارض خلیفۃ (میں زمین میں اپنا ایک نائب مقرر کروں گا)۔	مرزا کو روحانی نیابت عطا ہوئی (براہین احمد ص ۴۹۲۔ ۴۹۳)
حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون (یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے تو وہ ہر بلندی کی طرف سے (مور و ملخ کی طرح امڈ آئیں گے)	مرزا کو آدم سے لے کر آخر تک تمام انبیاء نام دیئے گئے۔ تاکہ وعدہ رجعت پورا ہو (نزول المسیح ص ۵)
حق تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں مٹی کا ایک بشر بنانے والا ہوں۔ سو جب اسے پیدا کر کے اس میں روح پھونک دوں تو اس کی طرف سر بسجود ہو جانا۔	ملائکہ کو حکم ہے کہ جب کوئی انسان بقاباللہ کا درجہ حاصل کرے تو اس پر آسمانی انوار کے ساتھ اترا کرو۔ اور اس پر صلوٰۃ بھیجا کرو۔ (توضیح مرام ص ۲۴)

وبالاخرۃ ھم یوقنون (اور قیامت کے دن پر بھی یقین رکھتے ہیں)۔

اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی۔ (سیرۃ المہدی جلد ۲ ص ۱۴۸)

حتی اذا بلغ مغرب الشمس (جب ذوالقرنین آفتاب کے غروب ہونے کی جگہ پر پہنچے)۔

جب خلیفہ ثانی محمود احمد نے یورپ کا سفر کیا۔ (الفضل ۶ اگست ۱۹۲۴ء)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہیں احمد نام ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں۔ (سورہ صف)

یہ پیشین گوئی مرزا غلام احمد کے حق میں ہے (ازالہ ۲۷۵)

غیر المغضوب علیھم ولا الضالین (الٰہی ہمیں یہود و نصاریٰ کا راستہ نہ دکھانا۔

خدا نے مرزا کی مخالفوں کا نام عیسائی یہودی اور مشرک رکھ دیا ہے۔(نزول المسیح ص ۴)

ولہ الحمد فی الاولیٰ والاخرۃ (اول و آخر میں خدا ہی کے لئے حمد ہے)۔

پہلی حمد سے مراد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری سے مراد مرزا غلام احمد۔ اعجاز المسیح ص ۲۳۴)

یوم الدین (قیامت کلاں)۔

مرزا غلام احمد (اعجاز المسیح ص ۱۴۳)

ایاک نعبد وایاک نستعین (الٰہی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں)۔

خداوندا مجھے احمد بنا دے۔ (اعجاز المسیح ص ۱۶۳)

شیطان رجیم۔

دجال لعین (اعجاز المسیح ص ۸۳)

رجل فارس	مرزا غلام احمد قادیانی
کرعہ	قادیان (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۸)
مسیح علیہ السلام نے باذن اللہ مردے زندہ کیے۔	یہ عمل مسمریزم اور شعبدہ بازی کی قسم سے تھا۔(ازالہ ص ۱۲۸)
مسیح علیہ السلام کی مٹی کی چڑیاں۔	وہ امی و نادان لوگ جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا (ازالہ ص ۱۳۸)
مسیح علیہ السلام اندھوں اور جذامیوں اور برص کے مریضوں کو باذن اللہ اچھے کرتے تھے۔	یہ مریض تالاب میں غوطہ لگا کر اچھے ہوتے تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۲۰۲)
جہاد فی سبیل اللہ۔	تریاقی ہوا کی زہریلی ہوا سے روحانی جنگ (ایام الصلح ص ۶۱)
ابراہیم علیہ السلام پر آگ سرد ہو گئی۔	جنگ اور عداوت کی آگ دھیمی ہو گئی۔ (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۱۳۲)
ویہبط نبی اللہ عیسیٰ واصحابی الی الارض (اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے پیرو کوہ طور سے زمین پر اتریں گے۔	مرزا غلام احمد کا خلیفہ مرزا محمود احمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ لندن میں وارد ہوا۔ (الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۲۴ء)
عیسیٰ علیہ السلام کے سر سے قطرے ٹپکتے ہوں گے۔	مرزا معارف قرآنی کا مالک ہوگا (شمس بازغہ مولفہ محمد احسن امروہی ص ۹۳)
عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک دنیا میں قیام فرمائیں گے۔	مرزا غلام احمد نے چالیس سال کی عمر میں مجددیت کا دعویٰ کیا (ایضاً ص ۹۶)

مسلمانوں کا عقیدہ	مرزائی تحریفات
مسلمان عیسیٰ علیہ السلام کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔	جن لوگوں نے مرزا کی نمازجنازہ نہیں پڑھی وہ مسلمان نہیں رہے۔ (ایضا)
عیسیٰ علیہ السلام باب لد کے پاس دجال کو قتل کریں گے۔	باب لدبیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے(ازالہ ۹۳) لد بمعنی جھگڑالو مراد لاٹ پادری جسے مسیح موعود (مرزا) ہلاک کر رہا ہے۔ (شمس بازغہ ص ۱۱۸)
ثم دنٰی فتدلٰی (پھر فرشتہ آپ کے نزدیک آیا۔ اس کے بعد اور قریب ہوا۔	آں حضرت اطاعت اور محبت الٰہی میں سراپا محو ہوئے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۳)

ان اقتباسات سے آپ پر یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہو گئی کہ مرزائے قادیاں نے کلام الٰہی اور احادیث خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کو علیٰ حالہا رکھ کر کسی طرح ان کے مفہوم کو اپنی نفسانی خواہشوں کلبازیچہ بنایا۔ سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہندوستان کی سرزمین کوباطنی فتنہ سے پاک کیاتھا لیکن قریبا ہزار سال کے بعد ایک اور باطنی فتنہ نے قادیان سے آسر نکالا۔ کاش وہ لوگ آنکھیں کھولتے جو مرزائیوں کو دائرہ اسلام میں داخل رکھنے پر مصر رہتے ہیں اور غور کرتے کہ کیایہودو نصاریٰ آریہ یا دوسرے اعدائے اسلام بھی کبھی دین حنیف کو اتنا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جس قدر کہ مرزانے پہنچایا؟۔

خرمن مہدویہ سے خوشہ چینی

مندرجہ ذیل اقتباسات سے آپ کومعلوم ہوگا کہ مرزانے اپنے ذخیرہ ایمان فروشی میں پیروان سید محمد جونپوری کے خرمن الحاد سے بہت کچھ خوشہ چینی کی۔ اور یہ کہ بہت

بہت سے امور میں آج کل کی مرزائیت مہدویت کا صحیح چربہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

مہدوی اقوال	مرزائی اقوال
مہدوی کہتے ہیں کہ خاتم النبین سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی تبع شریعت محمدیہ کلپیدا ہو تو منافی آیہ " ماکان محمد ......خاتم النبیین" الخ کا نہیں ہے اور سید محمد جونپوری پیغمبر تبع ہیں (ہدیہ مہدویہ ۲۸)	خاتم النبین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی پیدا نہیں ہوگا اور کوئی غیر تشریعی نبی ظاہر ہو تو آیہ خاتم النبین کے منافی نہیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب غیر تشریعی نبی تھے۔ (ریویو آف ریلیجز جلد ۲۱ نمبر ۹)۔
پنج فضائل وغیرہ کتب مہدویہ میں مذکور ہے کہ سید محمد جون پوری کا نواسہ سید محمود ملقب بہ حسین ولایت شہید کربلا امام حسین رضی اللہ عنہ کے برابر ہے یا بہتر ہے۔ (ایضا صفحہ ۳۴)	مسیح قادیاں نے نزول المسیح (۹۹) میں لکھا کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم اور نزول المسیح (۴۴) پر لکھتا ہے بعض نادان شیعہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ شخص امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل ہو لیکن کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے۔

شواہد الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بندہ کو جملہ موجودات کے احوال اس طرح معلوم کرا دیئے ہیں کہ جیسے کوئی رائی کلوانہ ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھراس کو کماحقہ پہنچائے (ایضا۲۹)

مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری وہی مہدی ہیں جن کے ظہور کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی۔ (ایضا۱۴)

ایک دن میاں خوند میر (داماد وخلیفہ مہدی جونپوری) نے ایک سنگریزہ ہاتھ میں لے کر مہاجرین و خلفائے مہدی کے مجمع میں کہا دیکھو یہ کیا ہے۔ سب نے جواب دیا سنگریزہ ہے۔ کہا اس کو مہدی موعود علیہ السلام نے جواہر بے بہا کہا ہے تمام مہاجرین و خلفاء نے کہا آمنا وصدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے کہ جو کوئی فرمان مہدی میں شک کرے یا تاویل کرے وہ آن مہدی میں سے نہیں ہے۔ (ایضا۱۸)

مرزائے قادیان نے لکھا ہے کہ مجھے علم غیب پر اس طرح قابو حاصل ہے جس طرح سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔ (ضرورۃ الامام ۱۳)

مسیح قادیان نے لکھا اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیش گوئیوں کے ذریعے سے میری گواہی دیتا ہے تو اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو (ایام الصلح ۹۱)

مولوی نورالدین (خلیفہ اول) فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیہ خاتم النبین کے کوئی اور معنی ہوں گے (سیرۃ المہدی جلد اول ۸۱۔۸۲)

انصاف کرنا چاہئے کہ شیخ جونپوری مدعی مہدویت نے کس قدر آیات قرآنیہ کے معنی احادیث صحیحہ اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے خلاف کیے ہیں۔ چنانچہ سورہ جمعہ میں   کو خاص اپنے فرقہ مہدویہ پر محمول کیا ہے(ہدیہ مہدویہ ۴۴)

قرآن میں یہ پیش گوئی بڑی وضاحت سے آنے والے مسیح کی خبر دیتی ہے و آخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز الحکیم (یعنی ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا وہ بھی اول تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا۔ وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا اور یہ مسیح موعود کا گروہ ہے(ایام الصلح ص ۷۰۔۷۱)

مہدی جونپوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے باوجود فرضیت اور استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میاں دلاور کے حجرے کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اس کے تین طواف کعبۃ اللہ کے سات طواف بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام ہے۔ قرار دیتے تھے۔
(ایضا صفحہ ۲۰۸)

مرزا غلام احمد نے لکھا ایک حج کے ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آ جائے کہ وہ اس مسیح موعود کو دیکھ لے جس کا تیرہ سو برس سے انتظار ہے تو بموجب نص صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جا سکتا (تذکرۃ الشہادتین ۴۷)ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیاں کو اس کام (حج) کے لئے مقرر کیا ہے(ملخص از برکات خلافت ص ۵ ح)

سید محمد جونپوری اس بات کے مدعی تھے کہ وہ دار دنیا میں حق تعالیٰ کو عیاناً سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ (ایضاً ۱۴۹)

مسیح قادیاں نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے بہت قریب ہو جاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے (ضرورۃ الامام)

حضرت سید محمد جونپوری کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مہدی موعود (سید محمد جونپوری) ایک ذات ہیں۔ (ایضاً ۲/۷۹)

مسیح قادیان نے لکھا جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق سمجھا۔ نہ تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا۔ میرا وجود عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہو گیا۔ (خطبہ الہامیہ ۱۷۱)

مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ اول بارہ برس تک امر الٰہی ہوتا رہا اور مہدی جونپوری وسوسہ نفس و شیطان سمجھ کر (حکم خدا) ٹالتے رہے۔ آخر خطاب باعتاب ہوا کہ ہم روبرو سے فرماتے ہیں تو اس کو غیر اللہ سے سمجھتا ہے۔ اس کے بعد بھی شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے۔ بیس برس کے بعد خطاب باعتاب ہوا کہ قضائے الٰہی جاری ہو چکی۔ اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا۔ (ایضاً ۲۴)

مرزا غلام احمد نے اعجاز احمدی (صفحہ ۸) میں لکھا کہ میں قریباً بارہ برس جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اور سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ ۳۱ میں ہے کہ وہ الہام جس میں مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا لیکن (باوجود امر الٰہی کے) اس وقت سلسلہ بیعت شروع نہیں فرمایا۔ بلکہ مزید حکم تک توقف کیا حکم الٰہی کو ٹالتے رہے چنانچہ جب فرمان

الہی نازل ہوا تو آپ نے بیعت کے لئے ۱۸۸۸ء میں (یعنی پہلے حکم کے چھ سال بعد) بیعت لینی شروع کی۔

جو احادیث رسول خدا کی تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہوں لیکن مہدی جونپوری کے بیان و احوال سے مطابق کر کے دیکھیں۔ اگر مطابق ہوں تو صحیح ورنہ غلط جانیں(ہدیہ مہدویہ ۱۷)

مرزا نے لکھا کہ جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ ۱۰) جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہو اسے ہم ردی میں پھینک دیتے ہیں (اعجاز احمدی ۳۰)

سید محمد جونپوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، نوح، آدم اور دوسرے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں۔ (ایضاً)

نبی کریم کے شاگرددن میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ بھی پایا ہے اور نہ صرف نبی بنا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گیا ہے (حقیقتہ النبوۃ ۲۵۷)

مطلع الولایت میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ بندے کے پاس آدم علیہ السلام سے لے کر اس دم تک تمام انبیاء و رسل اولیائے عظام اور تمام مومنین و مومنات کی روحوں کی تصحیح ہوتی ہے کسی نے پوچھا میراں جی تصحیح کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا جب ایک تاجدار کی جگہ دوسرا بادشاہ تخت نشین ہوتا ہے۔ اور اپنے تمام لشکروں کا معائنہ کرتا ہے اسے کیا کہتے ہو؟ کہا بعض داخلہ و موجودات کہتے ہیں اور بعض عرض اور آمدہ نیامدہ بھی کہتے ہیں۔ فرمایا یہ تصحیح ہے آج تین دن ہوئے بالکل فرصت ہر نماز سے فراغ ہوتے ہی حکم ہوتا ہے کہ سید محمد خلوت میں جاؤ کہ بقیہ ارواح کا بھی جائزہ لے لو۔ انبیاء و مرسلین اور اولیاء و اتقیا کی روحیں سب بندے کے حضور میں عرض کی جاتی ہیں۔

(ایضا ۲۰-۲۴۷)

مرزائے قادیاں نے کہا خدا نے مجھے وہ بزرگی بخشی جو دنیا جہاں کے کسی اور شخص کو نہیں دی (حقیقتہ الوحی ص۱۰۷) میرا قدم اس منارہ پر ہے جہاں تمام بلندیاں ختم ہو جاتی ہیں (خطبہ الہامیہ صفحہ ۳۵) اور لکھا کہ خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کیے جائیں تو ان کی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے (چشمہ معرفت صف ۱۷) اور لکھا کہ میں نور ہوں مجدد مامور ہوں۔ عبد منصور ہوں۔ مہدی موعود اور مسیح موعود ہوں۔ مجھے کسی کے ساتھ قیاس مت کرو اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ میں مغز ہوں جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں جس کے ساتھ جسم نہیں اور سورج ہوں جس کو دھواں نہیں چھپا سکتا اور ایسا کوئی شخص تلاش کرو جو میری مانند ہو ہرگز نہیں پاؤ گے

(اقتباس از خطبہ الہامیہ)

مطلع الولایت میں ہے کہ جو شخص مہدی
جونپوری کے حضور میں مقبول ہوا۔ وہ
خدا کے ہاں بھی مقبول ہے اور جو یہاں
مردود ہوا وہ عنداللہ بھی مردود ہے۔ (
ایضاص ۲۰)

مسیح قادیاں نے لکھا جو مجھے نہیں مانتا وہ
خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیوں
کہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش
گوئی موجود ہے
(حقیقتہ الوحی) ۱۶۳

پنج فضائل میں ہے کہ ایک روز بعد نماز
فجر سب (دینی) بھائی صف بستہ بیٹھے
تھے۔ شاہ دلاور خلیفہ مہدی نے اپنی
بیوی سے کہا۔ دیکھو یہ وہ لوگ ہیں کہ
رسول خدا نے جن کی نسبت فرمایا ہے
کہ ہم اخوتی بمنزلتی یعنی وہ
میرے بھائی ہیں جو میرے ہم رتبہ ہیں
اور ایک روز دکھا کر کہا کہ مرسلین کے
درجہ پر ہیں۔ اور مرسل اسے کہتے ہیں
کہ مہتر جبریل اس پر وحی لائیں۔ اور
یارہ صحابی تو اس سے بھی افضل تر ہیں۔
(ایضاً ۲۴۷)

مسیح قادیاں نے لکھا جو میری جماعت میں
داخل ہوا۔ درحقیقت میرے خیر
المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔
(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۱)

پنج فضائل میں ہے۔ کہ سید محمود نے اپنے والد سید محمد جونپوری سے روایت کی۔ کہ میراں جی نے فرمایا کہ نہ میں کسی سے جنا گیا۔ اور نہ میں نے کسی کو جنا۔ اور ایک روز ان کی خلیفہ ولاور کے سامنے یوسف نامی ایک شخص نے بوقت وعظ سورہ اخلاص پڑھی جب وہ لم یلد ولم یولد پر پہنچا تو ولاور نے کہا نہیں یلد ویولد یوسف نے کہا نہیں لم یلد ولم یولد۔ ولاور نے کہا یلد ویولد عبدالملک نے یوسف سے کہا کہ بھائی خاموش رہو۔ میراں جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں جو کہتے ہیں سو حق ہے۔ (ہدیہ ۲۴۹)

مسیح قادیان نے اپنا ایک کشف بدیں الفاظ بیان کیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ اور میں نے یقین کر لیا کہ میں اللہ ہی ہوں اسی حال میں جب کہ میں بعینہ خدا تھا میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم دنیا کا کوئی نیا نظام قائم کریں یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں پس میں نے پہلے زمین اور آسمان اجمالی شکل میں بنائے جن میں کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی۔ پھر میں نے ان میں تفریق کر دی۔ اور جو ترتیب درست تھی اس کے موافق ان کو مرتب کر دیا اس وقت میں اپنے تئیں ایسا پاتا تھا کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمانی دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں۔
(آئینہ کمالات ص ۵۶۴۔۵۶۵)

پنج فضائل میں ہے کہ سید محمد جونپوری کے خلیفہ میاں نعمت نے کہا۔ گو میں بندہ کمینہ نعمت ہوں۔ لیکن کبھی میں خدا بن جاتا ہوں۔ اور کبھی حق تعالیٰ مجھ سے فرماتا ہے انت منی وانا منک۔ (تو مجھ سے پیدا ہوا اور میں تجھ سے پیدا ہوا)
(ہدیہ صفحہ ۲۵۰)

مسیح قادیاں کو الہام ہوا انت منی وانا منک۔ (اے مرزا تو مجھ میں سے پیدا ہوا اور میں تجھ میں سے پیدا ہوا) (حقیقت الوحی صفحہ ۷۴)

پنج فضائل میں ہے کہ سید محمد جونپوری کے خلیفہ شاہ نظام نے اپنا ایک طویل کشف ظاہر کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو سرفراز کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے دریافت کرتا ہے کہ اگر تو کہے تو یہ درجہ اس کو دوں۔ ورنہ ہرگز نہ دوں۔ پس میں سفارش کر کے اس (ولی) کو درجہ دلا دیتا ہوں۔ (ہدیہ صفحہ ۲۵۰)

مہدوی لوگ سید محمد جونپوری کو رسول صاحب شریعت جانتے ہیں اور ان کے بعض احکام کو شروع محمدی کے بعض احکام کا ناسخ سمجھتے ہیں۔
(ہدیہ مہدویہ ۲۴)

مسیح قادیان نے لکھا: مجھے خدا کی طرف سے دنیا کو فنا کرنے اور پیدا کرنے کی طاقت دی گئی ہے میں ختم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا مگر وہی جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔
(کتاب خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۳)

مولوی ظہیر الدین مرزائی متوطن اروپ ضلع گوجرانوالہ مرزا صاحب کو صاحب شریعت رسول بتاتے ہوئے لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے الہاموں میں لفظ رفق (نرمی) آیا ہے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قرآن میں نہیں آیا۔ (آئینہ کمالات) بلکہ مرزا نے بھی بہت سے احکام سلامی کو منسوخ قرار دیا اور شرح اس کی آگے آئے گی۔

شواہد کے تیرہویں باب میں لکھا ہے کہ مہدویت اور نبوت کا نام کا فرق ہے کام اور مقصود ایک ہے۔ ہدیہ ۲۴ ام العقاید لکھا ہے کہ مہدی موعود فرماتے ہیں جو حکم کہ میں بیان کرتا ہوں ۔خدا کی طرف سے بامرخدا بیان کرتا ہوں۔ جو کوئی ان احکام میں سے ایک حرف کا منکر ہوگا۔ وہ عنداللہ ماخوذ ہوگا۔ (ہدیہ ۲۵)

سید جونپوری کو ہندی فارسی عربی اور گجراتی میں الہام ہوتے تھے۔ منجملہ ان کے یہ اردو فقرہ بھی وحی ہوا" اے سید محمد دعوی مہدویت کا کہلاتا ہوئے تو کہلا نہیں تو ظالماں میں کروں گا۔ چنانچہ شواہد الولایت کے باب ہفدہم میں لکھا ہے۔ واہ کیا فصیح و بلیغ فقرہ اترا کہ تمام اہل ہند کو اس کی فصاحت نے حیران کر دیا۔ (ہدیہ مہدویہ ۲۶)

مرزا قادیاں نے لکھا لعنت ہے اس شخص پر جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے علیحدہ ہو کر نبوت کا دعویٰ کرے مگر یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہے نہ کوئی نئی نبوت۔

(چشمہ معرفت ۲۵۔۳۲۴)

مرزا کو بھی کئی زبانوں میں الہام ہوتے تھے چند الہام ملاحظہ ہوں۔ خاکسار پیپرمنٹ پیٹ پھٹ گیا۔ جیتے جیتے جہنم میں چلا گیا خدا قادیاں میں نازل ہوگا تہی دستاں عشرت را دس ازمائی ایٹی پریشن بست ویک روپیہ آنے والے ہیں۔ قرآن خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری میں اس گھر سے جانے والی تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی۔ (البشریٰ و حقیقتہ الوحی)

شواہد الولایت کے چھبیسویں باب میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے اوصاف پیغمبروں کے سامنے بیان فرمائے تھے۔ اس لئے اکثر پیغمبروں کو تمنا تھی کہ اس عاجز کی صحبت میں پہنچیں اور اکتیسویں باب میں لکھا ہے کہ اکثر انبیاء و مرسلین اولوالعزم دعا مانگتے تھے کہ بار خدایا ہم کو امت محمدی میں کر کے مہدی کے گروہ میں کر دے ان میں سے مہتر عیسیٰ کی دعا قبول ہوئی کہ اب وہ آکر بہرہ یاب ہوں گے چنانچہ دیوان مہدی کا مولف سید جونپوری کی نعت میں لکھتا ہے۔

بل چہ عالم کہ از آدم و عیسیٰ
زیحیٰ و خلیل از موسیٰ
بودہ غایت جنبش ہوس ولد
ہر چہ ہست از ولایت است ظہور
نقطہ آن دائرہ مفصلاں
شد متمنائے ہمہ مرسلاں
خواست ز حق ہر یکے ازاولیں
رب اجعلنی لمن الاخرین

ہدیہ مہدویہ (۴۳)

مسیح قادیاں نے لکھا خدا نے مجھے آدم سے لے کر یسوع مسیح تک مظہر جمیع انبیاء قرار دیا یعنی الف سے حرف یا تک اور پھر تکمیل دائرہ کی غرض سے الف آدم سے لے کر الف احمد تک صفت مظہریت کا خاتم بنایا (نزول المسیح صفحہ ۴) اسی طرح لکھا آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمہ ابرار آنچہ داداست ہر نبی راجام، داو آں جام را مراتمام، آں ستغنے کہ بود عیسیٰ را، ہر کلامے کہ شد بروالقا وایں یقین کلیم برتوراۃ وایں یقیں ہائے سید السادات کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست و لعین زندہ شد ہر نبی بادنم۔ ہر رسولے نہاں بہ پیر ہنم (نزول المسیح ۹۹۔۱۰۰) مرزا محمود احمد نے کہا کہ مسیح موعود کا ذہنی ارتقاء آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں ذہنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو مسیح موعود کو آں حضرت پر حاصل ہے نبی کریم صلعم کی ذہنی استعداوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا۔ اور نہ قابلیت تھی۔ (قادیانی ریویو جون ۱۹۲۹ء)

پنج فضائل میں ہے کہ مہدی جونپوری قضاء حاجت کے لیے جاتے تھے۔ حاجی محمد فرحی نے پوچھا میراں جی خدام تو آئے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کب آئیں گے۔ میراں نے ہاتھ پیچھے کر کے کہا کہ بندہ کے پیچھے آئیں گے فوراً حاجی محمد فرحی کو عیسیٰ روح اللہ کا مقام حاصل ہو گیا۔ میراں (سید جونپوری) کی زندگی بھر تو خاموش رہا۔ ان کی رحلت کے بعد سندھ میں نگر ٹھٹھہ کی طرف جا کر مسیحیت کا دعویٰ کر دیا (ہدیہ مہدویہ صفحہ ۲۴۵)

شواہد الولایت (مہدویوں کی ایک کتاب) کے چوبیسویں باب میں لکھا ہے کہ میراں (سید محمد جونپوری) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ارواح اولین و آخرین کو حاضر کر کے فرمایا کہ اے سید محمد! ان سب ارواح کا پیشوا بننا قبول کر۔ میں نے اپنی عاجزی کا خیال کر کے عذر کیا۔ پھر یہ دیکھ کر عنایت الٰہی میرے حال پر مبذول ہے۔ قبول کر لیا۔ (ہدیہ مہدویہ ص ۲۴۵)

مسیح قادیاں نے لکھا: اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔ (کشتی نوح صفحہ ۵۶)

اور لکھا کہ:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم

عیسیٰ کجاست تابنہد پا بمنبرم

مرزا نے لکھا۔ خدا عرش پر میری تعریف کرتا ہے۔ انجام آتھم ۵۵' میرے آنے سے پہلوں کے سورج ڈوب گئے (خطبہ الہامیہ) زندہ شد ہر نبی بآمدنم۔ ہر رسولے نہاں بہ پیرہنم (درثمین ۱۴۰) جس طرح پہلی رات کا چاند کی روشنی کی وجہ سے ہلال اور چودھویں کا کمل روشنی کی وجہ سے بدر کہلاتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدی اول میں ہلال اور میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۷۷۔ ۱۷۵ تک کا خلاصہ)

شواہد الولایت کے چھبیسویں باب میں لکھا ہے۔ کہ دونوں محمدوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے اور فرق کرنے والے کو زیان ہے۔ یعنی جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سید جونپوری برابر ہیں اور مہدویہ کی ایک کتاب جو ہرنامہ میں لکھا ہے (دوہرہ) نبی مہدی یکذات جانو برابر اجتلو عقلی سوں پاک ظاہر باطن تابع متبوع حق مانو کل اوراک مہدویوں کی ایک کتاب صراط مستقیم میں ہے کہ نبی و مہدی علیہما السلام ایک ذات موصوف بجمیع صفات سرتاپا مسلمان ظاہر و باطن کلام اللہ سوں برابر فرق کرن ہارے کافر مردود۔

(ہدیہ مہدویہ ۲۴۵، ۲۴۶)

مرزا نے لکھا کہ جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق سمجھا نہ تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱) میرا وجود عین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہو گیا۔ (ایضا) میں خود محمد اور احمد بن چکا ہوں۔ خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اپنے دوسرے وجود میں اپنی نبوت سنبھال لی ہے۔ اور محمد کی نبوت ہی کے پاس رہی ہے غیر کے پاس نہیں گئی (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ ایک مرتبہ پھر خاتم النبین کو مبعوث کرے گا۔ پس مسیح موعود خود رسول اللہ تھے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے (کلمتہ الفضل صفحہ ۱۸۵)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے
ہیں بڑھ کر اپنی شان میں محمد دیکھنے ہوں
جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں (بدر جلد ۲، ۴۳)

مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری ہی مہدی موعود تھے اب ان کے سوا کوئی مہدی وجود میں نہیں آئے گا۔ اور جو شخص اس عقیدے پر نہیں وہ کافر ہے۔ (ایضا ۲۵۹)

وہ آخری مہدی جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۲)

مہدویہ کہتے ہیں کہ سید جونپوری وہی مہدی ہے جس کی نسبت محمد بن سیرین نے فرمایا کہ وہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بہتر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ وہ بعض انبیاء علیہم السلام پر بھی فضیلت رکھتا ہے۔ (ہدیہ ۲۸۴)

مہدویہ کہتے ہیں کہ نبوت و رسالت کیسی ہے کہ جب ریاضت و مشقت زیادہ کرتے ہیں تو حاصل ہو جاتی ہے غرض ان کے نزدیک شرط استحقاق زیادہ مشقت ہے لیکن یہ اہل ایمان کا یہ مذہب نہیں بلکہ یہ فلاسفہ یونان کا مشرب ہے۔ ۲۷۸)

سید محمد جونپوری کے پیروؤں نے اپنی دعوت کی بنیاد امر معروف و نہی منکر پر رکھی۔ ان کے طریقہ کی پہلی شرط یہ تھی کہ ہر حالت میں احکام شریعت کی تبلیغ کریں۔ یہ لوگ جہاں کہیں شہر و بازار میں کوئی نامشروع دیکھتے تو حق احتساب ادا کرتے۔ شیخ علائی مہدوی خاص طور پر امر معروف و نہی منکر تھے۔

(منتخب التواریخ ص ۴۰۷، ۴۰۸)

مرزا غلام احمد نے لکھا "میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت محمد ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر تو کیا وہ تو بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔ (معیار الاخیار صفحہ ۱۱)

میاں (محمود احمد) صاحب (خلیفہ ثانی) نے زبانی گفتگو میں یہاں تک فرمادیا کہ اگر میں کوشش کروں تو نبی بن سکتا ہوں۔ اور اگر منشی فاضل جلال الدین (راوی) کوشش کریں تو وہ بھی نبی بن سکتے ہیں۔

(النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۷۵)

مسٹر محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور زیر عنوان "احمدیت اشاعت اسلام کی تحریک ہے" لکھتے ہیں احمدیت کا صحیح مفہوم صرف اسی قدر ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کی ایک زبردست تحریک ہے اور جس قدر اس کی نمایاں خصوصیات ہیں وہ صرف اسی عظیم الشان غرض کو حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔ یہاں تک کہ خود بانی تحریک کے دعاوی کو ماننا بھی بجائے خود ایک مقصد نہیں۔ بلکہ تبلیغ اسلام کے اہم مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

(تحریک احمدیت ص ۱۷۹)

انصاف نامہ کے باب دوم میں لکھا ہے کہ سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ میری مہدویت کا انکار کفر ہے۔ اور ملا احمد خرسانی نے سید محمود فرزند مہدی جونپوری سے پوچھا کہ منکرین مہدی کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں کہا کافر کہتا ہوں۔ ملا احمد نے کہا اگر بالفرض میں انکار کروں کہا کہ اگر سلطان العارفین بایزید .سطامی بھی مہدی کاانکار کرے تو وہ کافر ہو جائے۔ (ہدیہ مہدویہ ۱۹۸)

مسیح قادیان کو الہام ہوا کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا وہ جو تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور جو تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے (اشتہار معیار الاخیار) ۱۸۹۹ء مرزا نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم پٹیالوی کو لکھا تھا "خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہیکہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے (جریدہ فاروق ۲۱ جنوری ۳۱ء) جو شخص میرے مخالف ہیں ان کا نام عیسائی یہودی اور مشرک رکھا گیا۔
(تتمہ حقیقتہ الوحی صفحہ ۱۱۷)

انصاف نامہ کے باب سوم میں لکھا ہے کہ مہدی جونپوری نے فرمایا کہ ہمارے منکروں کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے اگر پڑھی ہوں تو اعادہ کرے۔ (ہدیہ مہدویہ ۱۹۸)

مرزا غلام احمد نے کہا کہ جو شخص ہمارا منکر ہے اس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے۔ اور فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۲۱ میں ہے کہ مسیح موعود نے فرمایا کہ جو شخص حج کو جائے وہ مکہ معظمہ اپنی جائے قیام پر ہی نماز پڑھ لے (الفضل ۲۰ مارچ ۲۸ء)

انصاف نامہ کے باب چہارم میں لکھا ہے
کہ شہر ٹھٹھہ میں میراں اپنی مہدویت کی
تبلیغ کر رہے تھے ایک شخص اپنے لڑکے
کے لئے ملتجی دعا ہوا۔ مہدی جونپوری نے
جواب دیا کہ اگر حق تعالیٰ قوت دے تو میں
(دعا کی جگہ) تم لوگوں سے جزیہ لوں اور
خوند میری خلیفہ مہدی کہا کرتا تھا کہ منکر
لوگ حربی ہیں۔(ہدیہ مہدویہ ۱۹۸)

مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی نے اپنی تقریر میں
کہا جو شخص احمدی نہیں وہ ہمارا دشمن ہے
ہماری بھلائی کی صرف ایک صورت ہے
کہ ہم تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں۔ تاکہ
ان پر غالب آنے کی کوشش کریں۔
شکاری (مرزائی) کو کبھی غافل نہ ہونا
چاہئے۔ اس امر کا برابر خیال رکھنا چاہئے
کہ شکار (مسلمان) بھاگ نہ جائے یا ہم پر
ہی حملہ نہ کردے۔(الفضل ۲۵ اپریل
۳۰ء)
ہمارے دشمن (مسلمان) جنگلوں کے سور
ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر
ہیں۔(نجم الہدیٰ صفحہ ۱۰)

ابوداؤد کی حدیث ہے۔ کہ ہر صدی کے
سر پر ایک مجدد ہوگا۔ اور اس کے
شارحین اور نووی لکھتے ہیں کہ دسویں
صدی کے سر پر مہدی مجدد ہوں گے اور
سید جونپوری کی ذات بھی اسی تاریخ پر
ہوئی۔ (۸۴)

مرزا نے لکھا کہ انبیا گذشتہ کے کشوف نے
اس بات پر مہر لگا دی کہ وہ (مہدی)
چودھویں کے سر پر پیدا ہوگا۔ اور نیز یہ کہ
پنجاب میں ہوگا۔ (اربعین نمبر۲ صفحہ ۲۳)

سید جونپوری نے حکم دیا کہ کسی کے پاس قلیل مال ہو یا کثیر' اس کا دسواں حصہ خیرات کرنا اس پر فرض ہے۔

(ایضاً ص ۲۸)

مرزا نے حکم دیا کہ اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو اپنی جائداد کے دسویں حصہ یا اس سے زیادہ کی وصیت کردے

(الوصیت ص ۱۹)

کتب مہدویہ میں لکھا ہے کہ مہدی جونپوری کی علامت تھی کہ جب دعویٰ کرتے تھے تو الفاظ دعویٰ سے تاریخ نکلا کرتی تھی چنانچہ یہاں فرمایا قال من ابتغٰی فھو مومن۔ (جس نے میرا اتباع کیا وہ مومن ہے' سے تاریخ ۹۰۱ ھ کی عیاں ہے۔ (ایضاً ۹۵)

مرزائے قادیان کی بھی علامت تھی کہ ایسے الفاظ کے عدد نکالنے کے درپے رہتے تھے جن سے وہ کسی طرح بچے سمجھے جا سکیں۔ ازالہ صفحہ ۱۵۸ میں لکھا کہ "غلام احمد قادیانی کے اعداد تیرہ سو ہیں اور صرف میرا ہی دعویٰ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ میں ہی اس صدی میں مسیح ہو کر آیا ورنہ تم آسمان سے مسیح کو اتار لاؤ

مہدوی لوگ کلام الٰہی کی لفظی و معنوی تحریف کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ اہل کتاب کا عموماً خصوصاً یہود کا شیوہ ہے۔ اور ہر جگہ تحریف کرتے وقت کہتے ہیں کہ اس سے مراد الٰہی یہ ہے۔ اور تفسیر بالرائے کفر ہے۔ اور ظاہری مطلب کو چھوڑ کر اپنی طرف سے کوئی معنی گھڑ لینا فرقہ باطنیہ کا طریقہ ہے جو نصوص و احکام کو ظاہری معنی پر محمول نہیں سمجھتے۔ بلکہ جو جی میں آتا ہے قرآن و حدیث کے معنی بنا لیتے ہیں حالانکہ یہ فرقہ بالاتفاق گمراہ ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ فرقہ باطنیہ کو

مرزا تحریف و تبدیل میں بالکل فرقہ باطنیہ کا نقش ثانی تھا۔ چنانچہ لکھا کہ علماء کو روحانی کوچہ میں دخل ہی نہیں۔ یہودیوں کے علماء کی طرح ہر ایک بات کو جسمانی قالب میں ڈھالے جاتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرا گروہ (باطنیہ اور مرزائیہ کا) بھی ہے جو آسمانی باتوں کو آسمانی قانون قدرت کے موافق سمجھنا چاہتے ہیں اور استعارات اور مجازات کے قائل ہیں مگر افسوس کہ وہ بہت تھوڑے ہیں۔

(ازالہ صفحہ ۱۱۰)

یہ لوگ بھی گمراہ سمجھتے ہیں لیکن تحریف اور تاویل کاری میں ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں۔ (ایضا ۱۷۹)

قرآن حکیم میں ہے "اے پیغمبر آپ (جلدیاد کر لینے کی غرض سے وحی کے ساتھ ہی 'اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے کیونکہ آپ کے قلب میں' اس کا جمع کرونا اور آپ کی زبان سے) پڑھوا دینا ہمارا کام ہے۔ سو جب جبرئل پڑھا کریں تو آپ اس کی متابعت کیجئے پھر اس قراۃ کے بعد 'اس کا مطلب واضح کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے' جونپوری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ ثم تراخی کے لیے آتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کا واضح مطلب مہدی کی زبان سے ظاہر ہوگا مہدی جونپوری کے بیان کا ماحصل یہ ہے کہ اے پیغمبر آپ بالفعل الفاظ قرآن کو تو جبرئل سے سیکھ لیجئے لیکن قرآن کا مطلب و مفہوم ہم نو سو سال کے بعد سید محمد جونپوری کی زبان سے ظاہر کریں گے اور تمام امت مرحومہ نو صدیوں تک محروم البیان اور خطائے معنوی میں مبتلا رہے گی۔

(ہدیہ مہدویہ ۱۲۰۔ ۱۲۳)

مسیح قادیان نے کہا "میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں۔ (ازالہ ۳۷۱)

کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے (جوشارع علیہ السلام اور صحابہ سے ارشا پہنچی تھیں) مولوی لوگوں کو بہت خراب کیا ہے۔ اور ان کے دلی اور دماغی قویٰ پر بہت برا اثر ان پر پڑا ہے۔ (ازالہ)

میں قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کرنے کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں جو اس میں میرا مقابلہ کر سکے۔

(ضرورۃ الامام صفحہ ۲۶)

یہ عاجز اسی کام کے لئے مامور ہے۔ تاکہ غافلوں کے سمجھانے کے لئے قرآن شریف کی اصلی تعلیم پیش کی جائے۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۷۷)

سید جونپوری نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے بندے (جونپوری) کے وصف پیغمبروں سے بیان فرمائے۔ اس لیے اکثر پیغمبروں کی تمنا تھی کہ میری صحبت میں پہنچیں (ایضا ۲۴۴)

مرزا غلام احمد نے لکھا "اے عزیزو! اس شخص (مرزا) مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی۔
(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۴)

بابی خوان الحاد سے ریزہ چینی

ہرچند کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پیشرو مرزا علی محمد باب کے خوان الحاد سے بہت کچھ ریزہ چینی کی۔ لیکن اس نے اپنی علوت مستمرہ کے بموجب احسان شناسی کے فرض سے ہمیشہ پہلو تہی کی۔ قادیانی تحریک کے متعلق علامہ سید محسن امین عاملی کا ایک مضمون مئی ۱۹۲۵ء میں ہندوستان کے بعض جرائد میں شائع ہوا تھا۔ جس میں صاحب ممدوح نے لکھا تھا کہ جب مرزا غلام احمد کا اعجازی کلام دمشق میں پیش کیا گیا تو اہل دمشق نے صاف کہہ دیا کہ قادیاں کا سارا علمی سرمایہ اور استدلال بابیوں کا سرقہ ہے۔ اور یہ کہ اہل قادیاں بابیوں کی ناکمل نقل ہیں (کوکب ہند ۱۷ مئی ۱۹۲۵ء)اور ڈاکٹر ایچ ڈی گرس وولڈ نے لکھا کہ جہاد سے دست بردار ہونا اور جس سلطنت کے زیر سایہ ہوں۔ اس کے حق میں وفاداری اور خیرخواہی کا اظہار کرنا وغیرہ وغیرہ ایسے امور ہیں جن میں ایران کے موجودہ بابی اور ہندوستان کے مرزائی حد درجہ کی مشابہت اور موافقت رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ مشابہت اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ یہی خیال پیدا ہوتا ہے کہ دوسرا فرقہ پہلے کی نقل ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی مولفہ ڈاکٹر گریس وولڈ ص ۴۳۔

اب ذیل میں چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ مرزائیت اور بابیت ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔

مرزا علی محمد باب	مرزا غلام احمد
ملا محمد حسین بشرویہ نے کہا کہ مشرق اور مغرب کے تمام سلاطین ہمارے سامنے خاضع و سر بسجود ہوں گے (نقطہ الکاف صفحہ ۱۶۴)	مرزا غلام احمد نے ایک الہام کی رو سے پیشین گوئی کی کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (حقیقۃ الوحی)

کتاب بیان میں پہلے سے وہ احکام و دستور العمل درج کر دیئے گئے ہیں جن پر مستقبل کی بابی سلطنت کا عمل درآمد ہوگا۔ اور بیان میں صریحاً مذکور ہے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ سارا ایران بابی ہو جائے گا اور وہاں کا آئین و قانون کتاب بیان کا قانون ہوگا (مقدمہ نقطۃ الکاف کہ 'حضرات بابیہ باطنی و روحانی سلطنت کے حکمران ہیں اور ضرور ہے کہ ظاہری سلطنت بھی ان کو پہنچے گی گو ہزار سال ہی کیوں نہ لگ جائے۔ (ایضا ۱۸۲ ۱۸۳)

مرزا علی محمد باب نے کہا "محمد نقطہ فرقان ہیں اور میرزا علی محمد باب نقطہ بیان ہے اور پھر دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ (دیباچہ نقطہ الکاف)۔

تمام انبیاء کرام امی تھے اور مرزا علی محمد باب بھی امی تھا (نقطہ الکاف ص ۱۰۹)

مسیح موعود نے کہا کہ ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت پھیل جائے گی (الفضل ۲۸ اگست ۱۹۲۴ء)مرزا محمود احمد نے کہا مجھے تو ان غیر احمدی مولویوں پر رحم آیا کرتا ہے۔ جب میں خیال کرتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ احمدیوں کو حکومت دے گا۔ احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھیں گے" الفضل کے پرانے فائل نکال کر پیش ہوں گے۔ تو اس وقت ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا۔ (الفضل ۱۵ اکتوبر ۲۴ء)

مسیح قادیان نے لکھا خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو (نزول المسیح ص ۴)

مسیح قادیان نے لکھا آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا (ایام الصلح ص ۱۴۷)

مرزا علی محمد باب نے کہا "علما علم و عمل میں مستور اور حسب ریاست میں گرفتار ہیں۔ ان لوگوں نے گوش طلب کو نہ کھولا اور نظر انصاف سے نہ دیکھا بلکہ اس کے برعکس زود اعراض کی زبان کھول دی۔ ان حرمان نصیبوں نے کہا جو کچھ کہا اور کیا جو کچھ کیا۔ (نقطۃ الکاف ۱۰۸ ۱۰۹)۔

مسیح قادیاں نے لکھا۔ یہ مولوی لوگ اس بات کی شیخی مارتے ہیں کہ ہم بڑے متقی ہیں میں نہیں جانتا کہ نفاق سے زندگی بسر کرنا انہوں نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ کتاب الہٰی کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے۔
(ازالہ ص ۲۷۹) یہ لوگ سچائی کے پکے دشمن ہیں راہ راست کے جانی دشمن کی طرح مخالف ہیں (کشتی نوح صفحہ ۷) اور لکھا اے بدذات فرقہ مولویاں اے یہودی خصلت مولویو (انجام آتھم ص ۱۹)

مولف نقطۃ الکاف نے سید یحیٰی سے دریافت کیا کہ تمہارے والد محترم کا حضرت حق (مرزا علی محمد باب) کے متعلق کیا خیال ہے، سید یحیٰی نے جواب دیا کہ وہ اس وقت تک اظہار توقف کر رہا ہے۔ اس کے بعد کہا میں ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرا والد باوجود اس جلالت قدر کے اس ظہور باہر النور پر ایمان نہ لایا تو میں سبیل محبوب میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔ (ایضا ۱۲۲)

ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں (انوار خلافت ۹۰) اگر کسی احمدی کے والدین غیر احمدی ہوں اور وہ مر جائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے (الفضل ۲ مارچ ۱۹۱۵ء) اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ بھی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ (فتاویٰ احمدیہ ص ۳۱۳) مسیح قادیاں کا ایک بیٹا فوت ہوگیا جو زبانی طور پر آپ کی تصدیق کرتا تھا لیکن مسیح موعود نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ (فتاویٰ احمدیہ صفحہ ۳۸۱)

علماء سے مرزا علی محمد باب نے کہا کہ قرآن کی ہر آیت میرے دعوؤں کی تصدیق کرتی ہے۔ (نقطتہ الکاف ۱۳۴)۔

مسیح قادیاں نے لکھا میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ۴۲)

مرزا علی محمد باب نے اپنی کتاب "بیان" میں لکھا، تم لوگ یہود کی تقلید نہ کرو جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو دار پر چڑھایا اور نصاریٰ کی بھی پیروی نہ کرو جنہوں نے محمد علیہ الصلوۃ والسلام سے انکار کیا اور اہل اسلام کی بھی پیروی نہ کرو جو ہزار سال سے مہدی موعود کے انتظار میں سراپا شوق بنے بیٹھے تھے لیکن جب ظاہر ہوا تو اس سے انکار کر دیا۔ (دیباچہ نقطتہ الکاف)۔

مرزا نے لکھا کہ تیرھویں صدی میں وہ لوگ جابجا یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور خدا تعالیٰ کے الہام نے اس کا نام مسیح موعود رکھا تو اس کی سخت تکذیب کی اور اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے معدوم کر دیتے۔ (کتاب ایام الصلح صفحہ ۲۶)

حضرت قائم علیہ السلام (میرزا علی محمد باب) کا ظہور بھی جناب محمد رسول اللہ ہی کی رجعت ہے۔ (نقطتہ الکاف ۲۷۳)۔

مسیح قادیاں نے لکھا میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے (تذکرۃ الشہادتین ۴۲)

عارف باللہ اور عبد مصنف کے لیے تو سارا قرآن حضرت قائم علیہ السلام (میرزا علی محمد باب) کی عظمت شان کی باطنی تفسیر ہے۔ (ایضا ۲۷۳)۔

مسیح قادیاں نے لکھا "میری طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہیں۔ بلکہ میں نے محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لیا ہے (نزول المسیح صفحہ ۳)

اہل ظاہر کی ظاہری الفاظ پر نظر ہوتی ہے اس لیے اس کے مصداق کو نہیں پاتے۔ حالانکہ وہاں اس کا باطن مراد ہوتا ہے لیکن اس کے باطن تک پہنچنا ہر بے سروپا کا کام نہیں۔ بلکہ یہ ایک جلیل القدر منصب ہے۔ جس کا مقام فرشتہ یا نبی یا مومن ممتحن سے قرین ہے اور آج کل مومن ممتحن ہی کہاں ملتا ہے اور یہ کس کی مجال ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ کرے۔ پس ظہور مہدی علیہ السلام کی جو علامتیں حدیثوں میں مذکور ہیں ان سے ان کا باطن مراد ہے اور چونکہ اکثر اہل آخرالزماں ظاہر بین واقع ہوئے ہیں اس لیے حدیثوں کا مطلب نہیں سمجھتے۔ (نقطۃ الکاف ۱۸۲۔۱۸۳)

مسیح قادیاں نے لکھا۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ روحانی کوچہ میں ان (علما) کو دخل ہی نہیں۔ یہودیوں کے علماء کی طرح ہر ایک بات کو جسمانی قالب میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں لیکن ایک دوسرا گروہ (مرزائیوں) کا بھی ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے یہ بصیرت اور فراست عطا کی ہے کہ وہ آسمانی باتوں کو آسمانی قانون قدرت کے موافق سمجھنا چاہتے ہیں اور استعارات اور مجازات کے قائل ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ لوگ بہت تھوڑے ہیں(ازالہ صفحہ ۱۱۰) ہر ایک استعارہ کو حقیقت پر حمل کرکے اور ہر ایک مجاز کو واقعیت کا پیرایہ پہنا کر ان حدیثوں کو ایسے دشوار گذار راہ کی طرح بنایا گیا جس پر کسی محقق معقول پسند کا قدم نہ ٹھہر سکے (ایام الصلح ۴۹)

بابی لوگ مرزا علی محمد باب کی تالیفات کو خرق عادت یعنی معجزہ یقین کرتے تھے۔ (مقالہ سیاح صفحہ ۵)

مسیح قادیاں نے لکھا کہ میرے کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کرسکا(نزول المسیح صفحہ ۱۳۲)

مرزا علی باب نے کہا میں تفسیر آیات و احادیث ائمہ اطہار کے ساتھ ظاہر ہوا ہوں۔ میرے کلمات فصاحت ظاہری و باطنی کو متضمن ہیں۔ پانچ ساعت میں بدوں تفکر و سکوت ہزار بیت لکھ دیتا ہوں۔ میرے سوا کسی کو یہ قدرت نہیں دی گئی۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو کہ میری طرح وہ بھی ایسا ہے تو وہ میرے جیسا کلام پیش کرے۔ (نقطۃ الکاف ص ۱۰۷)

مرزا غلام احمد نے لکھا کہ خدا تعالیٰ کے تائیدی نشانوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں فصیح بلیغ عربی میں تفسیر لکھ سکتا ہوں اور مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے علم دیا گیا ہے کہ میرے بالمقابل بیٹھ کر کوئی دوسرا شخص خواہ وہ مولوی ہو یا گدی نشین۔ ایسی تفسیر ہرگز نہیں لکھ سکے گا۔ (نزول المسیح ص ۵۴)

ملا محمد علی باب نے بیان کیا کہ مسلمانوں کا ہزار سال سے یہ عقیدہ چلا آتا تھا کہ ان کا جو امام غائب ہو گیا تھا وہ ظاہر ہوگا۔ کافہ مسلمین برابر منتظر تھے۔ اب ہم لوگ (بابی) کہتے ہیں کہ امام منتظر ظاہر ہو گیا ہے۔ اور وہ میرزا علی محمد باب ہے۔ لیکن یہ نادان ہماری تکذیب کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ احادیث ہی کو جو باب علیہ السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ محک حق و باطل بناؤ۔ مگر کچھ التفات نہیں کرتے ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ اچھا بابی حضرات کے علم و عمل تقویٰ طہارت، تدین توجہ الی اللہ زہد و ایثار، تبتل و انقطاع کو غیر بابیوں کے علم و عمل سے مقابلہ کرلو وہ کچھ جواب نہیں دیتے۔ ہم نے بارہا مباہلہ کی دعوت دی۔ کہتے ہیں ہمارے ہاں مباہلہ جائز نہیں۔ (نقطۃ الکاف ص ۲۳۰)

مسیح قادیاں نے لکھا۔ دیکھو آسمان نے خسوف کسوف کے ساتھ گواہی دی اور تم نے پرواہ نہیں کی۔ اور زمین نے غلبہ صلیب اور نجاست خوروں کے نمونہ سے گواہی دی اور تم نے پرواہ نہیں کی۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک اور بزرگ نبی کی عظیم الشان پیشن گوئیاں گواہوں کی طرح کھڑی ہو گئیں اور تم نے ذرا التفات نہیں کی۔ (ایام الصلح ص ۹۱) بڑا افسوس ہے کہ خدا کی قدرت کھلے طور پر میری تائید میں آسمان سے نازل ہو رہی ہے مگر یہ لوگ شناخت نہیں کرتے۔ امت ضعیفہ کی ضرورت پر نظر نہیں ڈالتے؛ صلیبی غلبہ کا مشاہدہ نہیں کرتے اور ہر روز ارتداد کا گرم بازار دیکھ کر ان کے دل نہیں کانپتے۔ اور جب ان کو کہا جائے کہ عین ضرورت کے وقت میں عین صدی کے سر پر غلبہ صلیب کے ایام میں یہ مجدد

آیا تو کہتے ہیں کہ حدیثوں میں ہے کہ اس امت میں تیس دجال آئیں گے۔ (نزول المسیح ص ۳۳)

مرزا علی محمد باب کا دعویٰ تھا کہ میں رسول اللہ کی رجعت اور مہدی موعود ہوں۔ ائمہ دین نے میرے حق میں بہت سی پیشین گوئیاں کی ہیں۔ (ایضا ۱۵۲)

مسیح قادیاں نے لکھا۔ہاں میں وہی ہوں۔ جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔ اور پھر خدا نے ان کی معرفت بڑھانے کے لئے منہاج نبوت پر اس قدر نشانات ظاہر کئے کہ لاکھوں انسان اس کے گواہ ہیں۔
(فتاویٰ احمدیہ جلد اول ص۵۱)

امام جامع اصفہان نے مرزا علی محمد باب سے سوال کیا کہ تمہاری حقیقت کی کیا دلیل ہے کہنے لگا میری آیت صدق یہ ہے کہ میں ہر موضوع پر چھ ساعت میں ہزار بیت قلم برداشتہ بلا غور و فکر لکھ دیتا ہوں۔ امام نے کہا اچھا سورہ کوثر کی تفسیر ہمارے سامنے لکھو۔ باب نے چھ ساعت میں ہزار بیت لکھ دیئے۔ امام جامع اصفہان کو یقین ہوگیا کہ یہ قوت منجانب اللہ ہے۔
(نقطہ الکاف صفحہ ۱۱۶)

مرزا نے لکھا کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں۔ کیون کہ جب میں عربی میں یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔ (نزول المسیح ص۵۶) جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی استاد کے جاری کئے ہیں اور جس قدر میں نے باوجود نہ پڑھنے کے علم ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ دکھایا ہے اس کی کوئی نظیر نہیں۔ ایام الصلح)

باب نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے وقت انجیل کا درخت لگایا گیا تھا۔ اس وقت اسے کمال نصیب نہ ہوا تھا البتہ محمد رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت پر اسے کمال نصیب ہوا۔ اسی طرح قرآن کا درخت تو رسول اللہ کے زمانہ میں لگا لیکن اس کا کمال ۱۲۷۰ھ میں ہوا۔ (مقدمہ نقطہ الکاف مطبوعہ لندن صح۔ الاولی)

باب کے احکام توحید و تفرید الٰہی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تمام مال حضرت باب کے مال ہیں دنیا کے تمام مرد باب کے غلام اور تمام عورتیں آپ کی لونڈیاں ہیں۔ جتنا مال چاہتے ہیں اتنا لوگوں کو عطا فرماتے ہیں۔ جتنا چاہتے ہیں لے لیتے ہیں۔ قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء (نقطہ الکاف)

مسیح قادیاں نے لکھا جس طرح پہلی رات کا چاند کی روشنی کی وجہ سے ہلال اور چودھویں کا کمال روشنی کی وجہ سے بدر کہلاتا ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ صدی اول میں ہلال اور میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں۔ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۷۔ ۱۸۵ کا خلاصہ)

مرزا غلام احمد نے لکھا کہ ریل گاڑی بوجہ ملکیت اور قبضہ اور تصرف تام اور ایجاد دجالی گروہ کے دجال کا گدھا کہلاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب کہ مسیح موعود قاتل دجال ہے یعنی روحانی طور پر تو بموجب حدیث من قتل قتیلا کے جو کچھ دجال (انگریز اور دوسری یورپی اقوام) کا ہے وہ سب مسیح کا ہے۔ (ازالہ اوہام جلد دوم خاتمہ)

مرزا علی محمد باب نے کہا دنیا کے تمام ادیان و ملل کو ایک ہوجانا چاہئے۔ ہماری یہ آرزو ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کو بھائی بھائی دیکھیں (دیباچہ نقطہ الکاف مولفہ پروفیسر براؤن)

حضرت مسیح موعود دنیا کو دین واحد پر جمع کرنے کے لئے آئے تھے۔ آپ کے مقصد اتحاد میں لا شرقیہ ولامغربیہ کی شان ہے وہاں مشرق مغرب بلکہ کل دنیا کو ایک دین پر جمع کرنا ہے۔ (الفضل ۷ ۲ ستمبر ۲۴ء)

مرزا علی محمد باب نے کہا میں جو کچھ کہتا ہوں منجانب اللہ کہتا ہوں میں حرام وحلال کے متعلق جو حکم دوں اسے حکم الٰہی یقین کرو اور اس سے اعراض وانکار نہ کرو۔
(ایضا ۱۰۹)

مسیح قادیاں نے کہا میری شان میں ہے وما ینطلق عن الھوی (یعنی مرزا اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا۔ بلکہ جو کچھ کہتا ہے منجانب اللہ کہتا ہے۔ (اشتہار انعامی پانسو ص ۲۴)

جب مرزا علی محمد باب کے حواری ملا محمد علی کو گرفتار کرکے شہربار فروش میں لے گئے تو وہ غضب ناک شہریوں میں سے جس کسی کے پاس سے گزرتا اسے ایک دو طمانچے یا گھونسے رسید کردیتا۔ لوگوں نے اس کے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ مدرسوں کے طلبہ آ آکر اس کے منہ پر تھوکتے اور گالیاں دیتے تھے۔ (ایضا ۱۹۸)۔ ایک بابی کا بیان ہے کہ راستہ میں آں جناب (مرزا علی محمد باب) سے بہت سے خوارق علوات (معجزات) ظہور میں آئے' اور خدا کی قسم ہم نے تو خوارق علاوت کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ (ایضا ۱۱۳)

ایک مرزائی نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم (مرزا صاحب کے ساتھی) گنتی کے چند آدمی تھے جدھر کو نکلتے لوگ اشارے کرتے اور گالیاں دیتے۔ ہمارے منہ پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں دل بیٹھے جارہے تھے۔ نمازوں میں چیخیں نکل جاتی تھیں۔ زمین درندوں کی طرح کھانے کو آتی تھی۔ (الفضل ۲۶ مئی ۳۱ء)

ایک بابی کا بیان ہے کہ راستہ میں آں جناب (مرزا علی محمد باب) سے بہت سے خوارق عادات (معجزات) ظہور میں آئے' اور خدا کی قسم ہم نے تو خوارق عادت کے سوا کچھ دیکھا ہی نہیں۔ (ایضا ۱۱۳)

مسیح قادیاں نے لکھا۔ پنجاب کے لوگوں نے بڑی سنگ دلی ظاہر کی۔ خدا کے کھلے کھلے نشان دیکھے اور انکار کیا۔ وہ نشان (معجزات) جو ملک میں ظاہر ہوئے جن کے ہزاروں بلکہ لاکھوں انسان گواہ ہیں جو ڈیڑھ سو سے بھی کچھ زیادہ ہیں لیکن اس ملک کے لوگ ابھی تک کہے جاتے ہیں کہ کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ (نزول المسیح ص۲۶)

مرزا علی محمد باب نے لوگوں کو اپنی مہدویت قبول کرنے کی دعوت دی۔ اپنے قاصد اسلامی بلاد کو روانہ کئے اور سلاطین عالم اور علماء ملل کے نام مراسلے ارسال کئے اور اطراف عالم میں نوشتے بھیجے۔
(نقطہ الکاف ص۲۰۹' ۲۱۲)

مسیح قادیاں نے لکھا۔ بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوت اسلام رجسٹری کراکر تمام قوموں کے پیشواؤں' امیروں اور والیان ملک کے نام روانہ کئے' شہزادہ ولی عہد اور وزیر اعظم انگلستان گلیڈ سٹون اور جرمن وزیر اعظم پرنس بسمارک کے نام بھی روانہ کئے۔ (ازالہ ۱۲۱)

ڈاکٹر گرس وولڈ نے لکھا ہے کہ ہندوستان کی احمدی جماعت کا کئی حیثیتوں سے بابی جماعت سے مقابلہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اگرچہ مرزا علی محمد باب کی دعوت کلیم چھ سال یعنی ۱۸۴۴ء سے ۱۸۵۰ تک رہی۔ اور یہ چھ برس بھی زیادہ تر قید خانہ میں ہی گزرے اور آخر کار قتل کیا گیا۔ اور حکومت ایران نے اس کے پیروؤں پر بڑی سختیاں کیں۔ تاہم بابی جماعت اس قدر بڑھی کہ صرف ایران ہی کے بابیوں کی تعداد پانچ لاکھ سے دس لاکھ تک ہے اور لارڈ کرزن کے نزدیک ان کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (مرزا غلام احمد قادیانی ص۴۲)

بہائی چشمہ زندقہ سے سیرابی :

جس طرح مرزا نے مہدویوں لور بابیوں کے چبائے ہوئے نوالوں کو اپنے خوان الحاد کی زینت بنالیا تھا اسی طرح وہ بہائی سفرہ زندقہ کے پس انداز سے بھی خوب شکم سیر ہوا۔ ڈاکٹر گرس وولڈ نے لکھا ہے کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی مسیح موعود ہے۔ جو اپنے وعدے کے موافق دوسری دفعہ آیا ہے اور چوں کہ ان کے نزدیک رجعت ثانی ظہور اول سے زیادہ کامل ہوتی ہے اس لئے بہاء اللہ مسیح سے افضل واعلیٰ ہے۔ بہاء اللہ نے ۱۸۹۲ء میں وفات پائی اور اس کا بیٹا عبدا لبہاء جو آج کل بہائی جماعت کا سرگروہ ہے اس کا جانشین ہوا۔

عبدا لبہاء اس بات کا مدعی ہے کہ میری ہستی وہی ہے جو میرے باپ کی تھی اس لئے اس کے تمام القاب اور کمالات مجھ میں ودیعت ہیں۔ چنانچہ وہ عبدا لبہاء اور بہاء اللہ دونوں ہے۔ مرزا غلام احمد نے بھی اس کی دیکھا دیکھی دو گونہ دعوے کئے اور اس حیثیت سے عبدا لبہاء اور مرزا غلام احمد کے دعووں میں بال بھر کا فرق نہیں۔ وہ احمد کا خادم (غلام احمد) بھی ہے' اور ساتھ ہی احمد موعود بھی بنتا ہے۔

ایران میں مرزا علی محمد باب نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور بہاء اللہ مسیح موعود ہونے کا دعوے دار بھی بنا۔ لیکن مرزا غلام احمد نے باب اور بہا دونوں کے عہدے لے کر مہدویت اور مسیحیت کا مشترکہ تاج اپنے سر پر رکھ لیا۔(مرزا غلام احمد ص۴۳۔۴۴)۔

بہرحال مرزا غلام احمد قادیانی نے بہاء اللہ کے بیانات ودعاوی سے جو اکتساب کیا وہ ذیل میں ملاحظہ ہو :

بہاء اللہ

....

اگر کوئی شخص اپنے خدا پر افتراء باندھے کسی اپنے کلام کو اس کی طرف منسوب کرے تو خدا تعالیٰ اس کو جلد پکڑتا اورہلاک کردیتا ہے اور مہلت نہیں دیتا۔ اور اس کے کلام کو زائل کردیتا ہے۔ چنانچہ سورہ مبارکہ حاقہ میں فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین○ (اور اگر یہ پیغمبر ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے پھر ان کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (کتاب الفرائد ص۲۴۔۲۵)

حضرت بہاء اللہ نے علمائے آخر الزماں کے متعلق فرمایا شر تحت ادیم السماء منھم خرجت الفتنۃ والیھم تعود۔ علماء آسمان کے نیچے سب سے برے لوگ ہیں۔ انہی سے فتنے اٹھے اور انہی کی طرف عود کریں گے۔

(مقالہ سیاح ص۱۴۳۔۱۷۱)

مرزا غلام احمد

....

میرے دعوائے الہام پر تیئیس سال گزر گئے، اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی، چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ولو تقول علینا بعض الاقاویل ○ لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین○ پھر کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب، بے باک، مفتری کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک کہ اس افتراء پر تیئیس سال سے زیادہ عرصہ گزر جائے۔ توریت اور قرآن دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہوجاتا ہے۔ (اربعین نمبر۴، اور انجام آتھم وغیرہ)

مرزا صاحب نے لکھا کہ حدیث میں ہے کہ اس زمانہ کے مولوی اور محدث اور فقیہ ان تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو روئے زمین پر رہتے ہوں گے (تبلیغ رسالت ۲۔۱۳۱ اے بدذات فقرہ مولویاں (ضمیمہ انجام آتھم)

(۳) خدا کے مظہر برابر آتے رہیں گے کیوں کہ فیض الٰہی کبھی معطل نہیں رہا اور نہ رہے گا۔ (مقدمہ نقطہ الکاف) قرآن پاک کی آیت یا بنی آدم اما یاتینکم رسول منکم یقصون علیکم آیاتی۔ میں صراحۃً مستقبل کی خبردی ہے۔ کیوں کہ لفظ یاتینکم کو نون تاکید سے موکد کیا ہے۔ اور فرمایا کہ تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔ (کتاب الفرائد ص ۳۱۴)

سورہ اعراف میں فرمایا ہے یا بنی آدم اما یاتینکم رسول منکم یقصون علیکم آیاتی۔ (اے بنی آدم تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے) یہ آیت آں حضرت پر نازل ہوئی۔ اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گزشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا۔ سب جگہ آں حضرت اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ غرض یا تینکم کا لفظ استمرار پر دلالت کرتا ہے۔

(۴) وبالاخرۃ ہم یوقنون۔ یعنی اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو اخیر زمانہ میں نازل ہوئی۔ (بحر العرفان ص ۱۳۱)

وبالاخرۃ ہم یوقنون۔ اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرزا) پر نازل ہوگی (سیرۃ المہدی جلد ۲ ص ۱۸۲)

(۵) صحیح بخاری کی حدیث میں ہے ویضع الحرب ہے یعنی مسیح آکر جہاد کو برطرف کردے گا۔ (عمدۃ التنقیح ص۸۸) بہاء اللہ کے مرید جہاد کے قائل نہیں، اور نہ کسی غازی مہدی پر ایمان رکھتے ہیں (الحکم ۳۱ مئی۔ ۱۹۰۵ء ص۵) بہاء اللہ نے قتل کو حرام لکھا ہے۔ (حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات ص۲۲) بہاء اللہ نے لکھا ہے اے اہل توحید کمر ہمت مضبوط باندھ کر کوشش کرو کہ مذہبی لڑائی (جہاد) دنیا سے محو ہوجائے حبا للہ اور بندگان خدا پر رحم کرکے اس امر خطیر پر قیام کرو اور اس نار عالم سوز سے خلق خدا کو نجات دو۔ (مقالہ سیاح نمبر۹۴)

(۶) لوکان الایمان معلقا بالسویا والی حدیث صاف طور پر حضرت بہاء اللہ کے متعلق ہے کیوں کہ وہ ایران کے دارالسلطنت طہران کے قریب ایک موضع مین جس کا نام نور ہے موضوع میں ایران کے کیانی بادشاہوں کی نسل میں ایک خاندان آباد تھا بہاء اللہ اسی خاندان کے چشم وچراغ ہیں۔
(کوکب ہند)

اب چھوڑدو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورخدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو
جو چھوڑتا ہے چھوڑدو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو توکھول کر
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹) میں کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کے آنے کا منتظر نہیں۔
(تبلیغ رسالت جلد ۳ ص۱۹۹)

میرا ایک الہام ہے خذو التوحید التوحید یا ابناء الفارس۔ توحید کو پکڑو، توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ دوسرا الہام یہ ہے لوکان الایمان معلقا بالثریا النالہ رجل من ابناء الفارس اگر ایمان ثریا سے بھی معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے (مرزا) اس کو وہیں جاکر لے لیتا (کتاب البریہ صفحہ ۱۳۵ حاشیہ)

مرزا غلام احمد اور اس کے اعوان پر نیچریت کا رنگ

جس طرح مرزا غلام احمد مہدویت اور بابیت کی نالیوں سے سیراب ہوتا رہا۔ اسی طرح اس نے نیچریت کے گھاٹ سے بھی دہریت کی پیاس بجھائی تھی۔ نیچری مذہب کے بانی سرسید احمد خاں علی گڑھی تھے۔ یہ مذہب آج کل ہندوستان میں بالکل ناپید ہے۔ اس کے اکثر پیرو تو مرزائیت میں مدغم ہوگئے۔ اور جو بچے وہ ۱۲۔۱۹۱۳ء کی جنگ بلقان کے بعد از سر نو اسلامی برادری میں داخل ہوگئے۔ نیچری مذہب بالکل دہریت سے ہم کنار تھا۔ مغیبات کا انکار اس مذہب کا اولین اصول تھا۔ وہ عقاید جو اہل اسلام کو مشرکین سے ممیز کرتے ہیں اور جن میں یہود ونصاریٰ میں بھی مسلمانوں سے متفق ہیں مثلاً وحی' ملائکہ 'نبوت' جنت ونار' حشر ونشر' معجزات وغیرھم نیچریوں کو قطعاً تسلیم نہ تھے۔

سرسید احمد خاں نے تفسیر القرآن کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں اسلامی تعلیمات کو موڑ توڑ کر یہ کوشش کی تھی کہ اسلام کے ہر عقیدہ واصول کو الحاد ودہریت کی قامت پر راست لایا جائے۔ سرسید احمد خاں نے نبوت اور وحی کو ایک ملکہ قرار دیا۔ چنانچہ لکھا کہ لوہار بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہے۔ شاعر بھی اپنے فن کا پیغمبر ہوسکتا ہے۔ ایک طبیب بھی فن طب کا امام یا پیغمبر ہوسکتا ہے اور جس شخص میں اخلاق انسانی کی تعلیم وتربیت کا ملکہ بمقتضا اس کی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے۔ خدا اور پیغمبر میں بجز اس ملکہ کے جس کو زبان شرع میں جبریل کہتے ہیں اور کوئی ایلچی پیغام پہنچانے والا نہیں ہوتا۔ اس کا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا کے پاس پیغام لے جاتا ہے۔ اور خدا کا پیغام لے کر آتا ہے۔ خود اسی کے دل سے فوارہ کی مانند وحی اٹھتی ہے۔ اور خود اسی پر نازل ہوتی ہے (تفسیر احمدی جلد اول صفحہ ۲۴) جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں ہوسکتا۔ بلکہ خدا کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قویٰ کو جو خدا نے اپنی تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کیے ہیں۔ ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے (ایضاً صفحہ ۴۲) نبوت بطور ایک ایسے منصب کے نہیں

ہے جیسے کہ کوئی بادشاہ کسی کو کوئی منصب دے دیتا ہے بلکہ نبوت ایک فطری امر ہے اور جس کی فطرت میں خدا نے ملکہ نبوت رکھا ہے وہی نبی ہوتا ہے۔ (ایضا جلد ۳ ص ۴۹)

مرزا غلام احمد بھی سرسید احمد خان سے استفادہ کرتا رہتا تھا۔ اور میرا خیال ہے کہ ان کے باہم خط و کتابت بھی جاری تھی۔ میاں بشیر احمد ایم اے بن مرزا غلام احمد قادیانی لکھا ہے کہ مراد بیگ جالندھری نے مرزا صاحب سے بیان کیا کہ سرسید احمد خان نے توراۃ و انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں۔ آپ پادریوں سے مباحثہ کرنا بہت پسند کرتے ہیں اس معاملہ میں آپ کو ان سے بہت مدد ملے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرسید کو عربی میں خط لکھا (سیرۃ المہدی جلد اول ص ۱۳۸)

مرزا غلام احمد نے مرزائیت کا ڈھونگ رچانے کے بعد بجز ان عقاید کے جن کے بغیر تقدس کی دکانداری کسی طرح چل نہیں سکتی تھی تمام نیچری اصول کو بحال رکھا میاں محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور نے مرزائیت کو نیچریت سے ممیز کرنے کی کوشش کی ہے ۔وہ لکھتے ہیں:

"عیسائی مورخین نے احمدیت کو اسلام پر یورپین خیالات کا اثر کا نتیجہ قرار دیا ہے مگر ہندوستان کی تاریخ حاضرہ میں ہم کو دو الگ الگ تحریکات نظر آتی ہیں۔ یعنی ایک وہ تحریک جس کا تعلق سرسید احمد خان سے ہے اور دوسری وہ تحریک جس کا تعلق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ہے۔ جہاں تک سرسید کے مذہبی خیالات کا سوال ہے اور جن کو تحقیر کے رنگ میں نیچریت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان دونوں تحریکوں میں ایک بین فرق نظر آتا ہے۔ سرسید نے بھی اسلام کے مسائل کو معقول (یعنی عقلی) رنگ میں حل کرنے کی کوشش کی اور حضرت مرزا صاحب نے بھی ان مسائل کا معقولی رنگ ہی پیش کیا ہے مگر سرسید کی مذہبی تحریک نے یورپین خیالات کی غلامی کا رنگ اختیار کیا ہے اور حضرت مرزا صاحب کی تحریک یورپ کو اسلام کے ماتحت لانے کے لئے تھی۔ (تحریک احمدیت صفحہ ۲۱۱) مگر مرزا کی تحریک یورپ کو اسلام کے ماتحت کہاں تک لے ائی اس کی تائید ان پچاس الماریوں سے

ہو سکتی ہے جو مرزا نے اپنے یورپی حکام کی خوشامد میں تالیف کیں۔ میر عباس علی لدھیانوی نے جو مرزائیت کے سب سے پہلے غاشیہ بردار تھے مرزائیت اور نیچریت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا تھا۔

"اس وقت جو فیصلہ میری طبیعت نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب صاف اور قطعی طور پر نیچری ہیں۔ معجزات انبیاء و کرامات اولیاء سے مطلق انکار رکھتے ہیں۔ معجزات اور کرامات کو مسمریزم 'قیافہ 'قواعد طب یا دستکاری پر مبنی جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک خرق عادت جس کو سب اہل اسلام خصوصا اہل تصوف نے مانا ہے کوئی چیز نہیں۔ سید احمد خان اور مرزا غلام احمد صاحب کی نیچریت میں بجز اس کے اور کوئی فرق نہیں کہ وہ بلباس جاکٹ و پتلون ہیں اور یہ بلباس جبہ و دستار (اشاعۃ السنہ) چونکہ سرسید نے اپنے الحاد و زندقہ کی دکان کو خوب آراستہ کر رکھا تھا اس لیے نہ صرف خود مرزا کا بلکہ اس کے پیرووں کا بھی یہ معمول تھا کہ ان ملحدانہ عقاید کی تشریحات کو جو مرزا نے سرسید سے لیے تھے سرسید کی کتابوں سے نقل کر کے اپنا لیا کرتے تھے اور اس خوف سے کہ لوگ نیچریت سے مطعون نہ کریں ان مضامین کو سرسید کی طرف منسوب کرنے کی جرات نہیں کرتے تھے چنانچہ لاہور کے ماہوار مسیحی رسالہ تجلی نے لکھا تھا کہ اس وقت دو قادیانی رسالے ہمارے سامنے ہیں "تشحیذ الاذہان" ماہ دسمبر ۱۹۰۷ء اور "ریویو آف ریلیجنز" ماہ فروری ۱۹۰۸ء میں جن میں بلا اعتراف اور بلا حوالہ وہ ساری بحث سرقہ کرلی گئی جو معجزات مسیح پر سرسید نے اپنی تفسیر میں کی تھی۔ وہی دلائل ہیں وہی اقتباسات وہی آیات وہی تاویلات وہی نتائج ہیں ہاں بدتمیزی و بے شعوری جو اس طائفہ کا خاصہ ہے مزید براں ہے۔"

سرسید احمد کی آزاد خیالیوں نے مرزا کے لئے اس کا مجوزہ راستہ بہت آسان کر دیا تھا سرسید نے واقعہ صلیب کا جو نقشہ اپنی تفسیر (جلد دوم ص ۳۸) میں پیش کیا مرزا نے اسی

پر وحی الٰہی کا رنگ چڑھا کر اس پر بڑی بڑی خیالی عمارتیں تعمیر کرنی شروع کر دیں جب تک مرزا نے یہ تحریریں نہیں پڑھی تھیں براہین کے حصہ چہارم تک برابر حیات مسیح علیہ السلام کا قائل رہا لیکن جب نیچریت کا رنگ چڑھنا شروع ہوا یا یوں کہو کہ نیچریت کا یہ مسئلہ مفید مطلب نظر آیا تو نہ صرف اپنے سابقہ الہامات کے گلے پر چھری چلانی شروع کر دی بلکہ عقیدہ حیات مسیح علیہ السلام کو (معاذاللہ) شرک بتانے لگا جس کے یہ معنی تھے کہ وہ پچاس سال کی عمر تک باوجود صاحب وحی ہونے کے مشرک ہی چلا آتا تھا جن مسئلوں میں مرزا غلام احمد اور اس کے پیرو نیچریت کے زیربار احسان ہیں ان میں سے چند مسائل ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

سرسید احمد خان کے عقائد	مرزا اور مرزائی کے عقائد
حضرت عیسیٰ بیماروں پر دم ڈالتے اور برکت دیتے تھے لوگ ان کے ہاتھوں کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے۔ یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح کرنے سے اندھے آنکھوں والے اور کوڑھی اچھے ہو جاتے تھے۔ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے۔ اس سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جو نہایت عجیب وغریب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی قوت پر اس زمانہ میں ان علوم کی بنیاد قائم ہوئی ہے جو مسمریزم اور اسپریچو ایلزم کے نام سے مشہور ہے مگر جب کہ وہ ایک قوت ہے	مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے۔ مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے حضرت مسیح کے مسمریزم سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب المرگ آدمی جو گویا نئے سرے سے زندہ ہوتے تھے وہ بلاتوقف چند منٹ میں مر جاتے تھے کیونکہ بذریعہ عمل الترب (مسمریزم) قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے تو اس کا کسی انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہو

روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہو جاتی تھی عمل الترب یعنی مسمریزم میں مسیح بھی کسی درجے تک مشق رکھتے تھے۔ سلب امراض کرنا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈالنا اور حقیقت یہ سب عمل مسمریزم کی شاخیں ہیں ہر ایک زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہتے ہیں۔ اور مفلوج و نیز برص و مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہتے تھے۔ (ازالہ طبع پنجم ص ۱۲۸-۱۳۵)

سکتا۔ کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی ایک فطرت ہے۔ حضرت عیسیٰ نے تمام لوگوں کو کوڑھی ہوں یا اندھے خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی منادی کی تھی یہی ان کا کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا تھا۔ (تفسیر احمدی جلد ۲ ص ۱۶۰-۱۶۳)

یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ کے پھونکنے کے بعد درحقیقت وہ پرندوں کی مورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہو جاتی تھیں اور اڑنے بھی لگتی تھیں یہ کوئی امر وقوعی نہ تھا بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا مورتیں بنا کر پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرند ہو جائیں گے پس حضرت عیسیٰ کا یہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ (ایضا ص ۱۵۲ ۱۵۶)

کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں کرتا تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک بخاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب سے بطور لہو ولعب ظہور میں آسکیں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں (ازالہ ۱۲۷-۱۲۸)

وماقتلوہ وماصلبوہ پہلے "ما" نافیہ سے قتل کا سلب مراد ہے اور دوسرے سے کمال کیونکہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اس وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی ہے حالانکہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی (ایضا ص ۴۵)

قرآن کریم کا منشاء ما صلبوہ سے یہ ہرگز نہیں کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا بلکہ منشا یہ ہے کہ جو صلیب پر چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا۔ اس سے خدا نے مسیح کو محفوظ رکھا۔(ازالہ طبع پنجم ص ۱۵۷)

رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ کے جسم کا آسمان پر اٹھالینا مراد نہیں۔ بلکہ ان کی قدر و منزلت مراد ہے حضرت عیسیٰ اپنی موت سے مرے۔ اور خدا نے ان کے درجہ اور مرتبہ کو مرتفع کیا(ایضا ص ۴۴)

رافعک الی کے یہ معنی ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی(ازالہ طبع پنجم ص ۱۱۲) رافعک الی کے یہ معنی ہیں کہ عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں (ازالہ ص ۲۴۶)

جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے
گئے وہ جمعہ کا دن تھا اور یہودیوں کی عید
فصح کا تہوار تھا دوپہر کا وقت تھا جب ان کو
صلیب پر چڑھایا گیا۔ ان کی ہتھیلیوں میں
کیلیں ٹھوکی گئیں۔ عید فصح کے دن کے
ختم ہونے پر یہودیوں کا سبت شروع
ہونے والا تھا اور یہودی مذہب کی رو سے
ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل
ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے
سبت کے دفن کر دی جائے مگر صلیب پر
انسان اس قدر جلدی نہیں مر سکتا تھا۔
اس لیے یہودیوں نے درخواست کی کہ
حضرت مسیح کی ٹانگیں توڑ دی جائیں تاکہ
وہ فی الفور مر جائیں مگر حضرت عیسیٰ کی
ٹانگیں توڑی نہیں گئیں۔ اور لوگوں نے
جانا کہ وہ اتنی ہی دیر میں مر گئے۔ جب
لوگون نے غلطی سے جانا کہ حضرت
درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم
سے ان کے دفن کر دینے کی درخواست
کی۔ وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر
گئے یوسف کو دفن کرنے کی اجازت مل گئی

حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر
چڑھائے گئے جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی
تکلیف اٹھا کر بے ہوش ہو گئے اور خیال
کیا گیا کہ مر گئے تو ایک دفعہ سخت آندھی
اٹھی (نزول المسیح ص ۱۸) مسیح یہودیوں
کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے
لگانے اور جس قدر گالیاں سننا اور طمانچہ
کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑا لے جانا
اس کے حق میں مقدر تھا سب دیکھا۔ آخر
صلیب دینے کے لیے تیار ہوئے۔ یہ جمعہ
کا دن تھا اور عصر کا وقت اور اتفاقاً یہ
یہودیوں کی عید فصح کا دن بھی تھا اور ایک
شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش
صلیب پر لٹکی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے
جلدی سے مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا تاشام
سے پہلے ہی لاش اتاری جائے مگر اتفاق
سے اسی وقت آندھی آ گئی جس سے سخت
اندھیرا ہو گیا یہودیوں کو یہ فکر پڑی کہ
کہیں شام نہ ہو جائے اس لیے لاش کو
صلیب پر سے اتار لیا۔ عید فصیح کی کم
فرصتی عصر کا تھوڑا سا وقت اور آگے

اور حضرت عیسیٰ صرف تین چار گھنٹہ صلیب پر رہے یوسف نے ان کو ایک لحد میں رکھا اور اس پر ایک پتھر ڈھانک دیا حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہ تھے بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہو گئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا تھا رات کو وہ لحد میں سے نکال لیے گئے اور مخفی اپنے مریدوں کی حفاظت میں رہے۔ حواریوں نے ان کو دیکھا اور پھر کسی وقت اپنی موت سے مر گئے۔ بلاشبہ ان کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی طور پر کسی نامعلوم مقام میں دفن کر دیا ہو گا جو اب تک نامعلوم ہے۔ (ایضاً ۳۸۔۴۱)

وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا۔ اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ یقین کرے ساتھ اس کے (یعنی حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل اپنے مرنے کے وہ جان لے گا کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ کا مرنا غلط تھا اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے (یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ تھا اس کے برخلاف گواہی دیں گے (ایضاً ص ۱۰۷)

سبت کا خوف اور پھر آندھی کا آ جانا ایسے اسباب پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا گیا جب مسیح کی ہڈیاں توڑنے لگے تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے ہڈیاں توڑنے کی ضرورت نہیں اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا (ازالہ صفحہ ۱۵۵) اس کے کچھ عرصہ بعد مسیح کشمیر چلا آیا اور یہیں انتقال کیا چنانچہ سری نگر میں شہزادہ یوزاسف کے نام کی جو مشہور قبر ہے وہ اسی کی ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۴)

وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته ویوم القیامة یکون علیهم شهیدا۔ فرمایا کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر ایمان نہ رکھتا ہو قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لاوے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مر گیا یعنی ہم جو پہلے بیان کر آئے ہیں کہ کوئی اہل کتاب اس بات پر دلی یقین نہیں رکھتا کہ درحقیقت مسیح مصلوب ہو گیا۔ (ازالہ ص ۱۵۴۔۱۵۵)

جن فرشتوں کا قرآن میں ذکر ہے ان کا کوئی اصلی وجود نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور ان قویٰ کو جو خدا نے اپنی مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کیے ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہے جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس بھی ہے (ایضاً جلد اول ص ۴۲)۔

واذ قتلتم نفسا۔ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا تھا اور قاتل معلوم نہ تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ سب لوگ جو موجود ہیں اور انہی میں قاتل بھی ہے مقتول کے اعضاء سے مقتول کو ماریں جو لوگ درحقیقت قاتل نہیں ہیں وہ بہ سبب یقین اپنی بے جرمی کے ایسا کرنے میں کچھ خوف نہ کریں گے مگر اصلی قاتل بہ سبب خوف اپنے جرم کے جواز روئے فطرت انسان کے دل میں اور بالتخصیص جہالت کے زمانہ میں اس قسم کی باتوں سے ہوتا ہے ایسا نہیں کرنے کا اور اسی وقت معلوم ہو جائے گا اور وہی نشانیاں جو خدا نے انسان کی فطرت میں رکھی ہیں لوگوں کو دکھا دے گا اس قسم کے حیلوں سے اس زمانہ میں بھی بہت سے چور معلوم ہو جاتے ہیں اور وہ بسبب خوف اپنے جرم کے ایسا کام جو دوسرے لوگ بلا خوف بہ تقویت اپنی بے جرمی کے کرتے ہیں نہیں کر سکتے پس یہ ایک تدبیر قاتل کے معلوم کرنے کی تھی اس سے زیادہ اور کچھ نہ تھا۔ (ایضاً صفحہ ۱۰۱)

دو محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتے ہیں ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے یہ کیفیت دونوں کیفیتوں کے جوڑے سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح امین بولتے ہیں اس کا نام شدید القویٰ اور ذوالافق الاعلیٰ بھی ہے۔ (توضیح مرام صفحہ ۱۱۔۱۳)

واذ قتلتم نفسا فادارء تم فیھا واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔ ایسے قصوں میں قرآن شریف کی کسی عبارت سے نہیں نکلتا کہ فی الحقیقت کوئی مردہ زندہ ہو گیا تھا۔ اور واقعی طور پر کسی قالب میں جان پڑ گئی تھی یہودیوں کی ایک جماعت نے خون کر کے چھپا دیا تھا اور بعض بعض پر خون کی تہمت لگاتے تھے سو خدا تعالیٰ نے یہ تدبیر سمجھائی کہ ایک گائے کو ذبح کر کے اس کی بوٹیاں لاش پر مارو اور وہ تمام اشخاص جن پر شبہ ہے ان بوٹیوں کو نوبت بہ نوبت اس لاش پر ماریں تب اصل خونی کے ہاتھ سے جب لاش پر بوٹی لگے گی تو لاش سے ایسی حرکات صادر ہوں گی جس سے خونی پکڑا جائے گا۔ اس قصہ سے واقعی طور پر لاش کا زندہ ہونا ثابت نہیں ہوتا بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف ایک دھمکی تھی کہ چور بے دل ہو کر اپنے تئیں ظاہر کرے اصل یہ ہے کہ یہ طریق عمل علم الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات میں ایک

ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ وہ سچ مچ بندر ہو گئے تھے۔ مگر یہ باتیں لغو و خرافات ہیں ان کی حالت بندروں کی سی ہو گئی تھی جس طرح انسانوں میں بندر ذلیل و خوار ہیں اسی طرح تم بھی انسانوں سے علیحدہ اور ذلیل و خوار ہو۔ (ایضاً ص ۹۹۔۱۰۰)

معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسدہ بیت المقدس تک جانا اور وہاں سے بجسدہ آسمانوں پر تشریف لے جانا خلاف قانون فطرت ہے اس لیے ممتنعات عقلی میں داخل ہے۔ اگر ہم احادیث معراج کے راویوں کو ثقہ اور معتبر تصور کر لیں تو بھی یہ قرار پائے گا کہ ان کو اصل مطلب کے سمجھنے اور بیان کرنے میں غلطی ہوئی۔ مگر اس واقعہ کی صحت تسلیم نہیں ہو سکنے کی۔ اس لیے کہ ایسا ہونا ممتنعات عقلی میں سے ہے اور یہ کہہ دینا کہ خدا میں سب قدرت ہے اس نے ایسا ہی کر دیا ہو گا جہاں اور نا سمجھ بلکہ مرفوع القلم لوگوں کا کام ہے یہ ایک واقعہ ہے جو سوتے میں آنحضرت ﷺ نے دیکھا تھا (ایضاً جلد ۶ صفحہ ۱۴۲)

حرکت مشابہ بہ حرکت حیوانات پیدا ہو کہ مشتبہ و مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے۔ (ازالہ ۳۰۵)

اللہ تعالیٰ نے نافرمان یہودیوں کے قصہ میں فرمایا کہ وہ بندر بن گئے اور سور بن گئے سو یہ بات تو نہیں تھی کہ وہ حقیقت میں تناسخ کے طور پر بندر بن گئے تھے بلکہ اصل حقیقت یہی تھی کہ بندروں اور سوروں کی طرح نفسانی جذبات ان میں پیدا ہو گئے تھے (ست بچن صفحہ ۸۲)

نیا اور پرانا فلسفہ اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔ بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کر چکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑیوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مضر صحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں پس اس جسم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت کا معراج اس جسم کے ساتھ کیوں کر جائز ہو گا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج (معاذاللہ) جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ (ازالہ طبع پنجم ص ۲۲)

یہ واقعہ ایسے وقت میں واقع ہوا تھا جب حضرت نبی ہو چکے تھے اس وقت حضرت عیسیٰ کی بارہ برس کی عمر تھی جب انہون نے بیت المقدس میں یہودی عالموں سے گفتگو کی صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تلقین سے جو خلاف عقائد یہود تھی علماء ناراض ہو کر حضرت مریم کے پاس آئے جس سے ان کی غرض یہ ہو گی کہ وہ حضرت عیسیٰ کو ان باتوں سے باز رکھیں الغرض یہ ایسا معاملہ ہے جو فطرت انسانی کے موافق واقع ہوا شوخ و شریف لڑکے کی ماں سے اس کی شکایت کی جاتی ہے غرض اس سے حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے پر کسی طرح استدلال نہیں ہو سکتا۔(ایضا جلد ۲ صفحہ ۳۳)

حضرت یونس کے قصہ میں اس بات پر قرآن مجید میں کوئی نص صریح نہیں ہے کہ درحقیقت مچھلی ان کو نگل گئی تھی۔ ا۔تلع کا لفظ قرآن میں نہیں ہے التقم کا لفظ ہے جس سے صرف منہ میں پکڑ لینا مراد ہے لبث فی بطن الحوت کی نفی دو طرح پر ہو سکتی ہے اول اس طرح پر کہ مچھلی نے نگلا ہی نہیں دوسرے اس طرح کہ نگلا ہو مگر اس کے پیٹ میں نہ ٹھہرے ہوں(تحریر فی اصول التفسیر یعنی مقدمہ تفسیر سرسید احمد خان۔ مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۷)

فاتت بہ قومہا تحملہ۔ (حضرت مریم انہیں اٹھائے اپنی قوم کے پاس آئیں) معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰ اس وقت حضرت مریم کی گود میں نہیں تھے بلکہ سوار ہو کر یروشلم میں داخل ہوئے تھے (بیان القرآن مولفہ میاں محمد علی امیر جماعت مرزائیہ لاہور جلد ۲ صفحہ ۱۱ ۱۲)حضرت عیسیٰ تیس سال کے نوجوان تھے پرانے بزرگ کے سامنے وہ بچہ ہی تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ جو ہمارے سامنے کا بچہ ہے ہم اس سے کیا خطاب کریں اس کے سوا من کان فی المهد صبیا کے کچھ معنی نہیں بنتے یہ زمانہ نبوت کا کلام ہے نہ پیدائش کے فورا بعد کا (۔ایضا صفحہ ۱۳۔۱۲)

قرآن مجید میں کسی جگہ مذکور نہیں کہ مچھلی درحقیقت یونس کو نگل گئی تھی کیونکہ لفظ التقم کا مفہوم نگل جانا نہیں بلکہ صرف منہ میں پکڑنا ہے لین صاحب نے اپنے لغات میں التقم فاھانی التقبیل اس نے بوسہ کے وقت اس کے ہونٹ منہ میں پکڑ لیے) کی نظیر پیش کی ہے بائبل میں مچھلی کو نگل جانا اور پیٹ میں داخل ہونا مذکور ہے لیکن قرآن اس کی تردید کرتا ہے (ترجمہ قرآن بزبان انگریزی مولفہ میاں محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور صفحہ ۸۷۶ نوٹ ۲۳۔۲۱)

"محمد یوسف علی"

لاہور کا ایک شخص جو حیات ہے اور اپنی پشت پر "مہر نبوت" ہونے کا دعویدار ہے۔ راقم الحروف ابھی اس کتاب کی ترتیب کے آخری مراحل میں تھا کہ اخباروں میں ایک محمد یوسف علی نامی شخص کے متعلق خبریں آنا شروع ہوئیں کہ وہ نبوت کا مدعی ہے اور اس کے ساتھ ہی نہایت گھناؤنی اخلاق سوز اور فحش حرکتوں میں بھی ملوث ہے۔ ہم آپ کی تفنن طبع کے لئے مارچ ۱۹۹۷ء کے امت اخبار کے اقتباسات اور سرخیاں پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

"نبوت کا ایک اور جھوٹا دعویدار پیدا ہو گیا"

"لاہور میں پہلے رسول اللہ کا نائب اور سفیر بنا اور اب نبی بن بیٹھا"

"آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے ذریعے وہ گھرانوں کو اجاڑ چکا ہے اور کراچی میں ڈیفنس اور گلشن اقبال کے مریدوں سے کروڑوں روپے بھی اینٹھ چکا ہے۔"

کراچی (رپورٹ ایم طاہر) لاہور کے محمد یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ نبوت کا یہ جھوٹا مدعی ۱۹۷۰ء سے قبل آرمی میں تھا وہاں سے علیحدگی کے بعد دو سال جدہ میں رہ کر واپس لاہور آگیا۔ اس وقت یہ شخص لاہور کینٹ میں ڈیفنس پبلک اسکول کے قریب کیو 218 اسٹریٹ 16 فیز 2 میں رہائش پذیر ہے۔ یوسف علی اکثر ملتان روڈ پر واقع مسجد بیت الرضاء میں اپنے مخصوص مریدوں سے خطاب کرتا ہے۔

یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شکل آدم اور موجودہ شکل میری ذات ہے۔

"عجیب و غریب جھوٹے نبی"

اپنی معلومات میں اضافے کی غرض سے کچھ خلفاء بنو عباس کے دور کے جھوٹے نبوت کے دعویداروں کے مضحکہ خیز حالات بھی ملاحظہ فرمائیں :

"نبوت کا ایک اور دعویدار پیدا ہو گیا"

لاہور میں محمد یوسف علی پہلے رسول اللہ ﷺ کا نائب و سفیر بنا اور اب نبی بن بیٹھا
آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے ذریعہ وہ کئی گھرانوں کو اجاڑ چکا ہے
کراچی میں ڈیفنس اور گلشن اقبال کے مریدوں سے کروڑوں روپے اینٹھ چکا ہے

کراچی (رپورٹ :ایم طاہر) لاہور کے محمد یوسف علی نامی شخص نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ نبوت کا جھوٹا مدعی محمد یوسف ۱۹۷۰ء سے قبل آرمی میں تھا لیکن آرمی سے علحدگی کے بعد وہ جدہ چلا گیا۔ تقریباً ۲ سال جدہ میں قیام کے بعد یوسف علی لاہور واپس آ گیا۔ اس وقت یوسف علی لاہور کینٹ میں ڈیفنس پبلک اسکول کے قریب ۱۲۱۸ اسٹریٹ ۲۹ فیز ٹو میں رہائش پذیر ہے۔ یوسف علی اکثر ملتان روڈ پر واقع بیت الرضا مسجد میں اپنے مخصوص مریدوں سے خطاب کرتا ہے۔ اس نے کراچی سمیت پاکستان کے کئی مختلف شہروں میں کئی امیر گھرانوں کو گمراہ کر کے اپنا مرید بنا لیا ہے۔ محمد یوسف علی نے نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا ہے کہ "محمد ﷺ کی پہلی شکل آدم اور موجود شکل میں ہوں" ۲۸ فروری کو ملتان روڈ چوک یتیم خانہ کے قریب واقع "بیت الرضا مسجد" میں نبوت کے جھوٹے مدعی محمد یوسف علی کی صدارت میں ایک خفیہ اجلاس بنام "ورلڈ اسمبلی" منعقد ہوا اطلاعات کے مطابق اس اجلاس میں پاکستان بھر سے یوسف علی کے خاص معتقدین اور مقربین کو دعوت

دی گئی جن میں کراچی میں واقع ڈیفنس اور گلشن اقبال کے بھی بعض لوگ شامل ہیں۔ سپاسنامہ پڑھتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ "محمد یوسف علی ہی وہ ذات ہے جو اللہ اور محمد ﷺ ہے" اس اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے یوسف علی نے حاضرین پر انکشاف کیا کہ اس محفل میں نعوذباللہ سو سے زائد "صحابہ کرام" بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ یوسف علی نے ڈیفنس کراچی سے آئے ہوئے ایک شخص کا دوران خطاب تعارف کرتے ہوئے کہا کہ "یہ صحابی ہے" باوثوق ذرائع کے مطابق محمد یوسف نے ابتداء میں خود کو مرشد کامل، مرد کامل، امام وقت اور اللہ تعالیٰ اور خاتم النبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب و سفیر بنا کر پیش کیا لیکن پچھلے چند برسوں سے وہ اپنے "خاص مقربین" میں یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ "وہ خود ہی نبی ہے" اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ اپنے حلقے میں شامل لوگوں کو عمومی طور پر مختلف تقریروں میں "نبی ﷺ کے دیدار" اور "محبوب سے ملنے" کی ترغیب دیتا ہے۔ اس دوران وہ ہر معتقد کی انفرادی طور پر چھان پھٹک کرتا ہے جب اچھی طرح مطمئن ہو جاتا ہے تو ایک روز انفرادی طور پر مخصوص فرد کو یہ خوشخبری دیتا ہے کہ ہم فلاں دن تمہیں ایک "تحفہ" دیں گے اور تم بھی ہمیں کوئی "تحفہ" دینا۔ اس کے بعد مقررہ دن وہ اپنے خاص معتقد کے سامنے یہ انکشاف کرتا ہے کہ دراصل "وہی نبی اور رسول اللہ" ہے۔ اس تحفے کو یوسف علی کے مقربین کے حلقے میں "حقیقت پانا" کہتے ہیں۔ اس عمل کے بعد معتقد جوابی "تحفہ" دینے کا پابند ہوتا ہے لیکن معتقد کی طرف سے "یہ تحفہ" صرف "بھاری رقم" کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے۔ امت کی تحقیق کے مطابق پچھلے چند برسوں میں وہ صرف کراچی میں واقع ڈیفنس سوسائٹی کے بعض مخصوص مریدوں سے کروڑوں روپے اینٹھ چکا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے بھیانک پہلو یہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا مدعی یوسف علی نہایت گھناؤنی اخلاقی حرکتوں میں ملوث ہے۔ وہ خواتین کو آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب دینے کے علاوہ مریدوں کی بہنوں، بیٹیوں سمیت کئی نوجوان لڑکیوں سے قابل اعتراض تعلقات رکھتا ہے۔ وہ ان نوجوان لڑکیوں کو مختلف عملیات کے ذریعے قابو میں رکھتا ہے اور انہیں نہایت بھیانک اخلاقی حرکتوں پر اکساتا ہے۔

اس حوالے سے اس کے متاثرین میں ڈیفنس اور گلشن اقبال کراچی کی کئی خواتین شامل ہیں۔ معتبر ذرائع کے مطابق لڑکیوں کے ساتھ اس جذباتی بلیک میلنگ سے اس وقت کئی گھر اجڑ چکے ہیں۔

....

(ا)اخبار روزنامہ امت۔

”میری پشت پر مہر نبوت موجود ہے“

نبوت کے جھوٹے دعویدار ملعون یوسف علی کا دعویٰ ‘اصل بیوی کی تردید

جو شوہر میری خاطر اپنی بیویوں کو چھوڑ دیں گے انہیں نبی کا دیدار ہوگا

رسالت عطا ہونے پر مجھے انگوٹھی ملی ‘نبوت کے جھوٹے دعویدار کی مزید خرافات

حج پر جانے کی ضرورت نہیں ‘کعبہ خود آپ کا طواف کر رہا ہے‘ ایک لڑکی کو جواب

کراچی (رپورٹ محمد طاہر) ملعون یوسف علی اپنی معتقد خواتین کو مختلف طریقوں اور باربار کی گفتگوؤں سے یہ یقین دلا دیتا تھا کہ چونکہ ان کا درجہ بہت اونچا ہے اور نعوذباللہ وہ ”نبی“ کی بیوی ہیں اس لئے ان کے شوہر حقیر اور بے مایہ ہیں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے شوہروں سے قطع تعلق کرلیں۔ امت (ا) کے پاس دستاویزی ثبوت کے طور پر ملعون کے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایسے خطوط موجود ہیں جن میں اس بدبخت نے بعض خواتین کو اس طرح کی ترغیب دی ہے اور ان کے شوہروں سے کہا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی بیویوں کو چھوڑ دیا تو انہیں ایک مخصوص وقت پر ”نبی“ کا دیدار نصیب ہوگا۔ جو خواتین اس کے زیر اثر آ جاتیں وہ اس سے ہر طرح کا تعلق رکھنا اپنے لئے اعزاز سمجھتیں اور اپنے شوہروں کو مجبور کرتیں کہ ان سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں کیونکہ وہ نعوذباللہ آنحضرتؐ کی بیوی ہیں۔ منحرفین کا کہنا ہے کہ جو شوہر بیوی کو چھوڑنے پر آمادہ ہو جاتے انہیں وہ اپنا دیدار کرا کے کہتا تھا کہ وہی ”نبی“ ہے چونکہ عقیدت مندوں کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوتا تھا کہ

کوئی انسان خرابی گمراہی اور ضلالت کی اس انتہا کو پہنچنے کی ہمت کر سکتا ہے کہ خود کو آنحضرتؐ قرار دے اس لئے ان کے اعصاب شل ہو جاتے ہیں اور وہ گمراہی یا کفر کے خوف سے کچھ سوچ سمجھے بغیر اسے قبول کر لیتے ہیں۔ یوں معلون یوسف پڑھے لکھے لوگوں کو اپنے علم سے متاثر کر کے ان کے گھروں کے اندر عورتوں تک رسائی حاصل کرتا ہے اور انہیں تیزی سے گمراہ کر کے اپنے مطلب پر لے آتا اس دوران وہ طرح طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتا مثلاً ایک بار ایک معتقد لڑکی نے حج پر جاتے ہوئے ملعون یوسف علی سے دعا کی درخواست کی تو اس نے کہا کہ آپ حج پر کیوں جا رہی ہیں کعبہ تو خود آپ کا طواف کر رہا ہے مکیں یہاں موجود ہے آپ مکاں کے پاس کیا کرنے جا رہی ہیں؟ ملعون یوسف نے خواتین کو یہ بھی باور کرا رکھا تھا کہ اس کی پشت پر مہرنبوت ہے۔ اس کے بقول جب یہ مہر اس کی بیوی نے دیکھی تو وہ بھی ایمان لے آئی۔ ایک معتقد خاتون نے ملعون کی بیوی سے اس کی تصدیق چاہی تو اس نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یوسف علی نے خود مجھے محمدؐ کا نائب کہا ہوا ہے۔ ملعون یوسف اپنے دونوں ہاتھوں میں چار انگوٹھیاں پہنتا ہے۔ منحرفین کے مطابق خواتین کو سیدھے ہاتھ کی درمیانی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی دکھاتے ہوئے ملعون کہتا تھا کہ "یہ انگوٹھی رسالت عطا ہونے پر مجھے ملی ہے" جب ایک خاتون معتقد نے اس سے سوال کیا کہ انگوٹھی کس نے دی؟ تو اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ آپ جیسے پیار کرنے والوں پر ساری باتیں رفتہ رفتہ کھل جائیں گی کیونکہ آپ خدا کی بہت محبوب بندی ہیں۔

(۱) اخبار روزنامہ امت۔

"مجھے ۹۹ شادیوں کا حکم ہے"

میری بیویوں کی عمر ۱۴ سے ۲۵ سال کے درمیان ہو گی' جھوٹے مدعی نبوت کی ہرزہ سرائی نوجوان جوڑوں میں نکاح کے بغیر میاں بیوی کے رشتے قائم کر کے اپنی بیویاں بھی بناتا رہا

یوسف علی لڑکیوں سے متعلق ایک نجومی سے پیشن گوئیاں اپنے حق میں استعمال کرتا رہا
مذہب کے نام پر عیاشی کرنے والے بدکار انسان
کی داستان ہوس کے کچھ اور گوشے بے نقاب

کراچی (رپورٹ: محمد طاہر) نبوت کے جھوٹے مدعی ابوالحسنین یوسف علی سے متاثرہ خواتین کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ وہ مختلف لڑکیوں پر مختلف طریقوں سے ڈورے ڈالتا رہا۔ ایک طریقہ یہ تھا کہ وہ کراچی کے بعض خواتین کو کلفٹن کے ایک نجومی سراج کے پاس لے جاتا تھا جو اس سے ملاہوا تھا۔ وہ س نجومی کو بعض لڑکیوں سے متعلق ابتدائی معلومات پہلے ہی فراہم کر دیتا پھر جب ملعون یوسف علی ان ہدف شدہ لڑکیوں کو اس نجومی کے پاس لے کر جاتا تو نجومی پہلے سے حاصل شدہ معلومات سے ان لڑکیوں کو متاثر کر کے بعض پیشن گوئیاں کرتا جو ایک "بزرگ" کی بشارت سے متعلق ہوتیں۔ ان کے بعد یوسف علی کے لئے ان لڑکیوں کو یہ باور کرانا نہایت آسان ہوتا کہ یہ بزرگ وہ خود ہے۔ اس طریقہ کار سے لڑکیاں بے حد متاثر ہوتیں اور آنکھ بند کر کے اس کے احکامات ماننے پر آمادہ ہو جاتیں۔ اس معاملہ کا سب سے حیرت انگیز پہلو یہ تھا کہ یہ تمام لڑکیاں اعلیٰ تعلیم یافتہ تھیں۔ جن میں بعض ڈاکٹرز یا آغاخان میڈیکل کالج کے ہوم اکنامکس کالج اور حب یونیورسٹی کی طالبات تھیں ایک خاتون ڈاکٹر نے امت سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ایک بار اس جھوٹے مرشد نے کہا کہ مجھے ننانوے شادیوں کا حکم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ ننانوے ہیں۔ خاتون ڈاکٹر کو جھوٹے نبی نے یہ بھی کہا کہ اس کی یہ بیویاں ۱۶ سے ۲۵ سال عمر کی ہوں گی۔ یوسف علی نے اس پورے کاروبار کو نہایت پرکاری سے چلایا۔ ضرورت پڑنے پر وہ بعض لڑکیوں کی اپنے مریدوں سے ـــ زبانی شادیاں بھی کرا دیتا جس کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ یہ حرکت لڑکی اور لڑکے کے والدین کے علم میں لائے بغیر نہایت خاموشی سے کی جاتی تھی۔ طریقہ یہ ہوتا تھا کہ اپنے مرید لڑکے یا لڑکی کو بلا کر کہتا کہ آج کے بعد آپ دونوں میاں بیوی ہیں چنانچہ وہ ساتھ رہنے لگتے۔ بس یہی اس کی طے

کردہ شادی تھی ایسی ہی ایک شادی دو برس قبل کراچی میں ہوم اکنامکس کی ایک طالبہ کے ساتھ این ای ڈی یونیورسٹی کے ایک طالب علم کی کرائی گئی۔ میاں بیوی کا یہ رشتہ بغیر نکاح کے قائم ہوا اور تا دیر چلتا رہا۔ ان "شادیوں" کی ایک شرط یہ بھی ہوتی تھی کہ مرید لڑکی جھوٹے نبی کے "نکاح" میں بھی رہے گی گویا ایک لڑکی کے دو شوہر ہوتے مکار اور بدکار یوسف جب کسی ایسے مرید کے گھر قیام کرتا تو مذکورہ لڑکی کی حیثیت اس کی بیوی کی ہو جاتی۔ جس کی سب سے نمایاں مثال عبدالواحد کی بہو شبانہ تھی عبدالواحد کے بیٹے شاہد کی بیوی اب بھی بیک وقت شاہد اور یوسف علی کی دلہن کہلاتی ہے۔

اک شیطان لعین 'بھارتی گانوں کا شوقین

ملعون یوسف علی نے ایک خاتون کی کم گوئی سے چڑ کر اسے گانے سننے کی ہدایت کی
یہ لڑکے اور لڑکی کا نہیں، مطلق اور مقید کا پیار ہے' عشقیہ گانے کی توجیہ
ملعون کے بقول خدا نے اس سے کہا کہ تمہیں دنیا میں "عیش" کرنے کی اجازت ہے

کراچی (رپورٹ :محمد طاہر) ملعون محمد یوسف علی بھارتی گانے شوق سے سنتا ہے۔ ملعون نے اپنی ایک خاتون مرید سے ڈیک کا بھی مطالبہ کیا ہے جس پر خاتون نے ایک بیش قیمت ڈیک خرید کر اسے تحفتاً پیش کیا۔ عینی شاہدین کے مطابق ملعون گانے سننے کے دوران جھوم جھوم جاتا۔ بھارتی گانوں سے اس کے لگاؤ کا یہ عالم تھا کہ ملعون نے کراچی کے ایک خاندان (جو پوری طرح اس ملعون کا معتقد ہے) سے تعلق رکھنے والی ایک سنجیدہ خاتون کی کم گوئی سے چڑ کر اسے یہ ہدایت دی کہ وہ بھارتی گانے ضرور سنا کرے تاکہ وہ بھی زندگی سے لطف اندوز ہو سکے۔ وہ کراچی کی سڑکوں پر گھومتے ہوئے کار میں بھی یہی گانے سنتا رہتا۔

"بیوی قربان کر سکتے ہو؟" ملعون کا سوال

معتقد اپنی بیوی کی قربانی پر رضامند ہو جاتا۔ اس جواب کا فائدہ خواتین سے اٹھایا جاتا

ملعون مخرب الاخلاق اور آزاد صنفی تعلقات پر مبنی کتابیں خواتین کو تحفے میں دیتا

ایک خاتون کو محمدؐ سے ملوانے کے نام پر سوک کار اور دوسری سے تمام زیورات ہتھیا لئے

کراچی (رپورٹ :محمد طاہر) ملعون محمد یوسف علی کی ہوسناک نگاہیں صرف خواتین معتقدین پر مرکوز رہتیں۔ وہ اپنی کسی بھی محفل کے اختتام پر تمام عورتوں کو خلوت میں بلاتا اور انہیں زیورات 'مال اور یہاں تک کہ ان کے شوہروں تک کو قربان کرنے کی ترغیب دیتا۔ قبل ازیں وہ محفل میں کسی بھی مرید کو دوران تقریر کھڑا کر کے یہ سوال کرلیتا کہ کیا تم محمدؐ سے محبت میں اپنی بیوی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو؟" بے چارہ معتقد فوراً اپنی بیوی کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا۔ ملعون کی مخلوط محفلوں میں شوہروں کے یہ جوابات خود خواتین بھی سنتیں۔ ملعون اس صورت حال کا فائدہ خلوت میں خواتین سے اٹھاتا ابتداء میں ان سے زیورات اور مال بٹورتا 'ایک خاتون معتقد کو محمدؐ سے ملوانے کے نام پر ہنڈا سوک کا تقاضا کیا۔ اسی طرح ایک دوسری خاتون سے اسی وعدے پر اس کے تمام زیورات ہتھیا لئے اور اسے کہا کہ وہ اب رابعہ بصری کے بلند مقام پر پہنچ چکی ہے۔ خاتون معتقد کے مطابق ملعون نے اس سے کہا کہ "آپ ہماری رب اور ہم آپ کے محمد ہیں" جس طرح عرش معلیٰ پر "خلوت خاص "میں "محب اور محبوب" یعنی اللہ اور محمدؐ پیار کر رہے ہیں اسی طرح آپ کو بھی ہم سے پیار کرنا ہے۔ اس مثال کے ذریعے ملعون نے خاتون کو جس "پیار" کی ترغیب دی اس کی تفصیلات ناقابل بیان اور انتہائی شرمناک ہیں۔ خاتون معتقد کے مطابق اس موقع پر ملعون نے مجھے اپنے شوہر سے تعلقات ختم کرنے کا بھی حکم دیا اور کہا کہ "آپ سراپانور ہیں آپ کے شوہر اور آپ میں زمین آسمان کا فرق ہے اس لئے ان سے ناطہ توڑ لیں" مختلف خواتین سے امت کی بات چیت کے دوران یہ انکشاف بھی ہوا کہ ملعون بعض مخصوص خواتین کو خلوت میں مخصوص "تحفے" دیتا۔ جو خواتین کو اپنے مذموم عزائم کی طرف مائل کرنے کے لئے ہوتے جن میں مخرب الاخلاق کتابیں بھی ہوتیں۔ یہ کتابیں آزاد جنسی تعلقات کی ترغیب کے لئے بطور خاص خواتین کو

دی جاتی تھیں اور انہیں تاکید کی جاتی کہ وہ اس تحفے کا ذکر اپنے "شوہر" تک سے نہ کریں ورنہ محمدؐ ناراض ہو جائیں گے۔ خواتین ان کتابوں کو پڑھ کر متاثر ہونے لگتیں تو ملعون انہیں اپنے "مخصوص مقاصد" کے لئے استعمال میں لاتا اور پھر انتہائی چالاکی سے اس بے ہودہ کھیل کو "مذہبی رنگ" میں پیش کرتا جس سے خواتین بھی مطمئن ہو جاتیں۔ ایک متاثرہ خاتون نے روتے ہوئے امت کو بتایا کہ ایک بار جب ان اخلاقی بے ہودگیوں سے تنگ آ کر میں نے ملعون سے پوچھا کہ آپ کیسے محمد ہیں؟ تو اس نے اپنی بدفعلی کی توجیہ کرتے ہوئے کہا کہ "اس عمل میں میں نہیں بلکہ میرا نفس ملوث تھا" نعوذباللہ نفس سے معلون کی مراد حضرت محمدؐ ہیں۔

ملعون یوسف علی ' بے نظیر دور کا وی آئی پی

وزارت خارجہ نے اس شیطان کو سرکاری پاسپورٹ جاری کیا'
محفلوں میں خواتین سے بے تکلف ہو جاتا 'ذو معنی جملے کہتا
عقیدت مندوں کو اس کی حرکتیں گراں گزرتیں 'نوجوان خواتین
کو بند کمرے میں لے جا کر شرمناک حرکتیں کرتا
منحرف خواتین نے رو رو کر "امت" کو شرمناک تفصیل بتائی'
مذہبی محافل میں ذہنی بے راہ روی کا مظاہرہ کرتا

ملعون یوسف علی اپنی ذہنی بے راہ روی کا مظاہرہ اکثر ان محافل میں کرتا ہے جو وہ ذکر اللہ یا ذکر نبیؐ کے نام پر منعقد کرتا تھا۔ ایسی مخلوط محافل میں شرکت کرنے والی بعض ماڈرن اور آستیں کے بغیر لباس پہننے والی خواتین سے اس درجہ بے تکلفی کا مظاہرہ کرتا کہ کبھی کبھی اس کے انتہائی قریبی عقیدت مندوں کو بھی گراں گزرتا۔ ایسے ہی ایک عقیدتمند نے جو اب اس ملعون سے منحرف ہو چکا ہے بتایا کہ ملعون اکثر آنے والی خواتین کو لوگوں کے سامنے گدگدیاں کرتا اور ان سے ذو معنی جملے کہتا۔ یہاں تک کہ بعض ماڈرن خواتین کو بازو سے تھام کر گھومتا پھرتا۔ وہ اپنے جن مریدوں سے ملنے ان کے گھر جاتا ان

کے ہاں موجود ہر نوجوان لڑکی یا خاتون کو بند کمرے میں باری باری طلب کرتا اور تنہائی میں گھنٹوں ایسی حرکتیں کرتا جو ناقابل بیان ہیں۔ اس عرصے میں وہ کمرہ اندر سے مقفل کر لیتا۔ اس حوالے سے بعض منحرف خواتین نے زاروقطار روتے ہوئے نمائندہ امت کو انتہائی شرمناک تفصیلات بتائی ہیں جسے وہ ملعون شخص اللہ اور اس کے رسولؐ کے نام پر جائز قرار دیتا تھا۔ ملعون یوسف علی کی ایک کتاب ''بانگ قلندری'' ہے جس کے بارے میں اس کا کہنا ہے کہ یہ کتاب صرف ان لوگوں کو پڑھنے کے لئے دی جاتی ہے جو پہلے سوا لاکھ مرتبہ درود شریف پڑھ لیں اور قارئین جانتے ہیں کہ وہ اپنی معتقد خواتین سے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ جب کبھی درود پڑھیں تو میرا یعنی ملعون یوسف علی کا تصور کریں۔ وہ بعض خواتین کو محض اس وجہ سے بھی متاثر کرتا رہا کہ اسے بے نظیر دور حکومت میں وزارت خارجہ نے ''وی آئی پی'' کا درجہ دے رکھا تھا۔ اطلاعات کے مطابق چونکہ معلون محمد یوسف علی ''او آئی سی'' کے ہیڈ کوارٹر میں کام کرتا رہا ہے اسی لئے پاکستانی وزارت خارجہ نے اس شیطان کو ''وی آئی پی'' درجہ دینے کے ساتھ ساتھ ایک افیشل پاسپورٹ بھی جاری کر رکھا تھا۔

ملعون یوسف نے بھاوج کو بھی نہیں بخشا

راز افشا ہونے کے بعد اپنے بھائی ناصر حیدر کو کلورین کے ذریعے ختم کرا دیا

بھائی کے انتقال کے ۶ ماہ بعد بھاوج نے بچے کو جنم دیا پھر دونوں لاپتہ ہو گئے

ملعون یوسف علی کے پنجہ ہوس سے اس کی بھاوج بھی نہیں بچ سکی۔ ملعون آج سے بارہ سال قبل جدہ گیا تھا جہاں اس کا بھائی ناصر حیدر مقیم تھا۔ ایک دن ناصر حیدر نے گھر میں ملعون یوسف کو اپنی بیگم کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں پایا۔ مذکورہ واقعہ کے بعد ناصر حیدر نے اس معاملے کی چھان بین کی تو خود اس کی بیوی نے اقرار کیا کہ ملعون یوسف کے ساتھ اس کے تعلقات کافی عرصہ پہلے سے استوار ہیں۔ اس راز کے افشاء ہونے پر ناصر حیدر کا اپنے بھائی ملعون یوسف کے ساتھ تنازعہ رہنے لگا۔ کچھ عرصے بعد ملعون یوسف کے بھائی ناصر حیدر کا اچانک انتقال ہو گیا۔ موت کے اسباب تلاش کرتے

ہوئے یہ انکشاف ہوا کہ مرحوم کو اس کی بیگم اور ملعون یوسف علی کے "تعلقات" علم میں آنے کے فوراً بعد کلورین دی جا رہی تھی جس کے باعث اس کی آنتیں گل گئی تھیں۔ ناصر حیدر کے "انتقال" کے چھ ماہ بعد اس کی بیوہ نے ایک بچہ بھی جنم دیا اور اس کے بعد سے آج تک ملعون کی بھاوج اور وہ بچہ لاپتہ ہے۔

محترم قارئین یہ تمام اطلاعات ہم نے روزنامہ امت کے مارچ ۱۹۹۷ء کے شماروں سے نقل کی ہیں۔ ان کی اشاعت کے کچھ روز کے بعد ایک اخبار سے معلوم ہوا تھا کہ اس جھوٹے اور مکار یوسف علی کو گرفتار کرلیا گیا ہے اس کے بعد سے اب تک کوئی اطلاع نہیں ملی۔ یوسف علی کی مذکورہ شیطانی حرکتوں کا علم ہونے کے باوجود بھی اگر کوئی اس سے اعتقاد رکھتا ہے تو پھر اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ جیسی روح ویسے ہی فرشتے۔ حق تعالٰی دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ایسے جھوٹے دین کے ڈاکوؤں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اپنی معلومات میں اضافے کی غرض سے کچھ خلفاء بنو عباس کے دور کے جھوٹے نبیوں کے مضحکہ خیز حالات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عہد بنو عباس کے مضحکہ خیز جھوٹے نبی

(۱) خلیفہ مہدی عباسی کے عہد میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ جب اسے پکڑ کے دربار خلافت میں لائے تو مہدی نے پوچھا تم نبی ہو۔ بولا جی ہاں' پوچھا اور کن لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے ہو" بولا تم نے کسی کے پاس ایک گھڑی بھر کے لیے تو جانے نہیں دیا میں نام لوں تو کس کا لوں۔ ادھر میں نے دعویٰ کیا اور ادھر تم نے مجھے پکڑ کے قید خانے میں بند کر دیا۔ یہ جواب سن کر مہدی ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔

(۲) ایک شخص نے ایک بار بصرہ میں پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ لوگ اسے پکڑ کے حاکم بصرہ سلیمان بن علی کے پاس لائے۔ سلیمان نے صورت دیکھتے ہی کہا "تم خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر ہو؟" بولا جی اس وقت تو قیدی ہوں۔ پوچھا "کم بخت تجھے کس نے نبی بنایا ہے" بولا "بھلا پیغمبروں کے ساتھ ایسی ہی تہذیب سے گفتگو کی جاتی ہے؟ اے بے عقیدہ شخص اگر میں گرفتار نہ ہوتا تو جبرئل کو حکم دیتا کہ تم سب کو ہلاک کر ڈالیں۔ مگر کیا کروں قید میں ہوں۔" سلیمان نے پوچھا "تو کیا قیدی کی دعا نہیں قبول ہوتی؟" بولا جی اور کیا۔ خصوصاً انبیاء کا تو معمول ہے کہ جب تک قید رہتے ہیں ان کی دعا آسمان پر نہیں جاتی۔ سلیمان کو اس پر ہنسی آگئی اور کہا اچھا میں تمہیں چھوڑے دیتا ہوں آزادی پانے کے بعد تم جبرئل امین کو حکم دو۔ اور اگر انہوں نے تمہارے کہنے پر عمل کیا تو ہم سب تم پر ایمان لائیں گے۔ یہ سن کے بولا "خدا سچ فرماتا ہے (یہ لوگ جب تک عذاب کو نہ دیکھ لیں گے ایمان نہ لائیں گے) یہ جواب سن کر سلیمان بہت ہنسا پھر اس سے کہا جاؤ پھر کبھی نبی نہ بننا اور اسے چھوڑ دیا"۔

(۴۳) مامون کے عہد میں ایک اور شخص نے دعوائے نبوت کیا اور اس خصوصیت کے ساتھ کہ میں ہی ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ جب وہ مامون کے سامنے پیش کیا گیا تو اس وقت ثمامہ بن اشرس مامون کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مامون نے اس مدعی نبوت کی کیفیت سن کے کہا میں نے ایسا جری شخص نہیں دیکھا کہ خدا پر بھی تہمت لگائے۔ ثمامہ نے کہا اگر اجازت ہو تو میں اس سے گفتگو کروں اس نے اجازت دی۔ اور ثمامہ نے کہا "اے شخص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تو نبوت کی دلیلیں تھیں۔ تمہارے پاس کون سی دلیل ہے۔" پوچھا "ابراہیم کے پاس کون سی دلیلیں تھیں۔ ثمامہ نے کہا آگ جلائی گئی اور وہ اس میں ڈال دیئے گئے۔ مگر آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور آرام وہ ہو گئی تو ہم تمہارے لئے آگ جلواتے ہیں اور تمہیں اس میں ڈال دیں گے۔ اگر تمہارے لئے بھی آگ ویسی ہو گئی تو تم پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر وہ بولا۔ یہ زیادہ مشکل ہے۔ اس سے کوئی آسان صورت بتاؤ۔

ثمامہ نے کہا تو حضرت موسیٰ کے ایسے دلائل نبوت پیش کرو۔ اس نے پوچھا ان کے دلائل کیا تھے۔ کہا ان کے پاس عصا تھا جب اسے زمین پر ڈال دیتے اژدہا بن جاتا۔ انہوں نے اسی عصا سے مار کر سمندر کو ٹھہرا دیا تھا۔ بولا اس سے بھی آسان صورت نکالیے کہا تو حضرت عیسیٰ کے دلائل سہی پوچھا وہ کیا تھے کہا مردوں کو زندہ اور اندھوں کوڑھیوں کو تندرست کر دیتے تھے۔ بولا یہ تو سب پر قیامت ہے۔ ثمامہ نے کہا پھر کوئی دلیل نبوت تو ضرور ہونی چاہیے اس نے جواب دیا میرے پاس اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے میں نے جبریل سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مجھے شیطانوں کے پاس بھیجتے ہو تو کوئی دلیل دو تاکہ میں اسے پیش کروں۔ اس پر جبریل بگڑے خفا ہوئے اور کہا تم نے خود ہی برائی سے اپنے کام کی ابتداء کی جا کے دیکھو تو کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ یہ باتیں سن کے ثمامہ نے مامون سے کہا۔ امیر المومنین اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مامون نے کہا ہاں میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔ اور یہ کہہ کے اسے نکلوا دیا۔

اسی طرح ایک اور شخص ادعاء نبوت کا مجرم بن کر خلیفہ مہدی کے سامنے پکڑا آیا

مہدی نے اس کی صورت دیکھ کے پوچھا تم کب مبعوث ہوئے؟ بولا آپ کو تاریخ سے کیا تعلق؟ مہدی نے پوچھا تمہیں کہاں نبوت ملی؟ بولا "خدا کی قسم یہاں تو ایسی باتیں پوچھی جا رہی ہیں جن کو نبوت سے کوئی علاقہ نہیں۔ اگر آپ میری نبوت مانتے ہوں تو میں جو کچھ کہوں اسے مانیے اور میری پیروی کیجئے۔ اور اگر آپ مجھے جھوٹا سمجھتے ہوں تو اپنے گھر خوش رہئے اور مجھے چھوڑیے کہ میں اپنا راستہ لوں۔ مہدی نے کہا چھوڑ کیوں دوں تمہاری وجہ سے دین میں فساد پڑے گا۔ یہ سن کر بولا بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب اپنے دین میں خرابی پڑنے کے اندیشہ سے آپ برہم ہوئے جاتے ہیں تو پھر مجھے کیوں نہ غصہ آئے۔ کیونکہ میری تو نبوت ہی کا سارا کاروبار بگڑا جاتا ہے۔ آپ کی ساری شان و شوکت اور یہ سارا جبروت معن بن زائدہ اور حسن بن قحطبہ کے ایسے سپہ سالاروں کے برتے پر ہے" اتفاقاً اس وقت قاضی شریک سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ مہدی نے کہا قاضی صاحب آپ اس پیغمبر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ قبل اس کے کہ قاضی شریک لب ہلائیں۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے میرے معاملہ میں ان سے تو مشورہ لیا بھلا مجھی سے کیوں نہ مشورہ لیا۔ مہدی نے کہا اچھا تم ہی بتاؤ کہ اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ بولا میں اپنا فیصلہ ان انبیاء پر چھوڑتا ہوں جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ بس جو ان کا فیصلہ ہو اسی پر عمل کیجئے۔ مہدی نے کہا مجھے یہ منظور ہے اب اس نے پوچھا اچھا بتائیے میں آپ کے نزدیک کافر ہوں یا مومن؟ مہدی نے کہا تم کافر ہو۔ بولا تو بس قرآن میں موجود ہے (آپ کافروں اور منافقوں کی پیروی نہ کیجئے۔ اور ان کے تکلیف دینے کو چھوڑ دیجئے اس لیے آپ نہ میری پیروی کیجئے اور نہ مجھے ستائیے بلکہ مجھے چھوڑ دیجئے۔ کہ غریبوں اور مسکینوں کے پاس جاؤں جو کہ پیغمبروں کے پیرو ہوتے آئے ہیں اور بادشاہوں اور جباروں کو میں بھی چھوڑ دوں گا۔ جو کہ جہنم کے کندے ہیں۔ یہ سن کر مہدی ہنسا اور اسے تنبیہہ کر کے چھوڑ دیا۔

(۴) ایک دن عبداللہ بن حازم دجلہ کے پل کے پاس اپنی صحبت میں بیٹھے ہوئے

تھے کہ اتنے میں لوگ ایک شخص کو پکڑے ہوئے لائے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا انہوں نے اس سے کہا تم پیغمبر ہو۔ بولا جی ہاں۔ پوچھا کس قوم پر مبعوث ہوئے ہو۔ بولا کسی پر ہوا ہوں تمہیں کیا۔ میں شیطان پر مبعوث ہوا ہوں۔ یہ جواب سن کر عبداللہ ہنسے اور کہا اسے چھوڑ دو کہ شیطان ملعون کے پاس جائے۔

(۵) ثمامہ بن اشرس کہتے ہیں میں قید میں تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مہذب اور شائستہ اور باوقار شخص قید خانے میں آیا۔ اس وقت میرے ہاتھ میں شربت کا جام تھا اسے دیکھ کے میں اس قدر متحیر ہوا کہ جام کو منہ سے لگانا بھول گیا اور اس سے کہا آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ لوگوں نے کس گناہ پر آپ کو قید کیا ہے؟ بولا یہ بدمعاش مجھے پکڑ لائے ہیں اور محض اس بناء پر کہ میں نے امر حق کو ظاہر کیا میں نبی مرسل ہوں۔ یہ سن کے میں متعجب ہوا اور اس سے کہا کہ کوئی معجزہ بھی آپ کے پاس ہے۔ بولا جی ہاں میرے پاس تو سب سے بڑا معجزہ موجود ہے پوچھا وہ کیا؟ کہا کسی حسین عورت کو لاؤ دیکھو ابھی حاملہ کرا دوں گا۔ پھر اس سے ایک بچہ پیدا ہوگا۔ جو میری نبوت کی تصدیق کرے گا۔ ثمامہ نے یہ سن کر مشکل سے ہنسی روکی۔

(۶) محمد بن عتاب نام ایک صاحب کا بیان ہے کہ "میں نے ہارون رشید کے زمانہ میں ایک روز شہر رقہ میں دیکھا کہ لوگ ایک شخص کو گھیرے ہوئے کھڑے ہیں۔ اس کی صورت دیکھی تو بہت مہذب و باوقار شخص نظر آیا۔ پوچھا اسے کیوں گھیرے ہوئے ہو۔ لوگوں نے کہا صاحب یہ پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے میں نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ ایسے شخص سے ایسا فعل نہیں سرزد ہو سکتا۔ اس پر اور سب لوگ تو خاموش رہے۔ مگر خود اس نے بگڑ کے مجھ سے کہا تمہیں کیوں کر معلوم ہوا کہ یہ مجھے جھوٹ لگاتے ہیں؟ میں نے کہا تو کیا تم نبی ہو۔ بولا بیشک میں نے کہا اس کی دلیل! بولا دلیل یہ ہے کہ تم ولدالزنا ہو۔ میں نے ضبط کرکے کہا۔ بھلا پاک دامن عورتوں کو زنا سے متہم کرنا پیغمبروں کا کام ہے۔ بولا میں تو خاص

اسی غرض کے لیے بعوث ہوا ہوں میں نے کہا تو مجھے تمہاری نبوت سے انکار ہے۔ بولا انکار ہے تو اپنے گھر خوش رہو۔ اتنے میں کسی نے اسے چند سنگریزے کھینچ مارے جن سے وہ زخمی ہو گیا اور بولا یہ فعل خاص ابن زانیہ کا ہے۔ اور آسمان کی طرف سر اٹھا کے کہنے لگا تم نے میرے ساتھ یہ بھلائی نہیں کی جو ان جاہلوں کے ہاتھ میں مبتلا کر دیا ہے" بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص مجنون تھا۔

مامون کے زمانے میں ایک اور شخص نے دعویٰ نبوت کیا تھا مامون نے قاضی یحییٰ ابن اکثم کو ساتھ لیا اور کہا چلو ہم اس شخص سے چھپ کے ملیں اور دیکھیں کہ کیسا شخص ہے اور کیا کہتا ہے چنانچہ دونوں بھیس بدل کر اور ایک خادم کو ہمراہ لے کے اس کی صحبت میں گئے۔ اس نے ان کی کیفیت پوچھی تو کہا ہم دونوں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ کے ہاتھ پر ایمان لائیں۔ اس نے کہا تو آؤ بیٹھو" اجازت پا کے مامون اس کے داہنے جانب اور قاضی صاحب بائیں طرف بیٹھ گئے۔ اب مامون نے پوچھا آپ کن لوگوں کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ہیں" بولا ساری خلقت اور کل بندگان خدا پر مبعوث ہوا ہوں۔ پوچھا تو کیا آپ پر وحی نازل ہوتی ہے؟۔ کیا آپ خواب دیکھتے ہیں ؟کیا دل میں القاء ہو جاتا ہے؟ یا آپ سے فرشتہ آ کے گفتگو کرتا ہے۔ بولا فرشتہ گفتگو کرتا ہے۔ پوچھا!کون فرشتہ آتا ہے؟ کہا جبرئیل ۔پوچھا اس سے پہلے کب آئے تھے؟ کہا ابھی تمہارے آنے سے پہلے وہ موجود تھے" پوچھا تو تم پر اس وقت کیا وحی آئی ہے؟ کہا یہ کہ عنقریب میرے پاس دو شخص آئیں گے ایک میرے داہنے ہاتھ بیٹھے گا اور دوسرا بائیں پر۔ اور جو بائیں ہاتھ پر بیٹھے گا وہ دنیا میں سب سے بڑا لوطی ہو گا۔ مامون اس کی یہ وحی سنتے ہی مارے ہنسی کے لوٹ گیا اور بولا اشہد انک رسول اللہ (میں تمہارے رسالت پر ایمان لاتا ہوں)۔

خالد قسری کے زمانے میں بھی ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا۔ لوگ اسے خالد کے سامنے پکڑ لائے۔ پوچھا تم کس بات کے مدعی ہو۔ بولا میں نے قرآن کا جواب دیا ہے۔ قرآن میں ہے انا اعطینٰک الکوثر ○ فصل لربک وانحر ○ ان شانئک ھو الابتر ○ (اور میں کہتا ہوں انا اعطینٰک الجماہر' فصل لربک وجاہر' ولا تطع کل ساحر و کافر۔

خالد نے برہم ہو کے حکم دیا کہ اسے سولی دی جائے۔ چنانچہ وہ صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ اتفاق سے خلف بن خلیفہ شاعر کا ادھر سے گذر ہوا اس نے اسے لٹکتے ہوئے دیکھ کر کہا انااعطیناک العمود فصل لربک علی عود۔ وانا ضامن ان لا تعود۔

(۷) کوفہ کے ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک دن میرے ایک دوست آئے اور کہا تم نے کچھ اور بھی سنا۔ یہاں ایک پیغمبر صاحب پیدا ہوئے ہیں۔ چلو ذرا ان سے مل کے دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں۔ میں فورا اٹھ کھڑا ہوا اور ہم دونوں اس نبی کے مکان پر پہنچے وہ دروازے پر ملا اور بہت کچھ عہد وپیان لے کر ہمیں اندر لے گیا۔ یہ ایک نہایت ہی کریمہ صورت خراسانی بڈھا تھا اور بھینگا تھا۔ حسن اتفاق سے میرے دوست کانے تھے۔ انہوں نے کہا تم چپکے رہو اور مجھے گفتگو کرنے دو۔ میں نے کہا بہتر۔ اب ان دوست نے پوچھا "جناب آپ کا کیا دعویٰ ہے؟" بولا میں نبی ہوں۔ پوچھا دلیل۔ کہا دلیل یہ کہ تم کانے ہو۔ اپنی دوسری آنکھ بھی نکال کے اندھے ہو جاؤ۔ اسی وقت میں دعا کر کے تمہیں اچھا کردوں گا۔ میں نے ہنسی روک کے اپنے دوست سے کہا۔ پیغمبر صاحب نے بات تو معقول کہی ہے۔ انہوں نے جھنجلا کے کہا تو تم اپنی ہی دونوں آنکھیں پھوڑ کے ان کا امتحان لے لو اس کے بعد ہم دونوں ہنستے ہوئے اپنے گھر آئے۔

(۸) ایک بار مامون کے سامنے ایک اور مدعی نبوت پیش کیا گیا۔ پوچھا تمہارے پاس کوئی معجزہ بھی ہے۔ کہا جی ہاں جو آپ کے دل میں ہو بتا دوں گا" مامون نے کہا اچھا بتاؤ تو میرے دل میں کیا ہے" بولا آپ کے دل میں ہے کہ یہ شخص جھوٹا ہے" مامون نے کہا ہاں یہ تو تم نے سچ بتایا اور اسے قید خانہ میں بھیج دیا۔ چند روز بعد پھر سامنے بلوایا اور کہا تم پر کچھ وحی اتری۔ بولا نہیں۔ پوچھا کیوں۔ کہا اس لیے کی قید خانے میں فرشتہ نہیں آتے۔ اس پر مامون ہنس پڑا اور اسے چھوڑ دیا۔

(۹) ایک بار مامون کے پاس آذربائیجان سے ایک مدعی نبوت گرفتار کر کے لایا گیا جب وہ سامنے آیا تو مامون نے اپنے داروغہ محل ثمامہ کو حکم دیا کہ اس کا اظہار لے۔ اس نے عرض کیا" امیرالمومنین !کیا عرض کروں کہ آپ کے زمانہ میں انبیاء کی کس قدر کثرت ہو گئی ہے" پھر اس مدعی نبوت سے کہا تمہاری نبوت کی دلیل کیا ہے کہا ثمامہ تم اپنی جورو کو میرے پاس بھیج دو۔ اور میں تمہارے سامنے اس سے مقاربت کروں اس سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو گھوارے ہی میں میرے پیغمبری کی تصدیق کرے گا۔ ثمامہ نے کہا اشہد انک رسول اللہ (میں گواہی دیتا ہوں کہ تم خدا کے رسول ہو) مامون نے کہا تم تو چھوٹتے ہی ایمان لے آئے عرض کیا امیرالومنین کا کیا بگڑے گا۔ آبرو تو میری جورو کی جائے گی جسے اپنی بی بی سے دستبردار ہونا ہو وہ ان کی نبوت میں شک کرے۔ اس پر مامون بے اختیار ہنس پڑا۔ اور اسے چھوڑ دیا۔

ایک بار ہارون رشید کے سامنے ایک مدعی نبوت پیش کیا گیا۔ رشید نے اس سے دریافت کیا تو بولا جی ہاں میں نبی کریم ہوں" پوچھا دلیل؟ کہا آپ جو فرمائیں ۔ رشید نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ جتنے مرد غلام کھڑے ہوئے ہیں ان کے اسی وقت ڈاڑھیاں نکل آئیں سوچ کے بولا بھلا اس میں کون سی خوبی ہے کہ ان کے پیارے پیارے مونہوں پر ڈاڑھیاں نکل آئیں اور ان دل فریب صورتوں کو میں بگاڑ دوں۔ ہاں یہ معجزہ دکھاتا ہوں کہ جتنے ڈاڑھیوں والے کھڑے ہیں ان کی ڈاڑھیاں غائب کر دوں۔ یہ سن کے رشید بہت ہنسا اور اس کو نکلوا دیا۔

ایک اور مدعی نبوت مامون کے سامنے لائے اور معجزہ طلب کیا۔ اس نے کہا کہ میں سنگریزی پانی میں ڈالتا ہوں۔ اگر گھل جائیں تو جانئے میں سچا نبی ہوں۔ مامون نے کہا" منظور" اس نے ایک کٹورے میں پانی بھر کے سب کے سامنے سنگریزی ڈالے جو دم بھر میں گھل گئے۔ لوگوں نے کہا یہ جعلی سنگریزی تھے۔ ہم جو سنگریزے دیں انہیں گھلاؤ تو سند ہے۔ بولا نہ تم فرعون سے بڑے ہو اور نہ میں موسیٰ سے بڑا ہوں۔ فرعون نے موسیٰ سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تمہارے عصا کی سند نہیں۔ ہم اپنا عصا دیتے ہیں۔ اسے اژدہا بناؤ تو

جائیں۔ مامون اس لطیفہ پر بہت ہنسا اور اس مدعی نبوت کو چھوڑ دیا۔

(۱۰) ایک مدعی نبوت کو لوگ پکڑ کے معتصم باللہ کے سامنے لائے۔ معتصم نے پوچھا تم نبی ہو کہا جی ہاں پوچھا کس کی ہدایت کے لیے مبعوث ہوئے ہو۔ کہا آپ کی ہدایت کے لئے معتصم بولا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم رذیل اور احمق ہو۔ بولا جی ہاں یہ تو قاعدہ ہی ہے کہ جیسے لوگ ہوتے ہیں ویسے ہی پیغمبر بھی ان پر بھیجے جاتے ہیں۔ اس جواب پر معتصم شرمندگی سے ہنسا اور اسے رخصت کر دیا۔

(۱۱) ایک اور جعلی پیغمبر مامون کے سامنے لایا گیا مامون نے کہا کہ اچھا اسی وقت ایک خربوزہ لا کے پیش کرو۔ اس نے کہا تین دن کی مہلت دیجئے۔ مامون نے کہا۔ مہلت نہ دی جائے گی اسی وقت لا کے حاضر کرو۔ بولا بھلا یہ کون سا انصاف ہے۔ وہ خدائے عزوجل جس نے سارے آسمان اور زمین کو چھ دن میں بنایا وہ تو خربوزے کو کم از کم چھ مہینہ میں پیدا کرتا ہے اور میں اسی وقت پیدا کروں۔ اس جواب پر مامون ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔

ایک مدعی نبوت متوکل علی اللہ عباسی کے سامنے پیش کیا گیا۔ پوچھا تم نبی ہو۔ بولا جی ہاں۔ کہا دلیل ۔بولا خود قرآن میری نبوت کی تصدیق کر رہا ہے میرا نام ہے نصراللہ اور قرآن میں موجود ہے "اذاجاء نصراللہ والفتح "کہا"اچھا کوئی معجزہ دکھاؤ" کہا کسی بانجھ عورت کو میرے پاس لاؤ میں اسی وقت بچہ پیدا کر دوں گا جو پیدا ہوتے ہی میری نبوت کی تصدیق کرے گا۔ اتفاقا وزیر حسن بن عیسیٰ کی بی بی بانجھ تھی۔ متوکل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا تو کیا مضائقہ ہے۔ اس کے معجزے کو ضرور آزمانا چاہئے تم اپنی بی بی کو لے آؤ۔ حسن نے کہا "حضور اپنی بی بی کو تو وہ لائے جسے ان کی نبوت سے انکار ہو۔ میں تو ان کا یہ معجزہ سنتے ہی ایمان لا چکا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ "اشھدان نبی اللہ" متوکل اس پر ہنسا اور اسے آزادی دے دی۔

اسی متوکل کے عہد میں ایک عورت بھی گرفتار کر کے لائی گئی جو پیغمبری کا دعویٰ کرتی تھی۔ متوکل نے پوچھا "تو نبیہ ہے؟" بولی۔ جی ہاں۔ پوچھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانتی ہے یا نہیں؟ بولی کیوں نہیں۔ بے شک مانتی ہوں۔ کہا تو انہوں نے فرمایا ہے کہ "لانبیته بعدی" (میرے بعد کوئی نبیہ نہ ہوگی۔ اس پر متوکل ہنسا اور اسے چھوڑ دیا۔ (۱)

---

(1) تحفۃ الاولی الالباب فی مجالس الاحباب مطبوعہ مصر ص ۳۷-۳۸